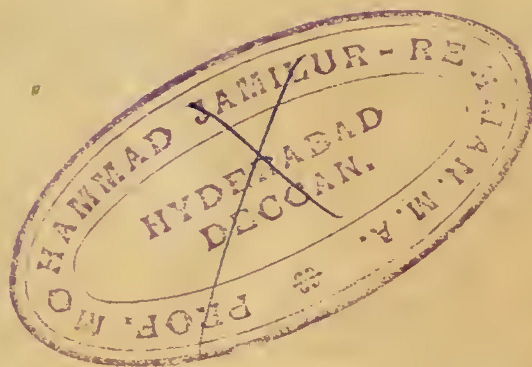


1910



اذکروا موتاکم بالخیر

دفتر اول

مآثر الکرام

مشتمل بر دو فصل

فصل اول مشتمل بر حالات هشتاد مشاهیر صوفیای کرام فصل دوم متضمن احوال هفتاد و سه
علمای عظام از ابتدای فتح هندوستان تا صدی دوازدهم هجری که بدیار هند علم اشتهار افتخار افراشتند
و در همان خاک آسودند

مصنفهٔ

حسان الهند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی قدس سره

بسعی و اهتمام احقر الانام عبدالله خان از کتب خانهٔ آصفیه حیدرآباد دکن اغلاط برآورده

در مطبع مفید عام آگره باهتمام محمد قادر علیخان صوفی مطبوع شد

سنه ۱۹۱۰ء مطابق ۱۳۲۸ھ

گلشن ہند

مشہور شعراے اُردو کا ایک تذکرہ

جس کو

مرزا علی متخلص بہ لطف

نے، بعہد مارکوئس اوف ویلزلی گورنر جنرل ہند اُردو کے مشہور سرپرست مسٹر جان گلگرسٹ کی
فرمایش سے علی ابراہیم خان کے فارسی تذکرہ گلزار ابراہیم سے مع اضافون کے اُردو زبان
مین جو آج سے ایک سو پانچ برس پیشتر کی سادہ اُردو نثر کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔

سنہ ۱۸۰۱ع

مین تصنیف کیا، اور

سنہ ۱۹۰۶ع

مین

شمس العلما مولوی شبلی کی تصحیح و تحشیہ اور مولوی عبدالحق صاحب بی اے
کے ایک عالمانہ مقدمہ کے ساتھ، اُردو زبان کی خدمت کے لیے
عبداللہ خان نے حیدرآباد دکن سے شایع کیا

اور

جس مین (۵۲) شاعرون کے نہایت تفصیلی حالات و نمونہ کلام ہے اور جو ۲۲۴ صفحون مین
ختم ہوئی ہے۔

قیمت فی جلد عہ روپیہ علاوہ محصول ڈاک

المشـ … ـتہر
عبداللہ … ب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن

ڈیڈیکشن

یہ کتاب جو علمار و مشایخ بلگرام کے حالات مین ہے۔ مین ایک ایسے عالی ہمت فیاض طبع جامع علوم مشرقی و مغربی پاک نفس نیک نہاد شخص کے نام ڈیڈیکیٹ کرتا ہون جو نہ صرف فخر بلگرام ہے بلکہ فخر قوم و ملک ہے وہ کون۔

آنریبل نواب عماد الملک عماد الدولہ موتمن جنگ علی یار خان بہادر مولوی سید حسین بلگرامی سی۔ آئی۔ اِی۔ ممبر انڈیا کونسل لندن کیا بلحاظ وسعت علم و فضل و شرافت و نجابت اور اعلیٰ و پاکیزہ اخلاق اور کیا بلحاظ عزت و وقعت قومی ہمدردی اور اور ملکی خیر خواہی مسلمانان ہند مین اس وقت اپنی نظیر نہین رکھتے۔

نواب صاحب ممدوح نے قومی اور ملکی بہبودی کے ہر ایک کام مین جس کشادہ پیشانی اور فراخ حوصلگی سے اعانت فرمائی ہے اور خصوصاً اس زمانہ مین مسلمانان ہند پر جو احسانات فرمائے ہین وہ محتاج بیان نہین ہین لہذا ہم نہایت دلی جوش و مسرت کیساتھ اس کتاب کو جو علم تاریخ کا ایک نایاب خزانہ ہے۔ اور جو اُنہی کے ایک ناموراہم وطن حسّان الہند میر غلام علی آزاد بلگرامی نے انہین کے برگزیدہ اسلاف و اجداد کے تذکرے مین لکھی ہے۔ اُن احسان کے شکریہ مین جو اِنہون نے اہل علم اور عموماً اہل اسلام پر فرمائے ہین نواب صاحب ممدوح کے نام نامی کیساتھ نسبت دینے کی عزت حاصل کرتے ہین ؎

گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

خاکسار عبد اللہ خان پبلیشر کتاب ہذا

کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن ۷ جمادی الاخری ۱۳۲۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست تراجم مآثر الکرام

دفتر اول

تمت



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

مآثر الکرام

حسّان الہند[1] مولانا غلام علی آزاد بلگرامی اُن علمائے ہند مین سے ہین جن کا نام اس ملک مین ہمیشہ یاد رہے گا۔ وہ صرف ملا ہی نہ تھے بلکہ ادیب و شاعر مورخ و محقق بھی تھے اور اُن کی تالیفات و تصنیفات خود اس امر کی شاہد ہین۔ اسمین کچھہ شک نہین کہ ہندوستان کے عہد اسلامی مین ایسی ایسی تاریخین لکھی گئی ہین کہ جنکی نظیر فارسی زبان مین نہین ملتی۔ لیکن مغلیہ سلطنت کے انحطاط کیساتھہ صحیح فن تاریخ نویسی مین انحطاط شروع ہو گیا تھا۔ البتہ مولانا غلام علی آزاد نے اس فن کی لاج رکھہ لی اور آخر وقت مین بھی ذوق صحیح کی داد دی۔ اِن کی تصانیف مین سے زیادہ تر فن تاریخ کی اس شاخ کے متعلق ہین جسے فن اسمائے الرجال کہتے ہین۔ اور آزاد نے اس بات[2] پر فخر ظاہر کیا ہے کہ ہندوستان مین پہلے وہی ہین جنہون نے اس فن پر قلم اُٹھایا ہے

[1] حسّان الہند میر غلام علی آزاد بن سید نوح بلگرامی یکشنبہ سنہ ۱۱۱۶ ہجری مین (۲۵) ماہ صفر مین قصبہ بلگرام مین پیدا ہوئے اور سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین بمقام روضہ جو نواح اورنگ آباد دکن مین ایک مشہور مقام ہے۔ چوراسی سال کی عمر مین وفات پائی۔

[2] و پیش از من احدی آستین سعی باین درجہ نشکستہ و کمر خدمت بزرگان صنف و ملت باین جد و جہد نہ بستہ (دیکھو دیباچہ کتاب)

اگرچہ ان سے پہلے صاحب تاریخ نظامی۔ ملا عبدالقادر بدایونی اور علامہ ابوالفضل اپنی اپنی تاریخون مین اپنے عہد کے امرا و علما و کملا کے حالات لکھہ چکے ہین۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ مولانا آزاد نے اس مین خاص اہتمام کیا ہے۔ اور اس فن کی طرف خاص توجہ کی ہے۔ اُن لوگون نے اپنے عہد کے مشاہیر کے حالات اپنی تاریخون کے ضمیمہ کے طور پر لکھے تہے۔ آزاد نے اسے الگ فن قرار دیکر مختلف رسالے لکھے ہین۔[۵۱]

مآثر الکرام جو اب پہلی بار مولوی عبداللہ خان کی سعی سے طبع ہوئی ہے اسی فن کے متعلق ہے یہ کتاب عموماً ہندوستان اور خصوصاً فقرا و علماے بلگرام کے حالات مین ہے آزاد نے اس کتاب کی تالیف سے نہ صرف اپنے وطن کا حق ادا کیا بلکہ فن رجال مین ایک قابل قدر اضافہ کیا ہے بلگرام ایک مردم خیز بستی ہے اور اس معدن علم و فضل سے ایسے ایسے بے بہا لعل نکلے ہین جن کے نام اس سرزمین مین ہمیشہ روشن رہینگے۔ اور خوشی کی بات ہے کہ یہ فضیلت اسے اس وقت

[۵۱] سرو آزاد ۔ شعرا کا تذکرہ ۔ ید بیضا ۔ شعرا کا تذکرہ ۔ خزانہ عامرہ ۔ ان شعرا کے حالات مین جنکو دربار شاہی سے صلے ملے ہین۔ روضۃ الاولیا۔ صوفیہ کے حالات مین سبحۃ المرجان ۔ علما کے تذکرے مین ۔ مآثر الکرام ۔ علما صوفیہ کے حالات مین نیز نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان کی بے نظیر تالیف مآثر الکرام کی تکمیل و تہذیب مین جو سعی آزاد نے کی وہ بھی بہت قابل قدر ہے دیکھو دیباچہ مآثر الامرا ۔ اور نیز آزاد کے اُن خطوط سے جو مولوی سید احمد صاحب زید بلگرامی مرحوم کے پاس تہے یہ امر ظاہر ہے۔

تک حاصل ہے یون ہی قصبات اور شہرون کی حالت مین بہت تفاوت ہے آب وہوا کی خوبی اور صفائی اخلاق کی سادگی و بے ریائی تکلفات اور تصنع سے بری۔ مسابقہ اور منافسہ کی کشمکش سے محفوظ مسلک کی پختگی یہ اور بعض اور وجوہ ایسے ہین کہ جنکے سبب اہل قصبات کے جسم و دماغ اہل شہر کی نسبت زیادہ صحیح ہوتے ہین۔ اگرچہ شہر کی ترتیبات ان مین سے اکثر کو اوسی منڈے مین کہینچ لے جاتے ہین جہان چند نسلون کے بعد ان مین انحطاط شروع ہوجاتا ہے اگر علما و فضلا و دیگر مشاہیر کی فہرست پر نظر ڈالی جاے تو معلوم ہوگا کہ اہل قصبات کا ملک پر بہت بڑا احسان ہے کاش مولانا آزاد کی طرح دوسرے اہل قصبات بہی اس بات کا خیال رکھتے اور اپنے اپنے قصبہ کے علما و فضلا و صوفیا و دیگر مشاہیر کے حالات قلم بند کرڈالتے تو ہندوستان کی تاریخ کو اس سے بہت بڑی مدد ملتی۔ ہندوستان مین بکثرت ایسے قصبات ہین[ف۱] کہ اگر وہان کے حالات یا تاریخ لکہی جاے تو ایسی مفید معلومات اس سے حاصل ہوسکتے ہین جس کا بڑی بڑی مبسوط تاریخون مین پتہ نہین اس کتاب کے لکہنے مین مولانا نے خاص محنت کی ہے اور صرف کتب تاریخ متداولہ ہی تک تلاش و جستجو کو محدود نہین رکہا بلکہ ”اہالی وموالی شہر“ سے بہی حالات دریافت کیے اور نیز ”سجلات شرعیہ“ سے جو بزرگون کی یادگار سے باقی تہے استفادہ کیا۔

ف۱ مثلاً پانی پت۔ بدایون خیرآباد۔ امیٹھی سوہان۔ سرہند۔ سہالی وغیرہ وغیرہ۔

یہ کتاب اول بلگرام مین لکہنے شروع کی تہی لیکن درمیان مین یعنی ۱۱۵۱ھ مین حج کے قصد سے مکہ چلے گئے زیارت حرمین شریفین سے واپس ہوکر دکن مین قیام کیا اور وہین ناکمل مسودہ منگوا کر اختتام کو پہنچایا۔ تاریخ اختتام کتاب "ختامہ مسک" سے نکلتی ہے۔
۱۱۶۶

افسوس ہے کہ مولانا آزاد نے اس کتاب مین کسی قدر اختصار کو مدنظر رکہا ہے اگر وہ اس زمانے کی صحبتون اور معاشرت اور طریقہ تعلیم و تعلم پر ذرا اور وسیع نظر ڈالتے تو یہ کتاب بہت زیادہ دلچسپ مفید ہوجاتی۔ لیکن تاہم جو کچہہ انہون نے کیا ہے وہ بہت قابل قدر اور نیز قابل تقلید ہے۔ زمانہ حال و گذشتہ کے حالات اور خصوصاً ان لوگون کے تذکرے جو اس کارزار حیات مین جہان قدم قدم پر ٹہوکر لگنے کا اندیشہ ہے اپنی ہمت اور ریاضت سعی اور مشقت سے پایۂ کمال کو پہنچے ہین انسان کے اخلاق پر عجیب و غریب اثر ڈالتے ہین۔ جب ہم یہ دیکھتے ہین کہ طلبہ تحصیل علم کے شوق مین بے زادراہ شہر بشہر بہرتے ہین۔ کہانے کی پرواہ ہی نہ کپڑے کی فکر مگر تحصیل علم کی دہن مین ہفتخوان طے کرکے عین سرچشمہ پر پہنچتے اور سیراب ہوکر واپس آتے ہین اور اس کے بعد جو کچہہ حاصل کیا ہے اس سے دوسرون کو فیض پہنچاتے ہین اور یہی نہین بلکہ اسے ثواب کا کام خیال کرتے ہین اور اس سے بہی بڑہکر یہ کہ اگر وہ کسی شاہی خدمت وغیرہ پر مامور ہو گئے ہین تو بہی فرصت کے وقت سلسلہ درس و تدریس جاری ہے اور اس کے ساتہہ ہی تالیف و تصنیف بہی ہوتی

رہتی ہے۔ جب ہم یہ دیکھتے ہین اور آجکل کی حالت پر نظر ڈالتے ہین جبکہ علم کا
چرچا گھر گھر ہے تو ہمین ایک عجیب فرق نظر آتا ہے۔ محنت اور ریاضت اسب بہی
غالباً اتنی ہی کرنی پڑتی ہے لیکن تحصیل علم کی وہ چیٹک اور وہ دہن جو پہلے
لوگون مین تہی آج کل اوس کے مقابلہ مین کم ہے۔ اسکی زیادہ تر وجہہ یہ معلوم ہوتی
ہے کہ پہلے حصول علم مین آزادی تہی اور آج کل یونیورسٹی کی پابندیون نے
ایسا جکڑ دیا ہے کہ اگر کچہہ شوق ہوتا بہی ہے تو دب دبا جاتا ہے۔ دوسری ایک بڑی
وجہہ یہ ہے کہ آج کل علم زیادہ حصول ملازمت سرکاری کے لئے حاصل کیا جاتا ہے
علم کو علم کی خاطر شاذ و نادر ہی کوئی پڑہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حالانکہ آجکل طلبہ کی
کثرت ہے مگر حقیقی علم یا علم کا حقیقی شوق کم ہے اور اگر ہے بہی تو اسکے چندان
قدر نہین۔ کون ہے جس کے دل مین قاضی عضد الحی کے ذکر کے پڑہنے سے
جو اسی کتاب مین ہے جوش اور ولولہ پیدا نہوگا۔ لکہا ہے کہ سلطان محمد بن تغلق شاہ
نے مولانا معین الدین عمرانی دہلوی کو ولایت فارس مین قاضی عضد یحیٰی کے پاس
بہیجا اور یہ عرض کرائی کہ آپ ہندوستان تشریف لے چلین۔ اور متن مواقف کو
سلطان محمد کے نام سے معنون فرمائین۔ سلطان ابو اسحاق والی شیراز کو جو یہ معلوم
ہوا تو دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ یہ سلطنت حاضر ہے اسے لے لیجئے اور جو خدمت آپ
فرمائین اسکے بجا لانے کو مین حاضر ہون مگر للہ آپ یہان سے نہ جائیے۔ ایسی
قدردانی کی نظیر مشکل سے ملے گی اور شاید یہ شخصی سلطنت ہی مین ممکن بہی ہے

غالباً شخصی سلطنت کے نام سے ناظرین کے کان کھڑے ہونگے۔ لیکن اصل یہ ہے کہ حکومت کی کوئی صورت بُری نہین بشرطیکہ صحیح اصول کو پامال نہ کیا جائے۔ لیکن اگر صحیح اصول پر نظر نہین تو حکومت کی ہر صورت خواہ قیاسی طور سے کیسی ہی اعلیٰ کیون نہ ہو مذموم ہے۔

حصول علم کے شوق مین ایک اور بات بھی مضمر ہے جو سب سے زیادہ قابل قدر ہے انسان کو انسان بنانے والی یعنی اسکے کیریکٹر کو سنوارنے والی جو شئے ہے وہ شوق وسعی اور ریاضت و محنت ہے خصوصاً جب کہ مدعا حصول اعراض نفسانی نہ ہو۔ ان لوگون کے کیریکٹر مین ایک خاص بات پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ صرف انہین لوگون مین پائی جاتی ہے جنکے دلون مین کسی اعلیٰ مقصد کے حاصل کرنے کی لولگی ہوتی ہے اور جو اس دُھن مین دن کو دن سمجھتے ہین اور نہ رات کو رات مصیبت کو مصیبت خیال کرتے ہین نہ راحت کو راحت مگر راہ طلب مین برابر قدم بڑھائے ہوئے چلے جاتے ہین۔ اور گو آخر مین گوہر مقصد ہاتھ آئے یا نہ آئے مگر ایک ایسی چیز ہاتھ لگ جاتی ہے جو اس سے زیادہ نایاب اور اوس سے کہین بیش بہا ہے۔ یعنی انسانیت یا دوسرے الفاظ مین یون کہئے کہ صفائی باطن۔ کون ہے کہ جسکے دل پر شاہ رحمت اللہ بلگرامی قدس سرہٗ کے تذکرے کے پڑھنے سے جو اس کتاب مین درج ہے ایک خاص اثر یا ایک خاص کیفیت طاری نہو گی ان کے دوسرے حالات کے ضمن مین مولانا آزاد یہ بھی کہتے ہین کہ اونکے ایک عزیز کی زبانی منقول ہے کہ مین اور شاہ رحمت اللہ صاحب

قدس سرہٗ قصبہ سانڈی سے بلگرام جارہے تھے۔ دیکھتے کیا ہین کہ سانڈی کے باغستان مین کسی نے چور کو مار کر درخت سے لٹکا دیا ہے۔ یہ دیکھتے ہی شاہ صاحب نے فرمایا ذرا ٹھیرو اور آگے بڑھ کر چور کے پاؤن چوم لیئے۔ مین نے پوچھا حضرت یہ کیا؟ فرمایا کہ اس چور نے اپنے شیوہ کو پایۂ کمال تک پہنچا دیا۔ خدا تعالیٰ ہر شخص کو اپنی اپنی راہ مین اسی طرح ثابت قدم رکھے۔

ایسے بزرگون کے تذکرے جنہون نے اپنے تن دہن من کو تحصیل علم۔ تزکیہ نفس یا رضا جوئی باری تعالیٰ مین وقف کر دیا تھا۔ اس زمانہ کے لئے جبکہ ہر طرف سے مادیّت کا شور دینا دنیا کی پکار اور پیٹ کی دہائی سنائی دیتی ہے بہت کارآمد اور مفید ثابت ہون گے۔ پند و نصائح اور اخلاقی کتب اس قدر مفید نہین ہوتین جس قدر اُن لوگون کے تذکرے جو خود پاکیزہ اخلاق کے نمونے تھے۔ وہ صرف باتین ہین اور یہ کام وہ صرف مردہ الفاظ ہین اور یہ زندہ اعمال لہذا اس کے اُسکے اثر مین بہت بڑا فرق ہے۔

مولانا آزاد نے اپنے وطن کے علاوہ اپنے صوبہ کی بھی بہت کچھ تعریف کی ہے اور ان کی تعریف بجا ہے۔ درحقیقت جیسا کہ انہون نے لکھا ہے پورب قدیم الایام سے معدن علم و علماء رہا ہے۔ علم و فضل کے چرچے اب تک وہان جاری ہین۔ ترویج علم کے لیے سلاطین و حکام کی طرف سے وظایف وزمین و مدد معاش مقرر تھی اور اس غرض کے لیے مساجد و مدارس اور خانقاہین بنوائی جاتی تھین۔

طلبہ دور دور سے آتے تھے اور صاحب توفیق اونکی خاطر تواضع اور خدمت کو سعادت عظمیٰ سمجھتے تھے۔ آزاد نے کہا ہے کہ شاہجہان کا یہ قول تھا کہ "پورب شیراز مملکت ماست"، لیکن سلطنت مغلیہ کے زوال کے ساتھ ہی مدارس اور خانقاہوں پر اوس پڑ گئی۔ درس و تدریس کا بازار سرد پڑ گیا۔ اور وہ جوش دھیمے ہو گئے ہندوستان مین پہلے عام طور پر تعلیم کا بھی طریقہ تھا۔ جسکے نشان اب بھی کہین کہین نظر آتے ہین۔ اب نیا دور شروع ہوا ہے اور زمانہ نے دوسرا رنگ بدلا ہے۔ اور مشرق کی ہر چیز مین مغرب کا جلوہ نظر آرہا ہے۔

لیکن جہان ہمین اُس زمانہ کے علمی ذوق و شوق کو دیکھکر مسرت ہوتی ہے وہان ایک بات کا افسوس بھی ہوتا ہے۔ اوس زمانہ کے نصاب تعلیم پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ جو حلقہ کہ کچھ عرصہ پہلے علما نے کھینچ دیا تھا اس سے باہر قدم رکھنا انہین قسم تھا۔ فقہ و حدیث و تفسیر۔ منطق و فلسفہ و علم کلام پر سارا زور تھا سارے طباعی اور ذہانت اسی پر ختم تھی۔ یہان تک کہ کتابین بھی زمانہ دراز سے ایک ہی چلی آتی تھین۔ اور انہین پر حاشیہ پر حاشیہ اور شرح پر شرح اضافہ ہوتی جاتی تھی۔ علوم طبیعات وغیرہ کا تو کیا ذکر ہے تاریخ و جغرافیہ بھی جسمین مسلمانون نے خاص امتیاز حاصل کیا تھا خارج از بحث تھا غرض صدہا سال سے ہمارے ہان کی تعلیم حالت جمود مین تھی۔ سالہا سال کی بربادی اور تباہی کے بعد اب کہین جا کے ہمارے علما کی آنکھین کھُلی ہین اور آنکھین کیا کھلی ہین

دعا دینی چاہیئے اُس باہمت اور عالی دماغ شخص کو جس نے اس زمانے مین مسلمانون کے سے بہت سی بلاؤن کو ٹالا اور مسلمانون کو انکی نازک اور پُرخطر حالت سے آگاہ وخبردار کیا۔ یہ اُس کا طفیل نہین تو اور کیا ہے اور اسی کا صحبت یافتہ اور اسی کے دارالعلوم کے تربیت یافتہ ایک بزرگ عالم نے قدیم سلسلہ تعلیم مین انقلاب پیدا کرنے کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ چنانچہ اس کے لیے سامان مہیا ہوتے جاتے ہین۔ خدا اس کی ہمت مین برکت اور اس کے مقصد مین کامیابی عطا فرمائے اس کام مین کامیابی یقینی ہے۔ کیونکہ یورپین السنہ وعلوم سے جو نفرت مسلمانون کے دل مین تھی وہ مرحوم ریفارمر بڑی جانکاہی سے رفع کر گیا ہے اور وہ طوفان بے تمیزی جو اس وقت برپا ہوگیا تھا اب فرو ہوگیا ہے اور راستہ خس وخاشاک اور جھاڑ جھنکاڑ سے صاف ہے اور لوگ اس تغیر کے لیے آمادہ ہین۔ عام لوگ تو اسے دینی کام خیال کر کے اسکی امداد باعث ثواب سمجھتے ہین اور انگریزی تعلیم یافتہ یا دوسرے لوگ جو زمانہ کی ضروریات سے واقف ہو چلے ہین اسکی اہمیت کو مانکر اسکے ساتھ ہین۔ کیا تعجب ہے کہ اس تحریک کا یہ نتیجہ ہو کہ علوم مشرقیہ ومغربیہ کو سمو کر ایک نیا کورس تیار کیا جائے جو ہمارے ضروریات اور حالت کے زیادہ مناسب اور زیادہ کارآمد ہو البتہ اس قدر افسوس ہے کہ ہمارے علما نے واجب التعظیم محرک کے ہاتھ بٹانے مین بہت کم مدد دی ہے۔ بلکہ جنھین اندرونی حالات سے واقفیت ہے وہ جانتے ہین کہ بہ نسبت علما کے غریب دنیا دارون سے زیادہ امداد ملی ہے۔ اور انھین کے

ہمارے پر اب تک سارا کام چل رہا ہے۔

ایک بات تاریخی حیثیت سے اس تذکرہ مین خاص طور پر قابل لحاظ ہے۔ وہ یہ کہ اون علما وفضلاے بلگرام مین سے جن کا اس مین ذکر ہے ایک بھی اہل تشیع مین سے نہین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب شیعہ نے وہان بعد کے زمانہ مین رواج پایا۔ اور اگر اُن علما مین سے بعض کی اولاد اب بھی وہان باقی ہے اور وہ مذہب شیعہ پر ہے یا اِن کے نسب نامون مین اون علما کے نام نکلین تو ہمارا یہ خیال اور بھی قوی ہوجائے گا۔ یہ امر واقعی ہے کہ اودہ کی سلطنت نے خاص کر آس پاس کے اضلاع وقصبات پر اور بعض اوقات دور دراز کے مقامات پر بھی مذہبی لحاظ سے خاص اثر ڈالا ہے۔ چنانچہ جونپور و دیگر مضافات لکھنؤ وغیرہ کے حالات پر نظر ڈالنے سے یہ امر پایہ تیقن کو پہنچ جاتا ہے۔ جب مذہب کی پشتی پر حکومت ہوتی ہے تو حالت اندیشناک ہوجاتی ہے۔ میرا اس سے ہرگز یہ مطلب نہین کہ سلطنت اودہ نے مذہب کے معاملہ مین کبھی جبر وتعدی سے کام لیا۔ بلکہ بات یہ ہے کہ جاہ طلبی اکثر لوگون کی نیت کو جو اعتقاد کے پکے ہوتے ہین ڈانوان ڈول کر دیتی ہے ایسا ہر جگہہ ہوا ہے اور یہی اودہ کے اکثر مقامات مین ہوا۔ اور قصبۂ بلگرام بھی اس اثر سے نہ بچا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آزاد کے زمانہ مین اہل تشیع وہان نہ تھے اور اگر تھے تو خال خال۔ لیکن بعد کے زمانہ مین حکومت کے اثر سے اس کا قدم وہان پہنچا ہے۔

آزاد نے حسب عادت میر سید محمد الترمذی کے تذکرہ مین شیخ محب اللہ الہ آبادی

کی کتاب تسویہ کا اُچٹتا ہوا سا ذکر کر دیا ہے۔ لیکن اس کتاب کا واقعہ بڑا عجیب ہے اور اس لیے ہم اُسے یہان کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہتے ہین۔ اس سے ایک تو یہ معلوم ہوگا کہ بادشاہ اورنگ زیب انار اللہ برہانہ کو جزئیات پر بھی ایسی ہی نظر تھی جیسی کلیات پر۔ دوسرے یہ معلوم ہوگا کہ بعض باخدا لوگ ایسے بھی موجود تھے کہ وہ اورنگ زیب جیسے سخت گیر اور پرجلال شہنشاہ کی بھی پرواہ نہین کرتے تھے۔ تیسرے اس سے دینیات کے ایک معرکۃ الآرا مسئلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

رسالہ تسویہ شیخ محب اللہ الہ آبادی کی تصنیف سے ہے جو ایک درویش اور صوفی تھے۔ اس مین علاوہ اور امور کے جبریل و وحی کی حقیقت کا اظہار ان الفاظ مین کیا گیا ہے۔

جبریل محمد در ذات محمد بود صلی اللہ علیہ وسلم و ہمچنین جبریل باہر پیغمبرے در ذات وے بود۔ و آن قوت باطنی ایشان بود کہ در غلبہ آن قوت وحی بر ایشان نازل می گردید و لہذا جبریل باہر پیغمبرے بزبان وے سخن گفتہ،،

جب یہ رسالہ (جو عربی زبان مین ہے) شاہ اورنگ زیب کی نظر پڑا تو انکار عظیم کیا۔ شیخ اس زمانے مین رحلت کر گئے تھے۔ لیکن ان کے مریدون مین سے دو شخص پایہ تخت مین موجود تھے۔ ایک میر سید محمد جو ملازم شاہی اور امراے دربار مین سے تھے۔ دوسرے شیخ محمدی جو لباس درویشی و زہد مین تھے۔ اول بادشاہ نے میر سید محمد سے تسویہ کی اس عبارت کی شرح دریافت کی سید نے شیخ کی مریدی سے

انکار کر دیا۔ بعدازان شیخ محمدی کے پاس پیغام بھیجا۔ کہ اگر تمھین شیخ کی مریدی کا اقرار ہے تو احکام شرع شریف سے اس رسالہ کے مقدمات کو مطابق کر کے بتاؤ اور اگر مطابق نہین کر سکتے تو اوسکی مریدی سے استغفار کرو اور کتاب کو آگ مین ڈالدو۔ شیخ محمدی نے جواب دیا کہ نہ مجھے ان کی مریدی سے انکار ہے نہ استغفار کی ضرورت۔ لیکن جس مقام سے کہ شیخ نے گفتگو کی ہے مجھے وہان تک رسائی حاصل نہین ہے۔ جس وقت مین اس رتبہ کو پہنچ جاؤنگا تو آپکی درخواست کے بموجب اس کی شرح لکھہ بھیجونگا۔ اور اگر بادشاہ نے اس رسالہ کا جلانا ٹھان لیا ہے تو اس فقیر متوکل کے گھر سے کہین زیادہ شاہی مطبخ مین آگ موجود ہے حکم دیا جاسے کہ یہ رسالہ اور اس کی جس قدر نقلین دستیاب ہون آگ مین جھونک دی جائین۔ بادشاہ اس جواب کو سنکر ساکت رہ گئے[۵۱]۔

اسکے پڑھنے کے بعد ہمین خیال ہوتا ہے کہ اگر سید احمد خان مرحوم نے ملائکہ وغیرہ کی نسبت اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا تو کون سی ایسی خطا کی۔ ایک ابلہ فریب عالم نما مولوی اپنی تفسیر قرآن مین جس مین اس نے عوام اور جہال کے خوش کرنے کا بہت کچھہ سامان جمع کر دیا ہے۔ لکھتا ہے کہ سر سید نے یہ خیالات برہمو سماج سے لئے اور اپنی نیک نیتی سے ضمناً اس عامیانہ خیال کو بھی تحریر مین لایا ہے کہ سر سید نے

[۵۱] مراۃ الخیال (تذکرہ محمد بیگ) نسخہ قلمی کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن صفحہ ۶۶ نیز ملاحظہ ہو مآثر الامرا جلد سوم صفحہ ۶۰۶ مطبوعہ ایشیاٹک سوسائیٹی بنگال کلکتہ۔

انگریزون کو اطمینان دلایا کہ مین مسلمانون کو نہ صرف مطیع سرکار بناتا ہون بلکہ اون کے مذہب کی بیخ و بنیاد بھی کھو کھلی کئے دیتا ہون۔ افسوس اس نام کے مولوی کو اتنا بھی معلوم نہ تھا کہ سلف صالحین مین بھی بعض نامور بزرگ اور شیوخ ان مسائل پر اسی قسم کے خیالات صاف و صریح الفاظ مین بیان کر چکے ہین چنانچہ مولانا بحر العلوم فرماتے ہین۔

جبرئیل کہ مشہور رسل علیہم السلام است و وحی از جانب حق می رساند آن حقیقت جبرئیلیہ است کہ قوتے از قواے رسل بود متصور شدہ در عالم مثال بہ صورتے کہ مکنون بود در رسل مشہود می شود و مرسل می گردد و پیغام حق می رساند پس رسل مستفیض از خود اند نہ از دیگرے۔ [۵۱]

اسی طرح مولانا روم اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربی بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے

اس کتاب کی فصل ثانی کے دیباچہ مین جس مین علم پر بحث ہے آزاد نے ایک مہمل اور غلط قصہ مسلمانون کے ہاتھ سے ایران کے کتب خانون کے جلانے کا بھی لکھدیا ہے۔ لکھتے ہین کہ جب سعد بن وقاص نے ملک فارس کو فتح کیا اور وہان فلسفہ کی بے شمار کتابین ہاتھ لگین تو انھون نے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ انھین کیا کیا جاے۔ انھون نے جواب دیا کہ اگر ان مین ہدایت ہے تو خدا نے ہمین بھی اس سے بڑھکر ہدایت دی ہے اور اگر ضلالت ہے تو خدا ہمارے لیے

---

۵۱ سوانح مولانا روم مولفہ شمس العلما مولوی شبلی نعمانی صفحہ ۱۲۶۔

کافی ہے۔ انہیں پانی یا آگ میں ڈالدو۔

اول تو اسمین ایک صریح تاریخی غلطی یہ ہے کہ سعد بن وقاص نے ملک ایران کو فتح نہین کیا۔ اور یہی غلطی مشہور مورخ ابن خلدون نے کی ہے[۵۱]۔ غالباً مولانا آزاد کا ماخذ بھی ابن خلدون ہے۔ کیونکہ بعینہ یہی الفاظ اسمین ہین۔ دوسرے مسلمانون نے جب ایران کو فتح کیا تو وہان اس قدر کتب خانے کہان تھے علم کا چرچا ایران سے بہت زمانہ پہلے سے اُٹھ چکا تھا۔ یہانتک کہ جب سکندر نے ایران فتح کیا تو اوسوقت بھی کتب خانون کا نام و نشان نہ تھا

البتہ یہ قصہ اسکندریہ کے متعلق متعدد تاریخون مین بیان کیا گیا ہے اور ابن خلدون نے اور بعد مین آزاد نے غلطی سے اسی قصہ کو ایران سے منسوب کیا ہے۔ لیکن شمس العلما مولانا شبلی اسکی تردید نہایت تحقیق و تنقید کے ساتھ کر چکے ہین۔ اور اب اسکے متعلق کچھ لکھنا بے سود ہے۔ تاہم ایک دو باتین اسکے متعلق کہنا ضروری معلوم ہوتی ہین۔ مولانا نے بڑے شد و مد اور تحقیق سے یہ امر ثابت کیا ہے کہ اس قصہ کا ماخذ ابو الفرج ہے۔ سب سے اول اسی نے اپنی تاریخ مین لکھا اور اس سے دوسرون نے نقل کیا[۵۲]۔ لیکن ایک بات کھٹکتی ہے وہ یہ کہ ابو الفرج[۵۳] سے قبل عبد اللطیف بغدادی اپنے رسالہ افادۃ والاعتبار مین ضمناً اس واقعہ کی طرف اشارہ کر چکا ہے۔ مولانا نے نہایت سختی سے جھنجھلا کر اسکی تردید کی ہے۔

---

۵۱ دیکھو مقدمہ ابن خلدون مطبوعہ مصر صفحہ ۴۰۰ ۵۲ رسائل شبلی (کتب خانہ اسکندریہ) صفحہ ۱۳۱-۱۳۲-

۵۳ یوحنا ابو الفرج سنہ پیدایش ۶۲۳ہجری وفات ۶۸۵ہجری۔ موافق الدین عبد اللطیف بن یوسف بغدادی سنہ پیدایش ۵۵۵ہجری سنہ وفات ۱۲ محرم ۶۲۹ہجری۔

اور ثابت کیا ہے کہ عبداللطیف بغدادی نے اس کا ذکر مورخانہ حیثیت سے نہین کیا بلکہ ضمناً اور تذکرۃً کیا ہے۔ اور جن یورپین مورخون کا یہ بیان کیا ہے کہ سب سے اول عبداللطیف نے اس کو اپنی کتاب مین لکھا ہے اونکا بڑی حقارت سے ذکر کیا ہے اور انپر فریب دہی اور تدلیس کا الزام لگایا ہے۔ مین یہ مانتا ہون کہ عبداللطیف نے مورخانہ حیثیت سے اسکا ذکر نہین کیا۔ اور یہ بھی تسلیم کرتا ہون کہ ،، یذکر ،، کے تحت مین اسکو کہا ہے۔ اس کا بھی اعتراف ہے کہ اسکے ساتھ جس قدر واقعات بیان ہوئے ہین وہ سب بازاری گپین[۵۱] ہین۔ لیکن اسکا کیا علاج کہ یہ واقعہ عبداللطیف کی کتاب مین ابوالفرج سے قبل مذکور ہے اور کم سے کم ،، یذکر ،، کے لفظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقعہ عبداللطیف کے زمانہ مین لوگونکی زبان زد ضرور تھا۔ اور بلاشبہہ ابوالفرج سے قبل مشہور تھا البتہ اسمین شک نہین کہ جس شان سے اور نمک مرچ لگا کر اس نے بیان کیا ہو اس سے پہلے کسی نے بیان نہین کیا۔ اور اس سے بعد کے مورخین نے بے سوچ سمجھے نقل کر کے سب جگہہ پھیلا دیا ہے لیکن اس کا پتہ لگانا ابھی باقی ہے کہ یہ واقعہ مشہور کیسے ہوا اور ابوالفرج سے پہلے اس کا چرچا کیسے تھا۔ غالباً باہمی عناد اور تعصب اس قصہ کی ایجاد کا باعث ہوا ہے۔ مفتوح قوم۔ فاتح قوم پر اکثر ایسے الزام بعد مین قایم کر دیا کرتی ہے ان مین سے ایک یہ بھی ہے جسکی کوئی تاریخی شہادت نہین ہے

علاوہ اسکے مولانا شبلی نے اسی رسالہ مین یہ دعوی کیا ہے کہ سوائے عبداللطیف ابوالفرج مقریزی۔ اور حاجی خلفہ کے کسی اور کتاب مین اس قصہ کا ذکر نہین۔ اور اسی کے ساتھ متعدد

[۵۱] رسایل شبلی (کتب خانہ اسکندریہ) صفحہ ۱۳۸ - ۱۳۹ -

کتابین جو مصر و اسکندریہ کے حالات مین لکھی گئی ہین نام بنام گنوائی ہین کہ انمین سے کسی مین اس کا حوالہ نہین حالانکہ یہ صحیح نہین ہے۔ انھین کتابون مین سے ایک تاریخ الحکما[۵۱] القفطی ہے جسمین یہ قصہ منقول ہے۔ غالباً یہ کتاب حال ہی مین چھپی ہے۔ اور اس لیے مولانا کی نظر سے نہین گزری تھی۔ اِسکے علاوہ دوسری کتاب مفتاح السعادة[۵۲] ہے جو ایک ترکی عالم و فاضل طاش کبریٰ زادہ (پیدائش سنہ ۹۰۱ہجری وفات سنہ ۹۶۸ ہجری) کی تصنیف سے ہی افسوس کہ یہ بیش بہا کتاب اب تک طبع نہین ہوئی۔ لیکن اِن کتابونمین اس قصہ کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ کیون اِن دونون صاحبون نے بغیر کسی تحقیق کے ابوالفرج سے لفظ بلفظ نقل کر لیا ہی یا ممکن ہی کہ طاش کبریٰ زادہ نے قفطی سے نقل کیا ہو۔ عبارت سب کی ایک ہے۔

خاک بلگرام مین ایک اور ایسا جید فاضل ہو گذرا ہے جسے فخر علماے ہند کہنا بجا ہوگا علماے ہند کے حالات مین کوئی کتاب اس وقت تک کامل نہین ہو سکتی جب تک کہ اسمین علامہ سید مرتضیٰ صاحب تاج العروس کا تذکرہ نہ ہو۔ یہ آزاد بلگرامی کے ہمعصر تھے ہمارے دل نے ہرگز یہ گوارا نہ کیا کہ یہ کتاب جو علمائے ہند اور خصوصاً علماے بلگرام کا تذکرہ ہے اس فاضل بیعدیل کے حالات سے خالی رہے۔ لہذا یہ تذکرہ آخر کتاب مین اضافہ کر دیا گیا ہے۔ جس سے اس شخص کے تبحر اور کمالات علمی کا حال معلوم ہوگا۔

عبدالحق

حیدرآباد دکن

---

۵۱ تاریخ الحکما لجمال الدین ابوالحسن علی بن یوسف القفطی مطبوعہ لیبسک سنہ ۱۳۲۰ ہجری صفحہ ۳۵۵-۳۵۶

۵۲ قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ صفحہ ۸۳-



نسائم المحامد ساریة الی الحمی السرمدی وازهار التصلیة والتسلیم باسمة
علی العریش الاحمدی وقوافل التحیة واصلة الی مواطن آله النجباء وسحائب
الرضوان منهمرة علی مساکن صحبه الرحماء برضمائر ارباب بصائر هویدا است که جهان آفرین جل شأنه
وعظم برهانه هیئت عالم را باسلوبی بدیع وترتیبی اینق آفریده وهیاکل را که محتاج تحیز ند به امکنهٔ مناسب
تعلق بخشید وطبایع جمیع اشیا را عاشق حیز اصلی ساخت، وحب الوطن در دل سائر علویات
وسفلیات انداخت، آسمانها هر چند چرخ می زنند جا گردانیدن امر محال، وسیارها، هر چند
بسر می غلطند، بیرون از دائرهٔ خود رفتن چه مجال - آتشیکه محصور خار است چون راه نجات می یابد
بالِ پرواز بسمت علوی می زند، ونفسی که در ضبط غواص است، چون به قعر دریا فرو می رود کمندِ
شوق بر بام هوای افگند، آبی که از چشمهٔ تراود قطره زنان جانب محیط شتابد، وخاکی که در دست
هوا افتد آخر عنان به مرکز سفلی تابد، مرغ قفس در یاد آشیان گرم بیتابی، وماهی صید در خاک

ساحل گشته بی آبی - انسان که مجموعهٔ عوالم متفرقه است محبت او جامع محبت افتاده -
و مالوفاتش از همه بیشتر است لاجرم الفت او از وجوه فراوان دست داده،

روایت کرده اند که ابان رضی الله عنه از مکهٔ معظمه به مدینهٔ منوره شتافت و شرف ملازمت
سید البطحا صلی الله علیه وآله وسلم دریافت حضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود یا ابان
کیف ترکت مکة قال ترکت الاذخر قد اعذق والثمام قد خاص قد زفت عینا رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم یعنی اے ابان چگونه گذاشتی مکه را؟ گفت گذاشتم در حالیکه شکوفه
و برگ برآورده و ثمام را در حالیکه بکمال نشو و نما رسیده - پس روان شد آب چشم رسول الله صلی
الله علیه وآله وسلم -

و عبد الله بن عباس رضی الله عنهما روایت می کند قال صلی الله علیه وآله وسلم
لمکة ما اطیبك من بلدة واحبك الی لولا ان قومك اخرجونی ما سکنت غیرك خطاب کرد حضرت صلی الله
علیه وآله وسلم مکه را و فرمود چه خوبی اے شهر و دوست تری سوی من اگر قوم تو برنمی آوردند مرا
ساکن نمی شدم غیر ترا -

و بخاری روایت میکند قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اللهم حبب الینا المدینة کحبنا مکة او اشد حبا
خداوندا دوست گردان سوی ما مدینه را مثل دوستی ما مکه را یا زیاده ازان -

و بلال رضی الله عنه چون از مکه هجرت کرده به مدینه رسید، تپ محرق عارض گردید،
دران حالت هرگاه دماغ هوشی میرسانداین دو بیت بآواز بلند می خواند ؎

الا لیت شعری هل ابیتن لیلة	بواد وحولی اذخر وجلیل

وهل یبدون لی شامة وطفیل		وهل یردن یوماً میاه مجنة

جلیل بفتح جیم گیاہیست خوشبو مرادف تمام و مجنة بفتح میم و جیم و تشدید نون موضعی از بطحا و
شامه و طفیل دو کوہی است بہ مکہ بیت شعری عبارتی است مستعمل در مقام تمنی یعنی آیا شبی ہم
گذرانید شبی در وادی مکہ و گرد من باشد اذخر و جلیل و آیا وارد می شوم روزی آبہای مجنہ را
و آیا نمایان خواہد شد مرا شامہ و طفیل۔ حاصل ہر دو بیت اشتیاق مکہ مقدسہ و یاد
اماکن و نباتات آنجاست و ازینجا برخی از مالوفات انسانی ہویدا می شود۔

بنا علی ہذا من آوارہ دشت گمنامی **آزاد بلگرامی** را حب الوطن سلسلہ
جنبان شد کہ تذکرہ در ذکر صاحب کمالان بلگرام صانہ اللہ عن طوارق الایام بپردازم،
و پرتوی کہ از چراغان این انجمن در آئینہ علم فقیری تجلی نمودہ، ساحت افروز قرطاس سازم۔
شاید کہ تذکرہ وطن جسمانی رفتہ رفتہ بہ تذکرہ وطن روحانی کشد و این کس را از تنگنای مکان
بہ وسعت کدہ لامکان برد لقد کان فی قصصہم عبرة لاولی الالباب ما کان حدیثا یفتری للہ الحمد و المنة
کہ بعد از سعی بلیغ و جہد وافر پریزاد تمنا را بہ افسون قلم تسخیر کردم، و تصوری کہ وحشیانہ پیرامن خاطر
می گردید، بہ گردید، بہ کلام تصویر و تحریر در آوردم، و برای دریافت ازمنہ تذہا، تدبیر عجیبی
بخاطر فرا رسید، و جادہ مستقیمی بہ دلالت رای صائب طی گردید یعنی با اہالی و موالی شہر
برخوردم، و سجلات شرعیہ کہ از اسلاف وا ماندہ، حاصل کردم، و دستخط بعضی از مشایخ و علما جلوہ
نمود، و ازمنہ این طایفہ از روی تواریخ سجلات چہرہ کشود۔ چنانچہ در طی کتاب جابجا بہ اشعار
آن برداختہ ام، و عہد نامہ ہر کدام را بہ تہسرا ذعان مزین ساختہ، و بیش از من احدی آئین

سعی باین درجه نه شکسته، و کمر خدمت بزرگان سلف و خلف به این جد و جهد نه بسته،
خونها خوردم تا گل به حقیقتے در دامن ورق ریختم، و زرها در بوته گداختم تا هیکل تفصیلی در گلوی تسلم
آویختم - جز من از یاران کیست که این قدر همت در احیای اسم و رسم وطن صرف کرده، و این همه
اشجار دیر سال و نورس را یک لخت به آب بقا پرورده امیدوارم که حسن قبول بزرگان نیازمند
را به خطاب "کان سعیکم مشکورا" نوازد، و حق شناسی عزیزان خادم با اخلاص را به نوید
هل جزاء الاحسان الا الاحسان مسرور سازد -

قضارا وقتیکه مصور اندیشه تصویر این کتاب، نقش می بست - و صیاد تامل در کمین
غزالان مطالب می نشست، سفر حرمین محترمین شرفهما الله تعالی اتفاق افتاد - دست سرگرم
کار را از سرعت قدم حالت تعطل رو داد - قائد ازل عز شانه مشت خاک مرا به اماکن قدسیه
رسانید - و لبعد افاضیه این دولت سرمدی به گلگشت ممالک دکن مامور گردانید - درین ایام
مسوده را از وطن طلبیدم، و در میزان تعدیل به قدر توانائی سنجیدم، و اشخاصی که بذکر اینها باید
برداخت، و رایات مآثر ایشان توان افراخت، پنج طائفه اند - مشایخ و فضلای شعرای عربی
و شعرای فارسی و شعرای هندی - این صحیفه مخصوص مشائخ و فضلا هست - و مرآت عکوس این
هر دو طائفه والا - و برای شعرای السنه ثلاثه رنگ سواد علاحده ریختیم، و از بعض وجوه فصلین را
با فصول شعرا نیامیختیم، و نام این نسخه **مآثر الکرام تاریخ بلگرام** است - و مطالب این
کتاب مستطاب، در دو فصل تمام **فصل اول** در ذکر فقرا قدس الله اسرارهم **فصل ثانی**
در ذکر فضلا نور الله مضاجعهم - توقع از ساقیان بادهٔ الطاف، و سرخوشان نشاهٔ الفصاف، آنکه

اگر سیرے بسیر این میکدہ کشند۔ خاکسار را بہ جرعۂ دعاے یاد آرند ؎
وللارض من کاس الکرام نصیب
و اگر لغزشی بنظر در آید بہ مقتضاے نشأۂ بشریت دانستہ معاف دارند ؎
والعذر عند کرام الناس مقبول

فصل اول

در ذکر فقرا قدس اللہ اسرارہم

بر طبائع کواکب شعاع ہویدا است کہ وجود اولیاء امت در ہر اقلیم بہ وفق فتح بلاد و جلوہ افروزی شعار اسلام است۔ و فتح ہندوستان در عہد ولید بن عبد الملک از دست محمد قاسم ثقفی صورت بست۔ و از اواسط سنہ ۹۲ سنہ اثنین و تسعین ہجری تا آغاز سنہ ۹۵ سنہ خمس و تسعین ہجری رایات محمدی از حدود ولایت سند تا اقصاے قنوج فرامش نمود۔ و سرکشان ملک را مطیع و منقاد ساخت۔ از ان عہد تا عہد مائۂ خامسہ گماشتگان خلفاء مروانیہ و عباسیہ از محیط سند تا حدود دیبالپور بہ حکومت می پرداختند و ممالک مشرقی را بدستور رایان ہند قابض بودند۔ چون سلطان محمود غازی انار اللہ برہانہ بر تخت غزنین بر آمد در اواخر مایۂ رابعہ جہاد ہند پیش نہاد ہمت ساخت۔ بارہا با فوج ظفر موج در آمدہ آتش کارزار بر افروخت۔ و رایان بلند اقتدار را مغلوب و منکوب ساخت و غنایمی کہ در وسعت آباد خیال نہ گنجد بدست آورد۔ و ملک سندہ را در ۴۱۷ سنہ سبعۃ عشر و اربعہ مایہ از دست حکام القادر باللہ بن المقتدر باللہ عباسی

انتزاع نمود- اما سلطان محمود در کشور هند قدم اقامت نیفشرد اولاد او تا لاهور دست تصرف
داشتند تا آنکه نوبت دارا ے غزنین به سلاطین غوریه رسید و سلطان معزالدین سام مشهور
به سلطان شهاب الدین غوری همت به تسخیر هند گماشت و بر سر لاهور آمده خسرو ملک را که
آخر ملوک غزنویه ست در ۵۸۲ھ اثنین وثمانین وخمسمائه بدست آورد و اکثر ممالک هند را
بضرب شمشیر ضبط کرد و در ۵۸۹ھ تسع وثمانین وخمسمائه دهلی را دارالملک ساخت از آن
تاریخ تا زمان حال ممالک هند در قبضهٔ فرمانروایان ملت اسلام است و رایان هنود مطیع
و باجگذار می باشند و پیداست که از ابتداے طلوع آفتاب جهانتاب اسلام درین آفاق
هیچ عصر خالی از وجود اولیاء امت و اصفیاء ملت نباشد احوال این طائفه از مبادی
مایهٔ سابعه مضبوط است- و آثار اکابر ماتقدم بوجوه شتّٰی در نقاب خفا ماند، و حکم هل اتی علی الانسان
حین من الدهر لم یکن شیئا مذکورا بهم رساند مگر حال بعضے در لباس قال بر سبیل ندرت یافت میشود مثل
ابوحفص ربیع بن صبیح السعدی البصری که از اتباع تابعین و ثقات محدثین است صدوق
بود و عابد و مجاهد و اول کسی که در اسلام به تصنیف پرداخت، شنیده- حدیث را از حسن بصری
و عطا روایت کرده اند و از و سفیان ثوری و وکیع و ابن مهدی صاحب مغنی گوید مات بارض
السند ه سنة ستین ومائة ۱۶۰ھ و صاحب کشف المحجوب علی بن عثمان الهجویری المتوفی
فی خمس وستین واربعمائه ۴۶۵ھ و شیخ فخرالدین زنجانی پیر ارشاد شیخ سعدالدین حموی که هر دو
بزرگوار در لاهور آسوده اند و شاه یوسف گردیزی که در ۵۵۰ھ خمسین وخمسمائه از گردیز کابل
به ملتان آمده طرح اقامت ریخت و غیر هم و اول کسی از اولیاء الله که در اقلیم هند سلسلهٔ ولایت

بر پا کرد و انوار شریعت و طریقت نشر ساخت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری است قدس سرہٗ ولاشک بزرگان چشت عنبر سرشت را حقی است قدیم بر رقبۂ ولایت ہند چہ سلطان محمود غازی غزنوی دست توسل بہ دامانِ حضرات چشتیہ زد و بہ استمداد ہمم قدسیہ کمر بہ غزاء ہند بر بست و در غزاے سومنات خواجہ محمد چشتی قدس سرہٗ بذات مبارک خود با سلطان متوجہ ہند گردید و این سرزمین را بہ قدوم میمنت لزوم شرف اندوز جاوید ساخت شرح این واقعہ آنکہ چون سلطان محمود عازم غزاے سومنات شد خواجہ را در واقعہ نمودند کہ بہ اعانت سلطان سفر ہند اختیار باید کرد۔ خواجہ در سن ہفتاد سالگی با درویشی چند قدم در راہِ جہاد گذاشت و در میدانِ حرب بہ نفس نفیس مباشر قتال کفرہ فجرہ شد۔ در بیشۂ صعبی پناہ گرفتہ جنگ انداختند و آثار غلبہ بظہور رسانیدند و قریب بود کہ چشم زخمی بہ لشکر اسلام رسد حضرت خواجہ را مریدی بود در چشت کاکو نام آسیابان خواجہ آواز داد "کاکو دریاب" فی الحال کاکو را دیدند کہ اضطراب می کرد و قتال می نمود۔ تا نسیم فتح بر پرچم رایات دین متین وزید و شکست بر گروہ باطل پژوہ افتاد۔ ہمان روز کاکو را در چشت مشاہدہ کردند کہ کلکہ آسیا را برداشتہ بہ در و دیوار می زد چون از کاکو استفسار کردند ہمین کیفیت را باز نمود۔

و ظفر یافتن سلطان شہاب الدین غوری بر پتورا والی دہلی ہمین انفاس خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ صورت گرفت تفصیل این اجمال آنکہ چون حضرت خواجہ از جانب غزنین بہ اجمیر تشریف ارزانی فرمود و درین مقام بار اقامت کشاد وقتی مسلمانی را از طرف پتورا

اذیتی رسید خواجه پیغام شفاعت کرد۔ پتھورا ے ناسعادتمند توفیق قبول نیافت و گفت این مرد درینجا آمده است و سخنها از غیب می گوید۔ خواجه برآشفت و بر زبان مبارک آورد "پتھورا را زنده گرفتیم و دادیم" ہمدران ایام سلطان شہاب الدین غوری از غزنین در رسید پتھورا به غرور موفور در مقابل صف آرائی کرد و طعن و ضرب شدید درمیان آمد سلطان ظفر یافت و پتھورا را زنده گرفته به قتل رسانید۔ ازان وقت اساس اسلام درین دیار استحکام گرفت و بنیاد کفر روز بروز رو به انهدام آورد و لهذا حضرت خواجه را قدس سره مجدد مایهٔ سابعه گویند۔

و اول کسی از اکابر طریقت که به مقدم گرامی بلگرام را شایستهٔ اکرام ساخت خواجه عماد الدین و سید محمد صغری هر دو مرید خواجه قطب الدین دهلوی و جناب خواجه معین الدین چشتی اجمیری قدس الله اسرارهم۔

الحال عنان سخن می گردانم و زلف مقصود بر عارض ورق می افشانم علامهٔ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی قدس سره السامی در مثنوی امواج الخیال در مدح فقراء دار السلام بلگرام می طرازد ؏

از فرقهٔ طالبان مولی	رنگینی بزم وصف اولی
وحدت نگهان کثرت آثار	از بادهٔ نفی غیر سرشار
اطوار وجود دیده یکرنگ	حیرت نگاه کرده هم سنگ
مینا شکنان بزم هستی	مدهوش شراب حق پرستی
دل کرده ز بهر یار خود فرش	الرحمن استوی علی العرش

طے ساختہ وادی شریعت	حب اکردہ بہ منزلِ حقیقت
واکردہ نظر بہ حسن جاوید	از دیدہ سرمہ سائے توحید
سرگرم طوافِ کعبۂ دل	قربانی نفس کردہ بسمل
تا یافتہ گنج کنت کنزا	وادہ دل و دین زکوٰۃ از کی

(۱) خواجہ عماد الدین بلگرامی قدس سرہٗ

از مریدان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہٗ و از قدمائے اولیاء بلگرام و صاحب ولایت این مقام است امام عالیشان صاحب مقامات علیہ و حالات سنیہ مدۃ العمر بہ تقضاء نشاء تنزیہ دامن از جلوہ ظہور برچیدہ و خود را در نقاب "اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری" پنہان ساخت۔ سید شریف بن سید عمر الحسینی الواسطی البلگرامی در کتاب مراۃ المبتدین می نویسد کہ:-

"خواجہ عماد الدین بلگرامی قطب وقت و صاحب ولایت بود - ہیچ کس را مرید و خلیفہ نہ گرفت و خود را پنہان می داشت و از متقدمین است - چون مابین بلگرام و قنوج دریائے گنگ است بہ لباس طالب علمی از بلگرام بہ قنوج وقت سحر کہ کسے خبر دار نہ شود بر روئے آب می رفت و سبق می خواند و شام می آمد و ہیچ کدام از ان اطلاعی نہ داشت۔ در وقت جان دادن وصیت فرمود در فلان بلندی کہ جائے دیوان و پریان است مارا مدفون سازند تا آسیب دیوان و پریان از شہر بلگرام برطرف شود" انتہی۔

و او را با خضر علیہ السلام ملاقات دست دادہ و در آخر ایام زندگانی خارق عادتی از و سرزد

وسرش فاش گردید و سلطان شمس الدین التمش برحقیقت اطلاع یافت و در مقام اعتقاد و انقیاد در آمد- و لبعد ازان خواجه به کمتر فرصت دوم شوال سنه ۶۳۲ اثنین و ثلثین و ستمائه از عالم جسمانی به عالم روحانی بپیوست- مزار فائض الانوار زیارت گاهِ صغار و کبار است مخفی نماند که طول البلد بلگرام یکصد و شانزده درجه و پانزده دقیقه است و عرض البلد بیست و شش درجه و پنجاه و پنج دقیقه سمت القبله پنجاه و پنج دقیقه از مغرب بجانب شمال مسافت میان مکه و بلد سی و پنج درجه و پنجاه و سه دقیقه و مسافت میان مکه و بلده به اعتبار فراسخ هفتصد و هشتاد و نه فرسخ- میر سید محمد متخلص به شاعر خلف الصدق علامه مرحوم میر عبد الجلیل گوید ؎

سیر باید کرد یاران نوبهارِ بلگرام
برزمرد ناز دارد سبزه زارِ بلگرام

هر نفس عطرِ گلستان یمن بو می کنند
خوش دماغان از نسیم مشکبارِ بلگرام

عطف از فردوس می سازد عنانِ دیده را
چشمِ بینائی که می گردد دو چارِ بلگرام

اهل معنی کسبِ انوارِ سعادت می کنند
از سوادِ اعظم دولت مدارِ بلگرام

شش جهت تنگ است بر جولان رخشِ همتش
برفرازِ عرش نازد شهسوارِ بلگرام

خواجهٔ کامل عماد الدین قطبِ الاولیا
حلقهٔ باب حریم او حصارِ بلگرام

از ورودِ موکبِ ابن خسروِ عالیجناب
سرمهٔ چشمِ ملک باشد غبارِ بلگرام

آستانِ اشرفِ او بوسه گاهِ آسمان
بارگاهِ اقدسِ او افتخارِ بلگرام

یاد هندوستان کجا از خاطر طوطی رود
میکند شاعر بجا وصفِ دیارِ بلگرام

درین مقام اختتام به این شعر آبدار ابراہیم غزی شاعر مشہور عرب مناسب افتاد ۵

سقی ثراک عماد الدین کل ضحی		صوب الغمام ملث القطر منهمر

(۲) سید محمد صغری بلگرامی قدس سرہٗ

جد اعلای مجموع سادات حسینی واسطی بلگرام است نسبش برین نہج - سید محمد صغری بن سید علی بن سید حسین بن سید ابو الفرح ثانی بن سید ابو الفراس بن سید ابو الفرح واسطی قدس سرہٗ بن سید داؤد بن سید حسین بن سید یحیی بن سید زید بن سید علی بن سید حسن بن سید علی العراقی بن سید حسین بن سید علی بن سید محمد بن عیسی موتم الاشبال بن زید شہید بن الامام زین العابدین بن الامام حسین الشہید السبط بن الامام الہمام اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب زوج فاطمۃ الزہرا بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم -

سید محمد صغری مرید خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہٗ مرج البحرین فضائل صوری ومعنوی ودر اعلای کلمۂ دین واحیاء سنت اِہانت بدعت قدمی راسخ داشت وبا سلطان شمس الدین ایلتمش بسر می برد - وحال باکمال خود را در لباس نوکری از نظر خلق متواری می داشت وبہ امر الٰہی در سنہ ۶۱۴ اربعہ عشر وستمائہ با فوجی از غازیانِ اسلام بر سر بلگرام آمد وبار اجہ آنجا سری نام کہ کافر متعصب بود وبہ وفور خزائن وکثرت اعوان وسپاہ بیضۂ غرور در سر داشت معرکۂ قتال آراستہ راجہ را با اقارب واعیان سپاہ بہ قتل رسانید وآن عرصہ را با آب شمشیر از لوث مشرکان شست وشو دادہ نزہتکدۂ شعار اسلام ساخت - تاریخ این فتح از لفظ "خداداد" ۶۱۴ھ

یافته اند - و بعد از فتح خود با شیوخ فرشوری و ترکمانان دران مقام طرح اقامت ریخت - و فرمان عشر از سلطان شمس الدین حاصل کرد - و ازان عهد تا زمان سلطان ابراهیم بن سلطان سکندر لودی محصول ده یکے در پرگنه بلگرام معمول بود - و از عهد بابر بادشاه سر رشتهٔ قدیم برهم خورد و فرمان محمود شاه بن محمد شاه بن سلطان فیروز فرمانروائے دهلی بابت عشر بلگرام راقم الحروف بچشم خود مشاهده کرد - این عبارت ازان فرمان است که :-

"چنانچه در عهد سلاطین ماضیه عشر عین غله داده اند هم بران جمله بدهند" در آخر فرمان تاریخ تحریر چنین درج است :-

"فی السابع والعشرین من ربیع الآخر ۸۰۵ خمس وثمانمائه"

لقب سید محمد صغری در اصل صاحب الدعوة الصغری است در کثرت استعمال جزو آخر بر السنه باقی ماند از قبیل شیخ نجم الدین کبری در نفحات الانس می آرد که "وے را کبری ازان لقب کردند که در اوائل جوانی به تحصیل مشغول بود با هر که مناظره کردی غالب آمدی فلقبوه بهذا لسبب الطآمة الکبری ثم غلب علیه ذلك اللقب فحذفوا الطآمة فلقبوه بالکبری" - واو در ۶۲۷ھ سبع وعشرین وستمائه بحکم سلطان شمس الدین قلعه حاکم نشین بلگرام بر تلّ بلندی که در وسط شهر واقع شده بنا نهاد - و بعد از مرور دهور عمارت قلعه رو به شکست آورد و سنگ کتابهٔ آن که بنام سلطان شمس الدین است از انجا نقل کرده در دیوار مسجد مشهور سید میان واقع محله سیدواره تعبیه کرده اند - عبارت کتابه این است :-

"حامی البلاد و راعی العباد ذی الامان لاهل الایمان وارث ملك سلیمان صاحب

الخاتم فی ملل العالم ظل اللہ فی الخافقین ابو المظفر ایلتمش السلطان ناصر

امیر المومنین ادام اللہ تمکینہ فی شہور ۶۲۷ھ سبع وعشرین وستمائہ "

سید محمد صغری بعد ازان کہ بلگرام را فتح کرد و درین محل قدم اقامت افشردی و یکسال ایام زندگانی بسر آورد - و در تاریخ چہاردہم شعبان المعظم ۶۴۵ھ خمس واربعین وستمائہ بعالم قدس خرامید - مرقدش در بلگرام جانب شمالی شہر در باغیکہ الحال تعلق باولاد سید مبارک کلان دستار دار دار دارد از قدیم بر آن قبر لوحی بود از سنگ کہ بران آیۃ الکرسی و تاریخ وفات آن جناب نقش کردہ بودند بنا بر تقادم ایام سنگ ریختہ شد - و در اوائل ۱۱۵۱ھ احدی وخمسین و مائہ والف سید محسن بن سید محمد سعید بہ تجدید مزار فائض الانوار توفیق یافت - و قبر مطہر را با چبوترہ از خشت و گچ درست ساخت - و این سید محمد محسن پسر زادہ سید خیر اللہ است کہ ذکرش در فصل فضلا می آید - و دختر زادہ سید احمد بن سید بدہ کہ درین فصل در ضمن ترجمہ سید مربی قدس سرہٗ مذکور می گردد - سید محمد محسن از رفقاء با اعتبار نواب برہان الملک سعادت خان نیشاپوری ناظم صوبۂ اودہ بود - و در ۱۱۵۱ھ احدی وخمسین ومائہ والف چون نادر شاہ از ایران بہ دیار ہند رسید و با پادشاہ این ولایت محاربہ درمیان آمد مشار الیہ در معرکۂ قتال مردانہ شربت شہادت چشید -

(۳) حافظ محمود قرآن خوان بلگرامی قدس سرہٗ

از بزرگان قدیم و قافلہ سالاران صراط المستقیم بودہ و در سواد شمالی در زمین موضع قتلغ پور آسودہ است - شیخ عبد الصمد خواہرزادہ شیخ فیضی و شیخ ابو الفضل در کتاب اخبار الاصفیا می نویسد

"حافظ محمود قرآن خوان ممتاز وقت و سر آمد عصر بود - گویند ازان روز که او به روحانیان پیوسته هر شب جمعه نکته نیوشان خداشناس از مرقد منورِ او آواز قرآن خواندن می شنوند و من به زبان آن حق گویان که خود به گوش ہوش شنوده اند نوشته ام آرام گاه بلگرام" انتہٰی

(۴) پیر عبد اللہ بلگرامی قدس سرہٗ

از بزرگانِ ماتقدم و مقتبسان انوار قدم است مرقد منورش در سواد جنوبی شہر طرف میدان بیل واقع شده ہر سال نہم ماہِ محرم آخر روز مردم در شہر به زیارت اشرف می روند و فیوض و برکات از خاک پاک بر می گیرند - احوال مقدس در کتابی بنظر این محقر نرسیده ناگزیر بر نام نامی اکتفا رفته - و مصنفین سلف ہم از بزرگی که احوال نیافته اند نام فقط اثبات نموده اند - عارف جامی قدس سرہٗ السامی در نفحات الانس احوال خواجہ عارف ریوکروی و خواجہ محمود الخیر فغنوی که از اکابر سلسلہ علیہ نقشبندیہ اند اصلا ذکر نہ کرده و بر اسمین شریفین اکتفا نموده ؎

مرا از زلف او موئی پسند است	فضولی می کنم بوئی پسند است

(۵) غازی کمال بلگرامی قدس سرہٗ

از جملہ اصحاب حال و ارباب کمال بوده است اصلش از قصبہ بانگرمو من نواحِ لکھنؤ که از بلگرام بر مسافت نہ کروه است - صاحب مرأة المبتدئین می نویسد که :-

" غازی کمال بانگرموے بس صالح و به اخلاق ظاہری و باطنی آراسته به جہت طلب علم فرزندان

"را در بانگرموگذاشته خود در بلگرام آمد۔ روزے کافران بر مردم مسلمانان بلگرام حمله کردند
وجمیع مسلمانان براے جنگ برآمدند غازی کمال نیز دران بود شمشیری از دستِ کافر
برگردنش رسید که سرش از تن جدا گشت۔ بیک دست نیزه و بدستِ دیگر سر خود را
گرفته متوجه شهر گردید۔ ضعفاے که به جهت تماشائے جنگ برآمده بودند یکے ازان
میان گفت "اینک این مرد سرا در دست گرفته می آید" درهمانجا نیزه را بر زمین محکم کرد
وخود از اسپ فرود آمد و جان به جانان داد۔ و از چوبش درختے عظیم به وجود آمد۔ و
مزارش همانجا شد که بر پشتِ عیدگاه واقع است یزاد و یتبرک به"

(۶) قاضی عبد المنتجب بلگرامی قدس سرهٗ

از قبیله شیوخ فرشوری است که از نجباء بلگرام و اعیان این مقام اند نسب ایشان به قاسم
بن محمد بن صدیق اکبر رضی الله عنهم منتهی می شود۔ سید محمد صغری جد سادات واسطی وجد اعلاے
شیوخ فرشوری به اتفاق از جانب خراسان به دیار هند آمدند و بعد ازان که بلگرام مفتوح
گشت درین محل توطن اختیار کردند۔ مناصب شرعیه بلگرام مثل قضا و افتا و عدالت
و تولیت از قدیم الایام به شیوخ فرشوری تعلق دارد۔ و زمینداری تعلق به سادات۔ صاحب
مراة المبتدین می آرد:۔

"قاضی عبد المنتجب مقتدای وقت بوده و حاکم شرع شهر خود روزی درس می گفت شیخ قاسم
در مدرسه او آمده به نشست و به جانبش گرم گرم نگاه کرد و فرمود سبحان الله چراغ روغن و فتیله دارد

"کسے نیست کہ حرکت دہد تا روشنی زیادہ شود این سخن کہ بہ گوش اورسید کتابہاے خود را در چاہ انداخت ۔ و مسند قضا از ترک دادہ عقب شیخ قاسم افتاد۔ و بہ درجہ کمال رسید" انتہی

مرقدِ قاضی عبد المنتجب بالاے تل جاے معروف است ۔حریمی و مسجدی دار د بر پشت مسجدِ جامع و قبورِ دیگر ہم از اقربا و فرزندانِ قاضی عبد المنتجب دران حریم واقع شدہ ۔

مخفی نماند کہ چون قاضی عبد المنتجب علیہ الرحمۃ مسندِ قضا از ترک داد قاضی یوسف عثمانی بہ امر قضا پرداخت و از ان وقت این منصب در شیوخ عثمانیہ انتقال کرد ۔قبر قاضی یوسف متصل درگاہ پیر عبد اللہ است ۔

اما شیخ قاسم پسر قاضی عبد المنتجب قدس اللہ اسرارہما از اولیاء وقت

بود صاحب مراۃ المبتدین گوید :۔

"شیخ قاسم قدس سرہٗ مردی بزرگ بود و از عشق چاشنی تمام داشت" ملفوظات او بسیار نازک و بلند واقع شدہ کہ سالک را البتہ مطالعۂ آن می باید و عمل بر آن باید کرد۔ و حجرہ اش در قصبۂ باول است ۔ کہ از بلگرام بمسافت دہ کروہ واقع شدہ و مزارش در قنوج۔

روزی شیخ قاسم در حجرۂ خود نشستہ بود گردبادی کلان ظاہر گشت خادم را فرمود برود و سماے ما برسان و بگو حصۂ ما دادہ برود ۔چون گردباد بیشتر رفت دو ظرفِ رنگین سربستہ از ان غبار پدید آمد ۔پیش شیخ آورد شیخ بکشاد طعامی شیرین نفیس بر آمد ۔ با ہمہ یاران بخورد و بعد از چند روزے گردبادے بآن طرف گزشت ہمان خادم بے اذن مخدوم رفتہ گفت حصۂ ما را بدہید ۔ازان گردباد مجروح و خراب بر آمد ۔چون بہ شیخ رسید فرمود اے بے عقل

"آن روز از طوطی بسر می رفتند امروز از جنگ ہزیمت خوردہ می رفتند"۔ انتہی کلام مراۃ المبتدین۔

(۷) شیخ عبد الرحیم بلگرامی قدس سرہٗ

نبیرۂ قاضی عبد المنتجب است و از خلفاے شیخ صفی الدین سائی پوری و شیخ الہدیہ خیر آبادی قدس اللہ اسرارہم۔ صاحب مراۃ المبتدین نقل می کند کہ:۔

"بعد از ارتحال قاضی عبد المنتجب فرزندانش ہمہ مرید و خلیفہ شیخ سعد و شیخ صفی شدند۔ چون وقت شیخ عبد الرحیم در رسید۔ شیخ صفی فرمود خلافتی درما ماندہ است بشیخ عبد الرحیم بدہیم۔ او عرض کرد کہ مادرِ من زندہ است از و اجازت بیارم، وقتیکہ نزد مادر رسید ما در او را زجر کرد کہ چنین دو لتے رو دادہ بود قدر آن ندانستی۔ زود برو شاہ دریابی۔ تا آن وقت پیر از عالم رفتہ بود۔ وقت جان دادن زیر لب فرمود، اگر عبد الرحیم بیاید بگوئید کہ نصیب تو نزد شیخ الہدیہ است۔ بدین سبب شیخ عبد الرحیم نزد شیخ الہدیہ رفت و آنجا تربیت یافت پس بزرگ مقتداے وقت بودہ۔ بعد از و پسرش شیخ سعد اللہ و برادر زادہ اش شیخ نہیکن ہم مقتداے وقت شدند"

محرر رسالہ دستخط شیخ سعد اللہ بریکی از قبالات شرعیہ مشاہدہ کرد تاریخ تحریر قبالہ سنہ ۱۰۲۵ھ خمس و عشرین و الف۔



(۸) سید اجمل بلگرامی قدس سرہٗ

از سادات قبیلہ تیج بہیہ ساکن محلہ میدان پورہ است نسبش بہ سید محمد صغری می رسد۔ بریں نہج سید اجمل بن سید حسین بن سید فضل اللہ بن سید علاء الدین بن سید ابراہیم بن سید ناصر بن سید مسعود بن سید سالار بن سید محمد صغری قدس سرہٗ۔

سید اجمل اجل زمان واکمل دوران بود۔ عالم عامل و درویش کامل بزرگی وکمالات او متفق علیہ است در افواہ والسنہ متواتر۔ بعد از تکمیل فنون علم بزیارت حرمین شریفین زادہما اللہ تعظیماً وتکریماً شتافت۔ وہفت نوبت مناسک حج بجا آورد و در مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقامت گزید۔ وتزوج وتاہل اختیار کرد واولادی ہم رسانید۔ والحال نسل او ہم در مدینہ منورہ موجود است وہم در بلگرام۔ زمانہ او سنہ ۹۷۵ خمس وسبعین وتسعمائہ از بعضے سجلات قدیمہ معلوم می شود رحمۃ اللہ علیہ۔

(۹) سید محمود اکبر قدس سرہٗ

از اکابر سادات بلگرام ساکن محلہ میدان پورہ واز احفاد سید محمد صغری است نسبش بریں طریق سید محمود اکبر بن سید خداداد عرف سید دادن بن شاہ لطف اللہ بن سید سالار بن سید حسین بن سید نصیر بن سید حسین بن سید عمر بن سید محمد صغری قدس سرہٗ۔

سید محمود مقتدائے اعیان عصر بود و در علم وعمل وتصفیہ ظاہر وباطن عدیل ونظیر نداشت در ریعان شباب بہ قصد طلب علم از وطن مالوف رحلت اختیار کرد و در حلقۂ درس بعضی

علماء دار الخلافه دہلی اکتساب علوم نمود۔ وبعد از تکمیل تحصیل عازم حجاز فیض طراز شد
و بہ اداے مناسک حج وعمرہ وزیارت مدینہ سکینہ علی قاطنہا الصلوۃ والتحیۃ ذخیرۂ
سعادت اندوخت۔ بعد چندی عنان مراجعت ہند معطوف داشت و از راہِ احمد آباد
بہ مندو رسید و شرفِ خدمت شیخ بہاؤ الدین بن ابراہیم القاری الشطاری دریافت و مرید
گردید۔ مجموع سہ روز در خدمتِ شیخ اقامت داشت بہ حضرت شیخ درین سہ روز اورا در خلوت
نشاندہ روزِ سیوم فرمود کارت تمام شد و بہ خرقۂ خلافت و اجازت ممتاز ساختہ بجانب
وطنِ اصلی مرخص نمود۔

حضرت سید بہ بلگرام تشریف آوردہ بہ درسِ علم و نشر افادہ اشتغال داشت۔ و بہ تکلیف
بعضی امراء معتقدین چندی در قنوج و اطرافِ آن اقامت ورزید آخر بہ بلگرام عود نمودہ انزوا
کلی اختیار کرد۔ و ابواب اختلاط خلق مسدود ساخت۔ و عمری دراز یافت۔ در بعضی
سجلاب قدیمہ گواہی بخط شریف مشاہدہ افتاد۔ تاریخ تحریر سجل سنہ ۹۲۵ خمس وعشرین وتسعمائہ
والحال آن کاغذ بخانہ قاضی محمد کافی بن قاضی عبد الرسول فرشوری موجود است۔

حضرت سید شب چہارشنبہ پنجم رجب المرجب سنہ ۹۳۲ اثنین وثلثین وتسعمائہ داعی
حق را لبیک اجابت گفت۔ و در ہمین سال ہفتم رجب بہ تفاوت دو روز از انتقال آن
جناب بابر بادشاہ بر سلطان ابراہیم لودی ظفر یافت و سلطنت ہندوستان را متصرف گردید
آوردہ اند کہ حاکم شہر زر موسم انبہ مردم خود را در باغ حضرت سید فرستاد۔ باغبان
ہر چند عجز و الحاح کرد کہ این باغ از فلان سید است حکام سابق درانجا سر رشتہ رعایت و

ادب نگاهداشته اند۔ مردم حاکم بہ خاطر بنا وردہ بقصد شوخی دست اندازی کردند۔ بحکم قادر مطلق سنگ بارانی از آسمان پیدا شدہ مضمون ترمیھم بحجارۃ من سجیل بتازگی عبرت افزا گردید۔ تعدی پیشگان دست و پا گم کردہ کعصف ماکول باکمال خستگی راہ گریز پیش گرفتند و نزد حاکم رفتہ سرگزشت خود را نمودند حاکم از ظہور این کرامت ثمرۂ اعتقاد بہ دامن دل برچید و شرف حضور دریافتہ عذر خواہیہا بتقدیم رسانید۔ وچون این خارق سرزد دعا کرد الٰہی از زندگانی دنیا سیر آمدہ ام مرا از وداز غوغاے خلق یکسو کن۔ حق سبحانہ اجابت کرد و عنقریب از وحشتگاہ امکان بخلوت کدۂ قدس اُنس گزید قبر حضرت سید در ہمان باغ است کہ جانب گوشہ مشرق و شمال محلہ سید وارہ واقع شدہ۔ بخط شریف او در وصیت بعضے فرزندان نوشتہ یافتم:۔

"یا بنیّ علیك بتعمیر القلوب وتنفیس الکروب فان اللّٰہ سبحانہ عند المنکسرۃ قلوبھم وعلیك بحفظ النسبۃ مع المحافظۃ علی الکتاب والسنۃ واعبد ربك کانك تراہ و لاتقصد فی الاولیٰ والاخرۃ الا ایّاہ حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر۔"

اے فرزند لازم است بر تو آباد کردن دلہا و در ساختن غمہا پس بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نزد دل شکستگان می باشد و عنایت خاص بہ حال ایشان دارد۔ و لازم است بر تو حفظ نسبت معنوی با محافظت ظاہر شریعت۔ و عبادت کن پروردگار خود را بہ حیثیتی کہ گویا در حضرت او تعالیٰ حاضری و او را بہ چشم سر می بینی۔ و مخواہ در دو جہان مگر ذات حق را تعالیٰ شانہ۔

وآن جناب در علم اسماء و تکسیر بے نظیر بود و جا نور رانمی آزرد۔ و این مذہب بدال است

چه ابدال حیوانات رانه کشند تا به حدی که موذیات رانه رنجانند۔ عارف جامی قدس سرہ السامی در نفحات الانس می فرماید که "امیر چه سفال فروش کژدم از دکان برداشتی و به باره بردی وانجا بگذاشتی"۔ وشیخ الاسلام گفت که "پدر من هیچ جانورانه کشتی۔ این مذهب ابدال است وایشان از ابدال بودند۔

مردی را وقت خوش گشت فرشته خود را دید۔ وے را گفت چه باید کرد تا کسے شما را به بیند گفت هیچ جانور را نباید آزرد۔ آن مرد هیچ جانورانی آزرد فرشته را می دید۔ روزے مورچه وے را بگزید جیزے بروے زد مورچه بیفتاد۔ پس ازان هرگز فرشته را ندید"

انتهی کلام النفحات۔

"در ملفوظ خواجه عثمان هرونی مسطور است که "هرکه دو ماده گاؤ ذبح کند یک خون کرده باشد وهرکه چهار ماده گاؤ ذبح کند دو خون کرده باشد۔ وهرکه ده گوسفند ذبح کند یک خون کرده باشد" انتهی۔ شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ انکار کرده است که این ملفوظ خواجه عثمان نیست۔ امابر تقدیر تسلیم می توان گفت که این قول بر مذهب ابدال واقع شده "در کتاب مشکوة شریف در باب الاماره والقضا از ابن عباس روایت میکنند که "من اتبع الصید غفل" وشیخ عبدالحق دهلوی در بیان این حدیث می فرماید۔

"یعنی کسیکه همیشه در پے صید رود وشکار کند از جهت لهو وطرب۔ غافل می گردد از طاعات ولزوم جماعات واز جهت التزام بادیه ودور افتادن از مقام رقت ورافت واین تنبیه است کسی را که عادت کرده بدان ومنهمک است دران بے نیت تحصیل قوت حلال۔ والّا

"بعضے صحابہ صید کردہ اند و بے شک و شبہہ مباح و حلال است۔ ولیکن شاعری گفت است ؎

بہ شرع گرچہ حلال از مروت نیست	ہلاکِ صید کہ او نیز چون تو جانور است

وگفتہ اند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ نفس نفیسِ خود صید کردہ و کسے را منع ہم ازان نہ کردہ"۔ انتہی کلام الشیخ۔

ودر حدیث آمدہ "اتقوا ھذہ المجازر فان لھا ضراوۃ کضراوۃ الخمر" مجزر جائے ذبح حیوانات را گویند مجازر جمع وضرادۃ بضاد معجمہ معنی عادت۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می فرماید کہ بہ پرہیزید مذبح حیوانات را پس بدرستی این را عادتی است مثل عادت خمر کہ بعد از خوشدل ترک متعذر می شود۔ ومراد آن است کہ مشاہدۂ ذبح حیوانات قساوت قلب می آرد۔ ورحمت را از دل می برد۔ کذافی نہایۃ ابن الاثیر۔

ودر دبستان تصنیف میرزا ذوالفقار متخلص بہ موبد مسطور است کہ:۔

"شخصے را کہ از جانور آزردن اجتناب داشت سوال کردہ اند کہ سبب این معنی چیست؟ جواب داد۔ خدا طلبان را اہلِ دل خوانند ودل را کعبہ حقیقی گویند پس آنچہ بر محرم کعبہ آب وگل حرام است بر محرم کعبہ حقیقی بطریق اولی روا نیست ؎

شنیدہ ام کہ بہ قصاب گوسفندی گفت	دران زمان کہ سرش را بہ تیغ تیز برید
سزای ہر خس وخاریکہ خوردہ ام این ست	کسیکہ پہلوی چسرب ہم خورد چہ خواہد دید"

(۱۰) سید بڈھہ بلگرامی قدس سرہٗ

نسبِ او بہ دو واسطہ با نسب سید محمود اکبر مذکورہ قدس سرہ متحد است برین نہج سید بڈھہ

بن سید کمال الدین بن سید قاسم بن سید حسین بن سید نصیر الی آخره۔

سید بڈھہ قدس سرہ از اکابر دین و ہداۃ راہ یقین است قدم در مقام عزلت افشرد و بسیاری از سالکان طریقت را بہ منزل مقصود رسانید پسرش سید ماہر و جد میر عبدالواحد اکبر است قدس سرہ و او در رکاب پدر بزرگوار بہ قصبۂ باڑی رفت۔ و پسر دیگرش سید فتح محمد جدّ سید نظام الدین بدہنا یک مشہور است و او در بلگرام ماند۔

شیخ محمد متخلص بہ غوثی بن حسن المندوی المتوفی ۱۰۲۷؁ھ سنہ سبع و عشرین والف رحمۃ اللہ تعالی مولف کتاب گلزار ابرار در ترجمۂ شیخ عبدالرحمن صوفی سرہندی نام سید بڈھہ ضمناً مذکور ساختہ در ینجا کلام گلزار ابرار بعینہ نقل می کنم۔

"شیخ عبدالرحمن صوفی سرہندی از گروہ ترین است۔ عاشق نفس، مبتلا سرشت، سوختہ دل، حسن پرست، فراخ مشرب، ہمدرد جوی، بلند ہمت ستودہ خوی، گوشہ نشین گذشتگی پرور، نیاز گذار آزرو دشمن، قناعت دوست، کشف خدیو بود۔ ارادت بخدمت سید بڈھہ بلگرامی داشت۔ چون از زاد بوم خود بہ دارالسلطنۃ آگرہ در آمد بہ خانقاہ مخدومی ضیاء اللہ بو غوث الاولیا شیخ محمد غوث گوالیاری قدس اللہ اسرارہم کالبہ برگزید۔ و بہ چند فصل ضیا ے صحبت گلشن زندگانی بہار آگین ساخت۔ بناگاہ فریفتۂ عائشہ نام زیبا چہرۂ رعنا، منظری گردید شگفت تر آنکہ او نیز دل بر درویش، و درویشی بہ گرو داد۔ القصہ بہ دستوری و خوشنودی ہر دو سوے رسم عقد بجا آمد۔ فراوان سال ہمراز بودند۔ سید احمد قادری کہ یکے از ہمرازانِ اوست پیوستہ برگزارد کہ شیخ بدو مراقبہ شب بہ صبح آوردی و از زین الناس حب الشہوات مستثنی بودی زیرا کہ

"ہیچگاہ نظراو برنگ آمیزی بساط روزگار از جا نرفتی - و دل بر سیماے ہنگامہ دہر فریب نخوردی بلکہ بہ زبون ترین خورش و پوشش و داغ گرسنگی و دلاساے برہنگی بکشادہ پیشانی فرمودی در سال نہصد و نود و پنج اخشیجی پیکر بخاک سپرد بہ اصلی موطن باز گشت" انتہی

(۱۱) سید محمد طاہر بلگرامی

المعروف بہ سید طاہا ابن سید قطب الدین بن سید ماہرو بن سید بڈھہ مسطور قدس اللہ اسرارہم سید عالی نسب والا حسب در کمال طہارتِ طینت و مقدس گوہر است پاس شریعت بدرجۂ اتم داشت - بعد از کسب علوم رسمی بحضرت شیخ صفی الدین سائی پوری مرید شد - و مدارج سلوک طے کردہ بہ پایۂ رفیع ولایت برآمد و در ۹۵۰ھ خمسین و تسعمائہ رو بہ دار البقا آوردہ - و در ہمین سال سید نوح بن سید محمود اکبر کہ ذکر شریفش گزشت درگذشت - آیہ کریمہ فلبث فیہم الف سنۃ الا خمسین عاما مبین این سال ست اگرچہ این تاریخ انتقال ہر دو بزرگوار میتواند شد - امان چون در بارۂ نوح علیہ السلام نازل گشتہ براے سید نوح لطفے دیگر دارد - میر عبد الواحد در کتاب سنابل در سنبلہ اولی می آرد کہ:-

"در عہد بابر بادشاہ چند مغل بملاقات پیر دستگیر مخدوم شیخ صفی قدس سرہٗ آمدہ بودند سخن در صحت سیادت افتاد آنہا منکر شدند کہ در ہندوستان ہیچ سیدی نیست ہر چند مخدوم ایشان را معقول میساخت اصلا قبول نمی کردند - گفتند در ولایت ما سادات اند صحیح الاصل متقی - متدین زاہد - عابد - علامت سیادت ایشان آنست

"" کہ اگر موی ایشان را در آتش سوزان بهنند نسوزد - مخدوم فرمودند در ہندوستان نیز این چنین
"" سادات ہستند - آنہا پنداشتند کہ شیخ سخن بہ گزاف میگوید گفتند یکے را حاضر باید کرد - حضرت
"" مخدوم عم فقیر را کہ طاہر نام بود و سید طاہا گفتندی طلبیدند - چون سراپاے وجود ایشان
"" مثل نام ایشان طاہر بود - یک جعد ایشان بریدہ در آتش سوزان تا ویری گذاشتہ ذرہ سوختہ
"" نشد - چون از آتش کشیدند ہمچنان خنک بود و گرم ہم نشدہ منکران شرمندہ و پشیمان شدہ
"" گاہے پاے مخدوم میگرفتند و گاہے در پاے عم من افتادند و معذرتہا بسیار کردند رحمۃ اللہ علیہ"

(۱۲) میر عبد الواحد

بن سید ابراہیم بن سید قطب الدین بن سید ماہرو بن سید شاہ بڈھہ مذکور قدس اللہ
اسرارہم قطب فلک ولایت و مرکز دائرہ ہدایت بود - صاحب آیات ظاہرہ و کرامات باہرہ
از اجداد ایشان سید ماہرو لعلاقہ حکومت از بلگرام بہ قصبہ سرہ رفتہ و در آنجا رحل اقامت
افگندہ و سرہ مع نسبت و چہار موضع از پادشاہ وقت در انعام او مقرر شدہ لبعد زمانی
با زمینداران آنجا مخالفت روے داد و مقاتلہ درمیان آمد - سید با بعضے اولاد شربت
شہادت چشید - مرقد او در قصبہ سرہ است و ماہرو کہیڑہ متصل سرہ مشہور و آثار قلعچہ بناکردہ
سید در آنجا باقی است و بقیہ اولاد با دیگر متعلقان از قصبہ سرہ در مکان گوو گہاٹ
آمدہ سکونت گرفتند - و آنجا ہم پاے اقامت افشردن نتوانستند ناچار از آنجا بر آمدہ
در قصبہ سانڈی کہ از بلگرام بر چہار کردہ است بار اقامت کشادند یکے از احفاد سید ماہرو

بہ تحصیل علم پرداخت وبعد فراغ تحصیل سند منصب قضا وقصبہ باڑی از بادشاہ وقت
حاصل کرد - سید ماہرو سہ پسر عقب گذاشت از آن جملہ اولاد دو پسر بتقریب منصب قضا
در قصبہ باڑی رفتہ لنگر اقامت انداختند - ودر عہد اکبر بادشاہ قصبہ باڑی در انعام ایشان شد
میر عبد الواحد قدس سرہٗ از اولاد پسر سیوم است کہ در قصبہ سانڈی ماند وکد خدائی
صبیۂ ایشان با سید محمود اصغر جد اعلای ما اتفاق افتاد وبنا بر الفتی کہ با فرزند خود داشت
فرمود "فلان مرا بہ بلگرام طلبید" ودر موطن آبار کرام تشریف آوردہ اوّل در محلہ میدانپورہ
قریب خانۂ سید محمود ساکن شد - بعد چندی برکنار آبگیر سلہدہ رفتہ قدم اقامت افشرد
حق تعالیٰ در ذریت او خیر وبرکت پدید آورد - واز اولاد او دران محل بکمتر فرصت محلہ عظمیٰ
معمور شد - ودر اوائل بیعت بخدمت مخدوم شیخ صفی الدین سائی پوری بجا آورد
ومورد التفات خاص گردید - واو ہژدہ سالہ بود کہ شیخ صفی ازین عالم رحلت فرمود - بعد
از واقعہ شیخ بخدمت شیخ حسین سکندرہ پیوست وتربیت ہائے فراوان یافت چنانچہ
خود در سنابل می گوید :-

"این فقیر مرید مخدوم شیخ صفی است وخلافت مخدوم شیخ حسین دارد - مخدوم شیخ حسین را با بدر این
" فقیر الفتی ومحبتی تام بود ومیان یک دیگر اختصاص کلی داشتند - وپدر فقیر نیز خلیفہ مخدوم شیخ
" صفی بود بدین سبب این فقیر رجوع بہ مخدوم شیخ حسین کرد ومخدوم شیخ حسین نیز عنایتہا ونوازشہای
" فروان ارزانی داشتند کہ یار زادۂ ماست وجامۂ خلافت نیز پوشانیدند اگرچہ فقیر را لیاقت
" این جامہ نبود - اما شکرانہ درگاہ باری تعالیٰ می گذرانم کہ پیوند بیعت با ایشان دارم ۵

دو	عہدمن بالب شیرین دہنان لبست خدا		ما ہمہ بندہ واین قوم خداوندانند"		انتہی

شیخ عبدالقادر بداونی در منتخب التواریخ می نویسد :-

دو "شیخ عبدالواحد بلگرامی بسیار صاحب فضائل وکمالات وریاضت وعبادات است واخلاق

دو سنیہ وصفات رضیہ دارد ومشرب او عالی است - پیشتر ازین بچند سال نقش وصوت بہ ہندی

دو می بست وحی گفت وحال می ورزید - درین ایام خود را از ہمہ گذرانیدہ وشرحی برنزہۃ الارواح

دو نوشتہ محققانہ وہمچنین در اصطلاحات صوفیہ خیلی رسائل نوشتہ ازان جملہ سنابل نام

دو وغیر آن تصانیف لائقہ نیز دارد واگرچہ مرید بجاے دیگر است اما بہرہ تمام از صحبت شیخ حسین

دو سکندرہ یافتہ وہر سالی از بلگرام بجہت عرس شیخ می آمد اکنون کہ ضعف بصر پیدا کردہ نمی تواند

دو رفت ودر قنوج توطن میداشت - در سال نہصد وہفتاد وہفت کہ فقیر از لکھنو بہ بلگرام

دو رسیدم شبی بہ عیادت آمد - وآن ملاقات اول بار بود کہ حکم مرہم داشت وگفت این ہمہ

دو گلہاے عشق است - ومخدومی شیخ عبداللہ بداونی نیز اتفاقاً چون رجال الغیب از بداون

دو ہمانجا تشریف آوردند ویقین شد کہ اگر شب قدر دریافتہ باشم آن شب خواہد بود - میر

دو طبع نظم بلند دارد"

تا اینجا عبارت شیخ عبدالقادر صاحب منتخب التواریخ است - واو میر عبدالواحد را
شیخ عبدالواحد نوشت بہ اعتبار شیخت وبزرگی - چنانچہ شیخ عبدالقادر جیلانی گویند
آخر خود می نویسد کہ میر طبع نظم بلند دارد - وکلام شیخ کہ آن ملاقات اول بار بود - دلالت
میکند کہ ملاقات او با میر عبدالواحد مکرر واقع شد وشیخ عبدالقادر در آغاز حال از

رفقاے حسین خان بود حسین خان یکے از نوکران درگاہ اکبری است چندی در لکھنو جاگیر داشت و شیخ عبدالقادر در لکھنو ہمراہ بود و او ملاقات خود با میر عبدالواحد در سال نہصد و ہفتاد و ہفت نوشتہ و در ضمن سنوات در وقایع سال مذکور می نگارد کہ درین سال پرگنہ لکھنو از حسین خان تغیر شد و خان مذکور بہ تقریبی از رہ ولایت اودہ در حدود کوہ سوالک درآمد و با کفار کوہستان جنگ کرد اکثر رفقاء او شہید و مجروح شدند و فقیر درین سفر برخصت حسین خان از لکھنو بہ بداؤن آمدم انتہی کلامہ ملخصاً۔

کسیکہ از لکھنو قصد بداؤن کند بلگرام در عرض راہ می افتد۔ ظاہرا درہمین سفر در بلگرام با میر عبدالواحد ملاقات دست داد۔ و عبارت او کہ شبیہ بہ عبادت آمد میخواہد کہ بیمار باشد و نیز عیادت او کہ حکم مرہم داشت و گفت این ہمہ گلہاے عشق است میخواہد کہ زخمی باشد۔ اما کلام او در احوال حسین خان ناظر است برین کہ با حسین خان بکوہستان نہ رفت و از لکھنو برخصت حسین خان متوجہ بداؤن شد درین صورت از زخمیان جنگ کوہستان نمی تواند شد و در وقایع سنہ ۹۷۹ تسع و سبعین و تسعمائہ بیان می کند کہ فقیر از کانت کولہ بتقریب زیارت مزار فائض الانوار بدیع الحق والدین شاہ مدار قدس سرہ بہ مکن پور رسید۔ و بدام عشق گرفتار گشت۔ عزت الہی چندی از قوم معشوق را مسلط ساخت و نہ زخم شمشیر پیاپے بر سر و دست و دوش خوردہ ہمہ پوست مال رفت مگر زخم سر کہ استخوان را شکستہ بمغز رسید و تہی مغزی بار آورد و رگ بنصر اندکے بریدہ شد و آن جہان را سیر کردہ آمد و بخیر گذشت و جراحی حاذق در قصبہ بانگر مؤ پیدا شد و در عرض یک ہفتہ زخمہا فراہم آمد انتہی کلامہ ملخصاً عبارت سابق

یعنی حسکم مرہم داشت وگفت این ہمہ گلہاے عشق است با این واقعہ مناسبت تمام دارد۔ اما اختلاف سال ابا میکند وشیخ عبداللہ کہ از بداون آمدہ در شب بملاقات میر عبدالواحد شریک صحبت شد در نسخہ بجاے شیخ عبداللہ شیخ عبدالقادر بنظر در آمد غلط کاتب است صحیح شیخ عبداللہ است۔

ومیر علاء الدولہ بن میر یحیی سیفی قزوینی در نفایس المآثر آوردہ کہ :۔

"میر عبدالواحد از اکابر سادات قنوج است۔ وخالی از نشاء فقر ودرویشی نیست وسلیقہ

شعر خوب دارد"

وشیخ محمد غوثی مندوی در کتاب گلزار ابرار نوشتہ کہ :۔

"سید عبدالواحد بن سید ابراہیم قنوجی خداوند مجاہدہ ومشاہدہ صاحب صحت حال وفصاحت

مقال۔ بر نزہتہ الارواح شرحی لائق متین بر نگاشتہ فراوان توجیہ وتاویل بکار بردہ جمیع منافرت

عبارات را متوجہ سمت حقیقت گردانیدہ است" انتہی۔

پوشیدہ نماند کہ حضرت سید در قنوج کہ خدا شدہ چندی در آن شہر اقامت داشت بنابران درین ہر دو کتاب اورا از قنوج نوشتہ اند۔ واقامت او در قنوج از کلام شیخ عبدالقادر بداونی ہم مستفاد میشود۔ واز جملہ تصانیف میر عبدالواحد حقائق ہندی وشرح قصہ چہار برادر وحل شبہات وشرح مصطلحات دیوان خواجہ حافظ شیرازی است واشہر تصانیف او کتاب سنابل است درسلوک وعقائد ووقتے در شہر رمضان المبارک سنہ ۱۰۳۵ خمس وثلثین والف مولف اوراق در دارالخلافہ شاہجہان آباد خدمت شاہ

کلیم اللہ چشتی قدس سرہ رازیارت کرد۔ ذکر میر عبد الواحد قدس سرہ درمیان آمد شیخ مناقب و مآثر میر تا دیر بیان کرد۔ و فرمود شبے در مدینہ منورہ پہلو بر بستر خواب گذاشتم و در واقعہ مے بینم کہ من و سید صبغۃ اللہ بروجی معاً در مجلس اقدس رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باریاب شدیم جمعی از صحابۂ کرام و اولیاء امت حاضر اند در ینہا شخصے است کہ حضرت با او لب تبسم شیرین کردہ حرفہای زنند و التفات تمام دارند۔ چون مجلس آخر شد از سید صبغۃ اللہ استفسار کردم کہ این شخص کیست کہ حضرت با او التفات باین مرتبہ دارند گفت میر عبد الواحد بلگرامی و باعث مزید احترام او این است کہ سنابل تصنیف او در جناب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مقبول افتاد حضرت میر در سنابل می گوید کہ :-

"روزی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جملہ اموال خود را در راہ رضای خداوند تعالیٰ تصدق
"کرد۔ حضرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ازو پرسید ما خلفت لعیالک فقال اللہ و رسولہ
"جبرئیل امین در رسید گفت یا رسول اللہ فرمان می شود بپرس از ابوبکر من تنہا بسند نبودم
"کہ با نام من نام رسول راہم ذکر کردی۔ سبحان اللہ و بحمدہ کثیرا این کدام منزلت و این چہ
"رتبت و قربت است کہ حق سبحانہ برگرفتن نام رسول غیرت می برد۔ دانشہا و بینشہا اینجا
"پئے گم کنند۔ بخاطر رکیک این ضعیف می رسد کہ سر عتاب آنست کہ اے ابوبکر پایۂ
"معرفت تو بجائے رسیدہ است کہ رسول را از ما جدا نمی بینی زیرا کہ او در ما محو است
"و ما در و ثابت پس چرا جدا ذکر کردی کہ گفتہ اند از عرش تا فرش محمد را غلام چون حق متجلی شد

"محمد کدام - ونیز بخاطر میرسد که ابوبکر رضی الله عنه جواب بر قدر مقام عیال و اهل بیت خود
"گفته است نه بر وفق مقام خود چه رسول علیه السلام از وما خلفت لعیالك پرسیده بود
"واگر ما خلفت لنفسك پرسیدی جواب از مقام معرفت خود دادی یعنی الله وحده گفتی"

ونیز در سنابل می گوید -

"یکی از یاران مولف شیخ نظام نام داشت دختر مغلی را تعلیم می کرد - دختر در غایت جمال بود
"جوانی را نظر بر جمال او وافتاد شیفته شد و حال نامرادی و دردمندی خود بشیخ نظام باز نمود شیخ
"نظام گفت تو هر روز همراه من بیا - من او را تعلیم میکنم تو آنجا بنشین و می نگر برین ماجرا مدتی
"گذشت - روزی آن جوان دردمند با شیخ نظام آهسته گفت این دختر را بگوئید قدرے
"آب بمن دهد - شیخ نظام دختر را گفت قدح آب خوردن بیار دختر قدح پُر آب آورد - گفت بدست
"این جوان بده دختر قدح پیش جوان برد جوان قدح از دست او گرفت و جان به جهان آفرین سپرد"
"و از نوادر تصانیف او شرح کافیه ابن حاجب است بطور حقایق تا مبحث غیر منصرف درین مقام
"بندی از اوائل آن نسخه بطریق اختصار ایراد میرود - "الکلمة لفظ ای ملفوظة علی
"السنتنا والمحفوظة لقلوبنا او محفوظة بواطننا یعنی کلمه توحید در مرتبه اقرار بر زبانهاے ما ملفوظ است و در مرتبه تصدیق
"دلهاے ما را محفوظ و در مرتبه احوال باطنهاے ما از و محفوظ مصنف رحمة الله علیه اکتفا بذکر مرتبه اقرار کرده و در معطوف
"محذوف فرو گذاشت بحکم آنکه حکم کردن بر اسلام و سبب جریان تکالیف احکام منوط
"مربوط بمرتبه اقرار است و قرینه حذف مفهوم از عبارت مصنف است که می گوید "وضع لمعنی
"مفرد" نهاده شده است یعنی لازم گردانیده شده است قبول آن کلمه توحید بر رقاب

"ونواصی بجہت تحصیل معنی کہ فرد ومجرد است از کفر ونفاق ومعاصی پس لفظ مفرد قرینہ حذف
"است زیراکہ افراد سہ مرتبہ دارد افراد از کفر وافراد از نفاق وافراد از معاصی فالافراد من الکفر
"فی رتبۃ الاقرار والافراد من النفاق فی رتبۃ التصدیق والافراد من المعاصی فی رتبۃ الاحوال
"لان من لقی ربہ تعالی موحدا یبدل اللہ سیاتہ حسنات وہی رسم وآن کلمہ توحید سہ[۳]
"نوع است یکے اسم چہ اقرار وتصدیق فقط اسم توحید وصورت اوست دفعل دوم
"فعل توحید وعمل اوست ۔آن دریافت احوال است وحرف وسیوم حرف توحید است
"واین توحید عظمی است کہ از استعداد انسانی برطرف است واز علامات آن ہر دو توحید
"مذکور بے نشان وبے کیف کہ علامۃ الحرف خلوہ عن علامات الاسم والفعل"

مخفی نماند کہ دو شرح دیگر بعبارت عربی وفارسی تامبحث غیر منصرف بطور حقایق در نظر فقیر رسیدہ نام شارح عربی میر ابو البقا است ظاہرا معاصر میر باشد ونام شارح فارسی ملا موہن بہاری کہ از میر متاخر است وچون صیت بزرگی میر عبد الواحد سامعہ افروز اکبر بادشاہ گردید معتمدی رانزد میر فرستاد واز کمال تمنا درخواست ملاقات نمود۔ میر قصد اردوی معلی کرد وچون بدرگاہ سلطانی رسید بادشاہ اعزاز واکرام تمام بتقدیم رسانید وپانصد بیگہہ زمین از بلگرام بطریق سیورغال[۵] نیاز کرد۔

شبے دزدی بخانہ حضرت میر درآمد نابینا گشت۔ فریاد برآورد وحضرت میر اورا توبہ داد ودعا کرد تا حق سبحانہ وتعالی حاسۂ بصر اورا باز گردانید۔

[۵] این لفظ ترکی ست بمعنی انعام ومدد معاش غیاث اللغات۔

دیگے از کفار جنبیان بر دست حضرت میر بدولت اسلام شرف اندوز شد ہمیشہ حاضر
مے بود و خدمت بجائے آورد۔ عمر گرامی از صد سال متجاوز بود وصال ایشان در شب جمعہ
سیوم ماہِ رمضان ۱۰۱۷ھ سبعہ عشر و الف اتفاق افتادہ۔ عزیزی در تاریخ گوید ؎

"	چو رفت واحدِ صوری و معنوی گفتم			ہزار و ہفدہ و شب جمعہ ماہ صوم سیوم	"

مصراع ثانی تاریخ صوری و معنوی است اما بیست عدو بحساب جمل زائد میشود آن را بتعمیہ
لطیف خارج کرد یعنی واحد صوری کہ نوزدہ است و واحد معنوی کہ یک است مجموع بست
عدد برآمد مرقد منور در بلگرام زیارت گاہ خاص و عام است۔

میر عبد الواحد را چہار پسر والا گہر بوجود آمد۔ درین مقام نخستین احوال شیخ صفی الدین
سائی پوری و شیخ حسین سکندرہ و شیخ عبد القادر بداونی و سید صبغۃ اللہ بروجی و شاہ
کلیم اللہ چشتی دہلوی و ملا موہن بہاری قدس اللہ اسرارہم کہ اسامی این اکابر در ضمن
ترجمۂ میر عبد الواحد مذکور شدہ ثبت می کنم و بعد از ان تراجم فرزندان میر و اصحاب
سجادہ تحریر می سازم۔

(۱۳) شیخ صفی الدین بن عبد الصمد

بن شیخ علم الدین سائی پوری قدس سرہٗ از مکمل اولیا و اکابر خلفاء شیخ سعد الدین
خیر آبادی است مرجع اقاصی و ادانی بود و در کشف حقائق و تربیت طالبان شانی عالی
داشت و بر طریقہ پیر حصور و مجرد زیست۔ در سن دوازدہ سالگی از سائی پور بخیر آباد آمدہ در خانقاہ

شیخ سعدالدین جا گرفت و بتحصیل علم مشغول گشت روزی نظر شیخ سعدالدین بر شیخ صفی افتاد و پیش طلبید و احوال استفسار نمود۔ چون نام پدرش شیخ علم الدین گوش کرد شفقت بسیار فرمود از جهت سبق معرفتی که با شیخ علم الدین داشت و از کمال عنایت به نفس نفیس خود متکفل تربیت شد۔ شیخ صفی مدتها نزد حضرت شیخ تلمذ کرد و بسعادت ارادت مشرف گشت و خدمتها بجا آورد۔

شبے شیخ او را در غیر موسم ترب فرمود درین وقت ترب از جائے پیدا خواهد شد شیخ صفی عذری نکرد که نیم شب است و هوائے ترب نیست۔ عرض کرد که میروم و تفحص میکنم در مقام خیرآباد کوچه بکوچه می گشت و از محله به محله می دوید مردمان در ہائے خانه بسته بخواب رفته در آن وقت خبر ترب از که استفسار نماید در حیرت فرو ماند و جائے نشسته می گریست۔ مردے در خانهٔ خود بیدار شد گفت دردمندی گریه میکند خبرے باید گرفت۔ صاحبِ خانه بیرون شتافت و پرسید کیستی و چرا گریه میکنی؟ گفت مرا ترب در کار است۔ آن مرد گفت هوائے ترب نیست دو کس دیگر حاضر شدند۔ زنی گفت من در صحن خانه فلان کس دیده ام که ترب رسته است همه باتفاق آنجا رفتند۔ و مردم آن خانه را بیدار کردند و ترب درخواست نمودند۔ صاحب خانه دو ترب برآورده به آبی پاک شست و شیخ صفی را حواله نمود۔ شیخ صفی هر دو ترب را پیش شیخ آورد شیخ خوش وقت گردید و دعا فرمود که از تو هر کارے دشوار و مهمی صعب که کسے را رود هر آسان خواهد شد انشاءالله تعالیٰ۔ شیخ او را در اربعین نشاند روز سیوم

فتح یاب شد و علویات و سفلیات ہمہ مکشوف گشت و بہ جامۂ خلافت مخلع گردید واز جمیع خلفاء شیخ قدم پیش گذاشت و سالہا بر مسند ارشاد نشست و طالبان را بہ مطلوب رسانید۔ میر عبدالواحد بلگرامی در حل شبہات می آرد کہ :-

"در ابتداء حال بعضے مشکلات علم شریعت و طریقت از علماء کبار و مشایخ نامدار می پرسیدم
" و جواب شافی نمی یافتم۔ بخاطر قرار دادم کہ اقصاے عالم را بہ گردم تا مگر با مردے ملاقات شود
" کہ حل این مشکلات نماید۔ چون روان شدم در منزل اول وقت قیلولہ پیر دستگیر یعنی مخدوم
" شیخ صفی را بخواب دیدم واز عین عنایت ایشان التفاتہا یافتم بخاطر فقیر رسید کہ حالا حضرت
" مخدوم حاضر اند بہ مسافرت احتیاج نیست۔ پس بہ نیت تجدید وضو از پیش مخدوم برخاستم
" قاضی الہداد قدوائی کہ یکے از مریدان مخدوم است از عقب من آمد و گفت ترا حضرت
" مخدوم می طلبند و می فرمایند خاطر ما نمی خواہد کہ فلان کس بجاے برود فقیر شتاب برگشت
" و بہ ملازمت شریف رسید و پرسید۔ قاضی الہداد از زبان مبارک این سخن بہ من رسانیدہ
" فرمودند ہمچنین است۔ چون بیدار شدم در میان سفر و اقامت متردد گشتم۔ آخر باخود
" قرار دادم کہ اگر بار دیگر چنین خواب بہ بینم از سفر باز گردم۔ بار دیگر ہمان خواب دیدم
" بالضرور باز گشتم و در خانقاہ پایان مرقد پاک چہل روز کم و بیش معتکف شدم آن ہمہ مشکلات
" را جوابی شافی یافتم و درین نسخہ آن اسولہ و اجوبہ ثبت نمودم"

و نیز عبدالواحد در سنابل گوید کہ :-

" در خانقاہ شیخ سعد قدس سرہٗ غلام بچہ بود صفیا نام ہر گاہ کسے او را ندا کردی شیخ صفی

"قدس سرہٗ جواب دادی و حاضر شدی و اصلا بخاطر شریف ایشان نبود کہ ہرا ہیچکس صفیانخواہد گفت

"	ہر کہ در خود دید در وے کس ندید		مرد از خود رستہ راحق بر گزید	"	

شیخ صفی قدس سرہٗ فرمود راہ درویشی راہ مرگ است یعنی موتوا قبل ان تموتوا و خلق تدبیر زندگانی گرفتہ درین راہ قدم می نہند - واکثر مردم خود ستکہ درویشی را وسیلہ جلب رزق دانند و بہ رجوع و قبول خلق فریفتہ بمانند - شیخ فاضل دانشمند بریکے از ملوک رفتہ بود دربان رہا نکرد و این بیت برخواند ؎

سر و را سر ہنگ را فرمان بدہ		دست دربان بشکند یا پای من	

شیخ صفی قدس سرہٗ مصرع ثانی را بگردانید و گفت ع

دستِ دربان نشکند جز پائے من

وفات شیخ صفی نوزدہم ماہ محرم سنہ ۹۳۳ ثلث و ثلثین و تسعمائہ میر عبدالواحد بلگرامی "دو شیخ پاک" ۹۳۳ تاریخ یافتہ - آرامگاہ سائی پور -

(۱۴) شیخ حسین قدس سرہٗ ساکن سکندرہ

از اعاظم خلفاء شیخ صفی الدین سائی پوری است نخست از اغنیاء روزگار بود و جوہر سخاوت بہ مرتبہ کمال داشت - و مشق تیراندازی و گوی بازی و سایر حرفتہای سپاہگری بجائے رسانیدہ بود کہ بادشاہ و امراء وقت می دانستند ناگاہ جذبہ عنایت الٰہی دررسید و او را از آلایش دنیا مبرا گردانید - ہمہ اسباب دنیوی برانداخت وحشتی بہم رسانید

آخر کار شبا روزی بر درختے بر آمده چون طائر سر زیر بال کشیده در عالم استغراق می بود - در ہمان حالتِ کمند جاذبہ جانب حرمین شریفین کشید و باین سعادت عظمیٰ فایز گشت - شبے سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام در عالم رویا جلوہ نمود و فرمود عود بہ ہند باید کرد و در مقام سائی پور بہ شیخ صفی الدین دست بیعت باید داد - شیخ حسین گفت چون بہ سائی پور رسیدم بخاطر گذشت کہ شیخ مرا در خلوت یاد کند و کلاہ از سر مبارک التماس ناکردہ مرحمت فرماید و مکانی برائے عبادت معین سازد - چون بہ عتبہ سعادت رسیدم - شیخ خادم را فرمود - شیخ حسین نامی بر در ایستادہ است او را بگو کہ درآید - خادم برآمد و فریاد کرد کہ شیخ حسین کیست - من بطور قلندران پوست تختہ در بر داشتم - گفتم نامِ من حسین است اما شیخ نیستم - خادم برگشت و بہ عرض رسانید فرمود ہمان است خادم باز آمد و مرا بہ ملازمت اشرف برد - شیخ شفقت بسیار مبذول نمود و کلاہ خاص پوشانید و در خانقاہ ملائک پناہ جا داد - دو اربعین در خانقاہ کشیدم بعد ازان حکم شد در سکندرہ رفتہ باید نشست و خلق خدا را ہدایت باید کرد و او مدت پنجاہ سال در گوشۂ عبادت قدم افشرد و بر در مخلوقی آبروی فقر نہ ریخت -

راقم الحروف در اینجا تقریب ملاقات شیخ حسین با شیخ صفی قدس اللہ اسرارہما مطابق روایت صاحب گلزار ابرار بحفظ معنی و تبدیل عبارت ثبت نمودہ است -

میر عبدالواحد در سنابل گوید :-

"حضرت مخدومی قدس اللہ روحہ را چون جذبہ ہدایت الٰہی و کشش عنایت نامتناہی در رسید

باطن شان از لذات وشہوات دنیا سرد شد۔ جاہ ودستگاہ دولت دنیا را بر انداختند
وچون ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ با فقر وفاقہ درساختند وبرین فقر کہ بعد از غنا حاصل شد چنان
راضی وشاکر می بودند کہ دیگران بر غنائے کہ بعد از فقر حاصل شود وآنان کہ ایشان را در حالت
توانگری دیدہ بودند چون خوشنودی ایشان بر حالت فقر وبینوائی می دیدند تعجب می کردند
ومی گفتند کہ آن توانگری ودولت وآن جاہ وشوکت وآن دلاوری وشیر مردی وصنعت
تیر اندازی وحرفت گوئی بازی وبذلہا وبخششہا ہمہ را انداختہ این مرد بر بینوائی خوشنود است
مخدوم بعضے را جواب می گفت کہ اگر خداوند تعالی غریب نواز نہ بودی این غریب را از ان مردائے
کہ رہانیدی وبہ پایۂ صبر وقناعت کہ رسانیدی۔ وبعضے را جواب می گفت کہ اے یاران
شکر نعمت باری تعالی بر من درین حالت افزون تر است کہ نام من از دفتر توانگران کشیدہ
در جریدۂ فقرا ومساکین ثبت کرد۔ ودر سلک پیران طریقت منسلک گردانید کہ الدنیا ملعونۃ
وما فیہا الا ذکر اللہ الحاصل مرد باید کہ قدم در راہ فقر استوار نہد واز شدت فاقہ وبینوائی نگریزد
ونہ رمد ؎

چیست دنیا خاکدانِ کہنہ ویرانۂ	غصہ جائی محنت آبادی ملامت خانۂ
ہر لئیمی ناسزائے ترکِ دنیا کے کند	سرفرازی را رسد دریا دلی مردانۂ

وحضرت مخدوم را چون عمر بہ آخر رسید در آخرین ایام گاہ گاہ می فرمودند کہ آرزوے من آنست
کہ وقت موت خوش الحانی این آیہ را در پردۂ گوری وجیت سری کہ ہر دو از پردہاے ہندی است
بخواند آیہ این است ربِّ قد آتیتنی من الملک وعلمتنی من تاویل الاحادیث فاطر

" السمٰوٰت والارض انت ولیی فی الدنیا والاٰخرۃ توفنی مسلما والحقنی
" بالصّٰلحین تادر کلمۂ توفنی مسلما والحقنی بالصّٰلحین - جان بدہم انتہیٰ
واین ازان قبیل است کہ سلطان المشایخ نظام الدین دہلوی قدس سرہٗ را بردۂ
پوربی بسیار خوش آمدی وقتے بعضے از حاضران مجلس پرسیدند مخدوم پوربی را بسیار
می شنوند وخوش می کنند فرمود آری روز میثاق ندائے الست بربکم ازین پردہ شنیدہ بودم
آوردہ اند کہ چون وفات شیخ قریب رسید در فضائے مسجد گوری حضر کرد وطرح
عمارت ریخت وبا دوستان حرف وداع درمیان آوردہ مردم در مقام حیرت شدند
چون عمارت بہ اتمام رسید - کشادہ پیشانی جان شیرین بجہان آفرین سپرد وکان ذلک
فی سنہ ۹۷۶ ست وسبعین وتسعمائیتہ -

(۱۵) شیخ عبد القادر بداونی

جامع فنون فضائل بود وامام اقران واماثل کسب کمالات از شیخ مبارک ناگوری
ودیگر فضلاء عصر نمود وبا فضیلت علمی طبع نظم وسلیقہ انشاء عربی وفارسی وچیزے از
نجوم ہندی وحساب ووقوف نغمہ ولایت وہندی وشطرنج صغیر وکبیر نیز داشت وبین
نوازی ہم بقدری می دانست ودر شیوۂ قناعت وراستی ودرستی ممتاز می زیست و
اکثر مشایخ وعلماء عصر خود را دریافت وصحبت داشت چندی با حسین خان کہ از منصبداران
درگاہ اکبری بود بسر برد آخر بوسیلہ جلال خان قورچی وتعریف میر فتح اللہ شیرازی

به منصب پیش اامامی اکبر بادشاه منصوب گردید و مدت چهل سال با شیخ فیضی و ابوالفضل
مصاحب ماند اما در تاریخ خود جا بجا که بجال ابهامانه پرداخت در ترجمه شیخ فیضی مذمت
او بسیار میکند آخر به معذرت زبان می کشاید که دسچه توان کرد حق دین و حفظ عهد
آن بالاتر از همه حقوق است الحب لله والبغض لله - هر چند سنین اربعین تمام در
مصاحبت او گذشت اما بعد تغیر اوضاع و فساد مزاج آن نسبت به مرور خصوص
در مرض موت مرتفع شد و صحبت به نفاق انجامید از یکدیگر خلاص یافتیم و ما همه متوجه
درگاهی ایم که همه داوریها به آنجا بفصل رسد الاخلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو
الا المتقون - و از جمله راست مزاجی های او این است که وقایع چهل ساله
اکبر بادشاه پوست کنده نوشت - و در اظهار کلمه صدق از مخالفت چنین بادشاه
صاحب داعیه نه اندیشیده و بر مضمون آیه صدق پیرایه الیس الله بکاف عبده عامل
شود - مرید شیخ حاتم سنبهلی است - و اعتقاد خاص بخدمت شیخ داؤد جهنی والی داشت
وفاتش در حدود سنه اربع والف واقع شد -

(۱۶) سید صبغة الله بن سید روح الله بروجی

بروج از توابع گجرات احمد آباد است از کمل خلفاء و تلامذه شیخ وجیه الدین گجراتی بود
چند سال حسب الاشاره مرشد در وطن خود به افاده متحصلین و امر معروف و نهی منکر اشتغال
داشت - ناگاه شوق زیارت حرمین شریفین حفظهما الله تعالی دامنگیر شد - و باین دولت

کبری استعداد یافت و محبت اولاد و رعایت صلۂ ارحام عنان او را جانب وطن
اصلی منعطف ساخت۔ تا آنکہ در سنہ ۹۹۹ تسع و تسعین و تسعمائۃ دل از ہمہ برداختہ
مجردانہ وارد مالوہ گردید۔ درین ایام شوق زیارت مدینۂ مصطفوی علی صاحبہا السلام
والتحیۃ جوشش زد و جلو ریز در سال ہزار ام از راہ خاندیس بہ احمد نگر دکن رسید۔ و بہ تکلیف
والی آنجا برہان الملک یک سال کمتر دران محل وقفہ واقع شد سال دیگر بعزم سفر
دریا کمر عزیمت بربست و در بلدۂ بیجاپور عبور افتاد۔ والی بیجاپور نیز چندی بہ تواضع و
دلربائی تمام نگاہداشتہ سامان سفر مبارک مہیا ساخت و جہاز خاصہ گذرانید
تا جمیع صوفیان و درویشان بہ فراغ خاطر رہگرائے منزل مقصود شوند۔ سید بعد وصول
اماکن قدسیہ و حصول زیارت نبویہ در کوہ احد سکونت ورزید۔ و مرجع طلاب صوری
و معنوی گردید و جواہر خمسہ را تعریب کرد۔ و احمد شناوی از تلامذۂ او بران حاشیہ نوشت
و شناوی بکسر شین معجمہ و تشدید نون منسوب بہ یکے از امکنہ و الان معرب جواہر خمسہ
مع حاشیہ در دیار عرب مروج است۔ مردم کثیر از خدمت سید اخذ طریقہ کردند و بہ مطلب
اقصیٰ فائز گردیدند۔ شیخ محمد عقیلہ مکی قدس سرہٗ در کتاب لسان الزمان ترجمۂ او را
چنین ذکر مے کند:۔

"الشیخ الکبیر العالم الشہیر المسلک صبغۃ اللہ بن السید روح اللہ الحسینی
"شیخ مشائخ الطریقۃ الشطاریۃ العشقیۃ رحمہ اللہ تعالیٰ وھو صاحب العلوم
"الجمعۃ و المعارف العظیمۃ انتفع بہ الناس واخذ واعنہ وھو احل من اظہر

" اللہ تعالیٰ واشھرہ اخذ طریقہ سادۃ الشطاریۃ عن السید وجیہ الدین
" وھو عن الغوث سیدی محمد غوث صاحب الجواھر الخمسہ وقد انتفع بہ
" اناس کثیرون منھم السید میر والسید اسعد البلخی المتوفی بالمدینۃ
" والشیخ الکبیر احمد الشناوی - وللسید صبغۃ اللہ مصنفات منہا کتاب
" الوحدۃ ورسالۃ ارادۃ الدقائق فی شرح مرأۃ الحقائق وما لا یسع
" المرید ترکہ کل یوم من سنن القوم توفی رضی اللہ عنہ بالمدینۃ سنۃ ۱۰۱۵
" خمسۃ عشر والف وقبرہ بھا یزار ویتبرک بہ انتہیٰ "

(۱۷) شاہ کلیم اللہ چشتی دہلوی قدس سرہٗ

از مشاہیر مشائخ متاخرین است در علوم عقلی و نقلی پایۂ بلند و در حقایق و معارف رتبۂ ارجمند داشت - اسلافش بہ کسب معماری اشتغال داشتند - حق تعالیٰ او را بہ معماریِ قلوب اختصاص بخشید و عالم عالم دلہا را بہ تردستی ہمت مامور گردانید - بعد از تکمیل تحصیل بہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و کرامۃً شتافت و مدتہا دران دیار فیض آثار بسر برد و بخدمت شیخ یحیٰی مدنی دست بیعت داد و با فراوان نعمت بدیار ہند مراجعت نمود - و در شاہجہان آباد در بازار خانم منزل گزید و بدرس کتب حقائق و تربیت ارباب ارادت مشغول گشت و تفسیری بر کلام اللہ در سلک تحریر کشید - امرا و فقرا حلقۂ اعتقاد در گوش داشتند و بہ مطالب دینی و دنیوی کامیابی اندوختند - بیست و چہارم شہر

ربیع الاول سنہ ۱۱۴۳ ثلث واربعین ومائۃ والف بعالم قدس آرمید و در حویلی سکونت خود مدفون گردید۔

(۱۸) ملا موہن بہاری قدس سرہٗ

نام اصلی او محی الدین است مولد و منشا بلدۂ بہار در سن نہ سالگی کلام اللہ را حفظ کرد و بخدمت پدر خود ملا عبد اللہ کسب علوم نمود و در ہفدہ سالگی فاتحہ فراغ خواند و چندی در وطن خود بہ درس و افادہ پرداخت۔ بعد ازان بہ ملازمت شاہجہان بادشاہ رسید و بہ تعلیم شاہزادہ محمد اورنگ زیب معین گردید۔ و بخدمت شاہ حیدر۔ نبیرۂ شیخ وجیہ الدین گجراتی قدس اللہ سرہما بیعت کرد۔ عاقبۃ الامر از پیشگاہ خلافت رخصت گرفتہ بہ وطن شتافت و بہ ریاضت و مجاہدہ کار بست۔ و در عمر ہشتاد و چہار سالگی در سنہ ۶۸ ثمان و ستین والف مرحلۂ آخرت پیمود۔

(۱۹) میر عبد الجلیل بن میر عبد الواحد قدس سرہٗ

میر عبد الواحد دو بار کدخدا شد و چہار پسر والا گہر و دو دختر متولد گردید۔ از حلیلۂ اولی میر عبد الجلیل و یک دختر و از حلیلۂ ثانیہ ۳ سہ پسر و دو دختر متولد گردید از حلیلۂ اولی میر عبد الجلیل مشاہدہ کردم کہ تولد عبد الجلیل اول وقت ظہر روز پنجشنبہ بستم ماہ رجب سنہ ۹۷۲ اثنین و سبعین و تسعمائۃ اتفاق افتاد۔ میر عبد الجلیل صاحب جذبۂ قوی و کیفیات عالی بود۔

در آغاز شباب وحشت دامن دل گرفت دست از ہمہ باز کشیدہ سر بہ صحرا زد و دوازدہ سال در دلق درویشی اقصاے عالم را سیاحت کرد - و اکثر اوقات در صحاری و بوادی بسر برد - و قوت لا یموت از اوراق اشجار و نباتاتِ صحرائی ساخت و با مخلوق اختلاط نہ نمود - و درین مدت از ہیچ طرف خبرش گل نہ کرد - اقربا را مایوسی فرو گرفت بعد انقضاے دوازدہ سال در موسمی کہ عرس حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ می شود و خلائق از اطراف و اکناف دور دست براے زیارت می آیند - در جماعۂ زوار وارد بلگرام شد - چہ مرقد منور شاہ مدار از بلگرام بر دوازدہ کروہ است و گزارش بر سر کوچہ کہ در آنجا خواہر اعیانی او خانہ داشت افتاد - میر دران حالت اکثر در عالم بیخودی می بود و نعرہا می کشید - اتفاقاً محاذیِ خانہ خواہر نعرۂ از سر برزد - خواہرش باوصف طول ایام جدائی و مایوس بودن از حیاتِ برادر آواز شناخت و گفت چنان معلوم می شود کہ این آواز عبد الجلیل است - و بے اختیار تا دہلیز خانہ دویدہ آمد - و برادر را در آغوش گرفتہ زار زار گریست - میر ہر چند نا آشنایانہ خواست کہ خود را کنارہ کشد - آخر صلۂ رحم غالب آمد و وحشت را بہ الفت مبدل ساخت آن عفیفہ میر را بخانہ برد - و رفتہ رفتہ لباس پوشانید - میر بعد چندی متزوج و متاہل شد و در آخر عمر از بلگرام بہ قصبۂ مارہرہ من توابع آگرہ رفت و اقامت گزید - و ہمانجا رختِ سفر بہ دار عقبی کشید - وفاتش ہشتم ماہ صفر سنہ ۱۰۵۷ سبع و خمسین و الف روز دوشنبہ اتفاق افتاد - مزار فایض الانوار در آن مقام زیارتگاہِ انام است رحمۃ اللہ علیہ

میر عبدالجلیل را سہ پسر قدسی گہر بوجود آمد۔ اصغر ایشان سید اویس قدس سرہٗ کہ بعد ارتحال والد ماجد سجادہ ہدایت آراست۔ وآن جناب اویس یمن ایمان وسہیل فلک عرفان بود۔ وشیوۂ ابدال برگزیدہ کرد۔ اذیت ہیچ ذی الروح نمی کرد تا بجائے کہ موذی را نمی رنجانید۔ ونوعی شیمۂ کریمۂ ترحم داشت۔ کہ اگر مزدوری را کارے فرمود وقت شدت حرارت موسم تابستان وصورت برودت ایام زمستان از مشقت عمل بازداشتہ در ظل عاطفت جا میداد۔ واجرت تمام وکمال تسلیم مے نمود۔ بیستم رجب سنہ ۱۰۹۷ سبع وتسعین والف در مرغزار قدس خرامید۔ خوابگاہ او در بلگرام سر راہ واقع شدہ بحالت غریبانہ آسودہ است۔ شاہ جلال بدخشی خرد تخلص گوید۔

دو	مقبول خدا اویس ثانی		ازدار ملال بست محمل	،،
دو	تاریخ وصال او خرد گفت		بر اوج سپہر یافت منزل ۱۰۹۷ھ	،،

(۲۰) میر سیّد فیروز

خلف الصدق دوم میر عبدالواحد است قدس اللہ اسرارہما مرجع اکابر واصاغر عصر بود۔ وقدرے عظیم وشانے فخیم داشت۔ ودر شیوۂ بذل وسخا وانجاح مطالب مستمندان یگانہ می زیست۔ از ابتدا تا انتہا بخدمت پدر بزرگوار تلمذ نمود۔ وکتب درسی را تماماً گذراند۔ چون میر عبدالواحد قدس سرہٗ ازین عالم رحلت فرمود۔ مردم نظر صاحب سجادگی بر سید فیروز داشتند۔ سید فیروز برادر خرد خود میر سید طیب را بر سجادہ اجلاس داد

وفرمود سجاده راشما نگاه وارید - وخدمت درویشان واهل خانقاه من بجامی آرم

سید فیروز شبانه روز اطعمه واغذیه برائے وارد وصادر در مطبخ مهیا میداشت وچهار

صد دختر غربا وضعفا که استطاعت تز ویج نداشتند فراخور مرتبه هر کدام از طرف خود نقد

وجنس سامان کرده کدخدا ساخت - وقریب به صد سال در کمال عظمت واقتدار

زندگانی کرد و با این همه یک نفس از یاد مولی به غفلت نه گذرانید - تمام شب احیا می

کرد و مراقبه واوراد و وظایف مستغرق مے بود - پنجم محرم سنه ۱۰۶۶ ست وستین والف

سفر آخرت گزیده و پهلوے قبر میر عبدالواحد قدس سره جانب شرق مدفون گردید -

میر سیّد طیّب قدس سره بعد فوت برادر بسیار مغموم شد - چون او را در قبر گذاشته

برآمد بسیار خوش وقت وشگفته برآمد - مردم متعجب شدند وسبب استفسار کردند گفت

برادر من با من وعده کرد که غم مخور بعد از شصت روز به من ملحق می شوی - آخر چنان

شد و بعد شصت روز میر سید طیّب هم ازین عالم نقل کرد رحمة الله علیه -

(۱۲) میر سید یحییٰ

خلف الصدق ثالث میر عبدالواحد است قدس الله اسرارهم در گوشه کتابی

بخط خاص میر عبدالواحد معاینه کردم که "تولد فرزندم یحییٰ شب دوم از ماه ذی القعده که

شب اوّل هفته بود وقت سحر سنه ۹۸۵ خمس وثمانین وتسعمائة دست داد" سید یحییٰ ملکی بود

به صورت انسان و مصداق آیه صدق پیرایه وسلام علیه یوم ولد ویوم یموت

ویوم بیعث حیا عالم کامل واز بدایت تا نهایت تلمیذ والد ماجد بود - وکلام اللہ را
از بر داشت - وبه الحانِ دلربا سامع را از خود می ربود - واز دنیا ومافیها محترز ومجتنب می
زیست ولیل ونهار به شغل ریاضت واداے طاعت وافادۂ طلبۂ ظاهر وباطن می
پرداخت از انفاس متبرکۂ اوست نسخۂ میزان الاعمال ومعیار الاحوال در سلوک قبرش
بر چبوتره علیحده از چبوترۂ مرقد میر عبدالواحد جانب شرق قدس اللہ اسرارهما -

(۲۲) میر سیّد طیّب

صاحب سجاده وخلف الصدق رابع میر عبدالواحد است قدس اللہ اسرارهما بخط
شریف میر عبدالواحد مشاهده افتاد که تولد سید طیب روز یکشنبه مقدار یک ونیم پاس بود
نهم ربیع الآخر سنه ۹۸۶ ست وثمانین وتسعمائة وی ذاتِ مقدسی است که اگر ثقلین باو ناز
کنند می زیبد واگر زمین وزمان برخود بالند می شاید - صاحب مرآة المبتدئین که معاصر
حضرت میر است می طرازد که :-

" میر سیّد طیّب مد اللہ عمرهٗ وزاد دولتهٗ امروز قوام عالم وبرکت بنی آدم از ذات اوست ومرتبۂ
" قطبیت وابدالیت وغوثیت واوتادیت وانچه توان گفتن در ذات او موجود است ودولت
" مادرزاد دارد - واز کثرت عبادت گویا امام زین العابدین رضی اللہ عنه بصد کرامات ظاهر شده
" اند - واز ان روز که شعور بهم رساند نماز را بقضا نخوانده واگر وجود ایشان قبل ازین می شد در
" مجتهدین وسلف صالحین می شمردند - وامروز کسیکه ائمه سلف را خواهد به بیند میر سید طیّب

” راشاہدہ کند من کہ باشم کہ احوال ومقامات ایشان رابیان کنم برائے این زبانی می باید۔ وولی

” وفہمی می شاید امروز آن زبان کہ ثنائے ایشان کند کو۔ وولی کہ حقیقت ایشان دریابد وفہمی کہ واقف

” حال ایشان باشد کجا۔ ہمین قدر این داعی میداند کہ قوام عالم از ذات ایشان است وانچہ پیغمبر

” صلی اللہ علیہ وسلم فرمود لبعد از ہر صد سال مردی پیدا شود کہ سنت ما را تازہ گرداند امروز وجود

” میر است ہ

”	ہم برین نکتہ ختم شد مقصود		للہ الحمد ذی العلا والجود	”	

تا اینجا از مراۃ المبتدین است۔

آن جناب کسب کمالات صوری ومعنوی از خدمت پدر بزرگوار نمود۔ ولبعد از ارتحال پدر باستحقاق بر سجادۂ ارشاد نشست۔ وطالبان مولی را از مبادی سلوک بہ منتہای وصول رساند واتباع شمائل نبوی در جمیع حرکات وسکنات منظور داشت ومدت العمر ہیچ سنت نبوی بقدر امکان فرو نہ گذاشت۔ بتجر علوم رسمی نمی از دریاے کمال ایشان بود۔ ہموارہ بہ افادۂ محصلین می پرداخت۔ وبسا مردم را بہ میامن تربیت بر صدر استادی نشاند۔ لبعضے کتب درسی مثل ہدایہ فقہ وتفسیر قاضی بیضاوی وغیر ذالک محشی بخط خاص او امروز موجود است کہ دلالت دارد بر کمال تبحر وجودت فطرت او۔ سید کرم اللہ پدر سید العارفین میر شاہ لد ہا قدس اللہ اسرار ہما می فرمود کہ اگر کسے خواہد ملک را بر روی زمین بہ بیند میر سید طیب را مشاہدہ کند۔ وسید العارفین از جناب ایشان استفادہ نمودند بہ مرشدی خود یاد می کردند وی فرمودند روزے عزیزے مشتاق شدہ بدیدن میر سید طیب اللہ آمد ومشکلے از مسائل توحید پرسید

حضرت میر خود را به تجاهل انداختہ فرمود من ازین مسئلہ خبر ندارم واز قصور خود در نظر مردم
وسستی اعتقاد سائل پروانہ کرد۔ چون مجلس منقضی شد و خلوت دست داد
حضرت میر سائل را فرمود۔ سخن خانہ بہ بازار نتوان گفت۔ حالا آنچہ میخواہی استفسار کن
درمیان شیخ عبد الحق دہلوی قدس سرہٗ و حضرت میر محبتی و مودتی عظیم بود۔
شیخ عبد الحق بہ رعایت بزرگی او را شیخ طیبؒ می گفت۔ وقتے شیخ عبد الحق
در ایام پیری درس می گفت۔ در مقامی از کتاب متامل شد۔ در آن وقت میر
سید طیبؒ را یاد کرد و فرمود۔ اگر شیخ طیبؒ درین وقت می بود۔ بہ آسانی این
مقام را حل می کرد ناگاہ میر سید طیبؒ کہ بہ ارادۂ دہلی از وطن برآمدہ بود درہمان ساعت
کمر بستہ از راہ بخدمت شیخ عبد الحق رسید۔ شیخ بسیار خوش وقت گردید و فرمود
مرحبا در یاد شما بودیم و قصہ را باز گفتہ کتاب درمیان آورد۔ میر سید طیبؒ کتاب را
در دست گرفتہ لختے تامل کرد۔ و عبارت را بہ نہجی خواند کہ مطلب بے آنکہ تقریر
کنند خود بخود واضح گشت۔ شیخ با حاضران فرمود من نگفتہ بودم کہ شیخ طیبؒ این
مقام را بہ آسانی حل می کند۔ در آن ایام شیخ نور الحق خلف الصدق شیخ عبد الحق
بہ تکلیف بادشاہ وقت متقلد قضاء مستقر الخلافہ آگرہ شدہ بود۔ شیخ عبد الحق از میر
سید طیبؒ استفسار نمود کہ از کدام راہ آمدن اتفاق افتاد گفت از راہ آگرہ فرمود
با نور الحق ملاقات شد۔ گفت از موانع سفر فرصت ملاقات دست نداد شیخ فرمود
ظاہر از ینکہ او مرتکب قضا شد اعراض بہ عمل آمد پس کلمۂ چند در تعریف پسر بر زبان

مبارک آورد و فرمود اگرچه پسر من است اما بجاے پدر۔ و اگرچہ شاگرد من است اما بجاے استاد و اگرچہ مرید من است۔ اما بجاے پیر می دانم۔ میر سید طیب اللہ از پیش شیخ برخاست لعنوانی کہ گویا براے کمر واکردن می رود۔ و بے اطلاع شیخ ہمان طور کمر بستہ بہ رجع القہقری راہِ آگرہ گرفت۔ و با شیخ نور الحق ملاقات کردہ برگشت شیخ عبد الحق از حسن خلق میر خیلی خوشنود گردید و معذرتھا بر زبان آورد۔

سید ضیاء اللہ بلگرامی کہ ذکرش در فصل ثانی می آید۔ روزے عزم ملازمت میر سید طیب اللہ نمود و ارادہ کرد کہ اگر امروز حضرت میر بدست خود مرا بیرہ پان خورانند ولایتِ ایشان را معتقد می شویم۔ چون بہ حضور مجلس النور فایض گشت حضرت میر را اشراق شد۔ بہ خادم خود بلو نامی فرمود بیرہاے پان بیار۔ خادم بیرہا را حاضر ساخت حضرتِ میر بیرہا را بجمیع حضارِ محفل تقسیم نمود۔ و سید ضیاء اللہ را نداد چون مجلس برخاست و سید ضیاء اللہ تنہا ماند۔ حضرت میر بیرہ را بدستِ مبارک خود واکردہ بہ سید ضیاء اللہ حوالہ نمود۔ سید سخت انفعال کشید۔ حضرت میر زجر فرمود کہ درویشان را امتحان نباید کرد۔ مبادا سخط[۵۱] ایشان در حرکت آید۔

روزے وضو می کرد ناگاہ آفتابہ سفال کہ در دست داشت بہ دیوار زد۔ مردم ازین حرکت غیر معتاد متعجب شدند۔ بعد چند روز خادمی کہ او را جاے فرستادہ بود باز آمد۔ و نقل کرد کہ در صحراے می رفتم شیرے با من دوچار شد۔ و خواست کہ حملہ کند۔

[۵۱] سخط یعنی غصہ۔

حضرت پیر دستگیر یعنی میر سید طیبؒ را یاد کردم۔ از ہوا آفتابہ پیدا شد و بر کلّہ شیر زد شیر رو از من گردانده راہِ صحرا پیش گرفت۔ و من از آن مہلکہ نجات یافتم۔ چون تاریخ ضبط کردند ہر دو قضیہ در یک آن واقع شدہ بود۔

حضرت میر در تاریخ پنجم شہر ربیع الاول ۱۰۶۶ سنہ ست و ستین و الف در انجمن قدس جلوہ افروز گردید۔ و از کمالِ تبعیت او این کہ در شہر ربیع الاول انتقال کرد۔ و این سنتؒ کہ بے اختیاری بود نیز اور احاصل گشت۔ عمرش ہفتاد و ہشت سال و یازدہ ماہِ الّا اربع یوم۔ مرقدا و قریب بہ مرقد میر عبد الواحد در محوطہؒ علیحدہ تاریخ وصالِ ایشان دو ستون دین افتاد ۱۰۶۶ ” درین ایام میر محمد یوسف برادر ہم درس فقیر کہ ذکرش می آید این تاریخ قدیم را در سلکِ نظم کشید ؎

پنجم شہر انتقالِ نبی	رفت طیب ز دہر بے بنیاد
از پئے ضبط سالِ تاریخش	گفت ہاتف۔ ستون دین افتاد ۱۰۶۶

(۲۳) میر عبد الواحد اصغر

خلف الصدق و صاحب سجادہ میر سید طیبؒ بن میر عبد الواحد است قدس اللہ اسرارہم او را نسبت بہ جد اعلیٰ اصغر گویند۔ آنجناب بہ کمالاتِ موروثی موصوف بود و زنگارِ طبیعت از آئینہ طالبانِ می زدود۔ وفاتش در عشرہ ثانی بعد مائہ و الف قبرش پہلوی قبر میر سید طیبؒ قدس اللہ اسرارہما۔

(۲۴) میر سید نعمت اللہ

بن سید محمد زاہد بن میر عبدالواحد اصغر قدس اللہ اسرارہم۔ سید محمد زاہد بار صاحب سجادگی برنتافت۔ قرعۂ این دولت بنام سید نعمت اللہ زدند۔ در دانش صوری پایۂ بلند و در حقائق و معارف رتبۂ ارجمند داشت۔ ابتدای حال نزد عم بزرگوار خود میر عبدالہادی بن میر عبدالواحد اصغر کہ ذکرش در فصل ثانی می آید انشاء اللہ تعالیٰ تلمذ نمود۔ بعد از آن بہ حوزۂ درس ملا قطب الدین شہید سہالوی رسید۔ و تتمۂ کتب تحصیلی بہ استعداد تمام گذرانیدہ فاتحۂ فراغ خواند و بہ وطن مالوف آمدہ سجادہ نشین آبای کرام گردید۔ و مسند ارشاد را بہ اضافۂ شغل تدریس رونق دو بالا بخشید۔ راقم الحروف اکثر بحضور صحبت بابرکت سعادت اندوخت۔ پیر مرتاض نورانی۔ صاحب اخلاق رضیہ و سجایا ے مرضیہ بود۔ لوامع برکات از سیماے مبارک می تافت۔ برین حقیر عاطفت خاص می فرمود۔ نوبتی با فقیر نقل کرد کہ روزے در حلقۂ درس قطب المحدثین سید مبارک بلگرامی کہ ذکر شریفش در ہمین فصل آید۔ حاضر شدم آیتے از کلام اللہ مذکور شد سید مبارک تتمۂ آیت درخواست من فی الفور تتمۂ آیت فرو خواندم۔ سید مبارک استفسار نمود کہ شما حافظ اید۔ من بر سبیل طیبت جواب دادم۔ حافظ نیستم اما پدر حافظم۔ نام یک پسر ایشان حافظ بود۔

سید نعمت اللہ پنجم شہر رمضان سنہ ۱۱۴۰ اربعین و مائۃ والف بہ ریاض رضوان

خرامش نمود۔ و بائین مرقد میر سید طیب اللہ بیرون محوطہ بر یمین داخل مدفون گردید۔
مولف اوراق گوید ؎

نعمت اللہ سید العرفا	در گلستان قدس آرامید
ہاتفی گفت سال تاریخش	صاحب النعمت ارم گردید ۱۱۴۰ھ

(۲۵) شاہ طیب اللہ

ثمر آن شجر و وارث علوم اجداد است۔ و در جمیع فضائل صوری و معنوی صاحب استعداد۔ برخی از کتب بخدمت والد ماجد گذراند۔ بعد از آن در حلقہ درس میر عبد اللہ ثانی بن میر عبد الواحد اصغر تلمذ نمود۔ و متداولات درسی را بہ آخر رسانید۔ و حدیث از قطب المحدثین سید مبارک قدس اللہ سرہ سند کرد۔ خط عربی و فارسی او اگرچہ طبعی است اما بسیار شیرین و پختہ و بررونق واقع شدہ کہ مشاہدۂ آن نور بصر می افزاید۔ و سرعت کتابت او نسخہ حیرت عقول است۔ شرح ملا جامی را در یک ہفتہ من اولہ الی آخرہ نوشت و بہجۃ المحافل کہ کتابی است ضخیم در سیر نبوی تصنیف یحییٰ بن ابی بکر العامری الیمنی در بیست و سہ روز کتابت کرد۔ و کتب خانہ عظیمی از خط خوش نمط خود یادگار گذاشت۔ در ایام شباب چندی بعالم نوکری گذراند و با وصف شواغل دنیوی از تصفیہ و تجلیہ باطن و شغل کتاب خود را معاف نداشت۔ وقت ارتحال پدر بزرگوار در گجرات احمد آباد بود۔ بہ مجرد استماع این خبر علاقہ نوکری قطع کردہ خود را بوطن رسانید۔

وبر سجادۂ اسلافِ کرام متمکن گشت وبتقدیم طاعت وریاضت ودرس روزگار خوش گذرانید
وہفتم رجب المرجب روز چہار شنبہ ۱۱۵۲ھ اثنین وخمسین ومایہ والف جانب نزہت
کدۂ اخروی شتافت۔ قبرش در چبوترۂ پائین چبوترۂ مرقد میر عبد الواحد اکبر قدس سرہٗ
متصل دیوار شرقی حریم میر سیّد طیّب قدس اللّٰہ اسرارہم راقم الحروف آیہ کریمہ وھم
مکرمون فی جنات النعیم ۱۱۵۲ھ تاریخ استخراج کرد۔

مخفی نماند کہ شیخ حسن بن علی الجیمی در شرح قصیدۂ لامیہ شیخ ابن فارض مصری
نوشتہ کہ بخط شیخ علامہ سیدی شہاب الدین احمد المیورقی[۵۱] الطائفی یافتہ شد کہ
من ارّخ وفاۃ شیخ کان فی شفاعتہ یعنی ہر کہ تاریخ گفت وفات بزرگی را۔ باشد فردائے
قیامت در شفاعت او۔ بنائً علی ہذا فقیر درین نسخہ تواریخ اکثر بزرگان بہ آیاتِ قرآنی
ونظم ونثر ضبط کردہ ام امیدوارم کہ برکات ارواح طیّبہ قدسیہ عائد حال این شکستہ
بال شود۔

(۲۶) سید دین محمد سلمہ اللّٰہ تعالیٰ

بن شاہ طیّب بن سید نعمت اللہ قدس اللّٰہ اسرارہما درین ایّام بر وسادۂ اجداد
کرامت نژاد متکی است۔ وبہ طریقۂ انیقۂ اسلاف ستودہ اوصاف مقتدی اللّٰہم انصر
من نصر دین محمّد علیہ الصلوٰۃ والسّلام واذقنا محبّتہ عبادک الصالحین واولیاء
المقرّبین ربّنا تقبّل منّا دعاءنا انک انت السمیع العلیم۔

[۵۱] ۔ میورقہ ۔ جزیرہ ایست در بحر روم نزدیک اتالی۔

(۲۷) سید محمود اصغر

بن سید حسین بن سید نوح بن سید محمود اکبر قدس سرہٗ اورا اصغر نسبت بہ جد او سید محمود اکبر گویند کہ ترجمہ اش گذشت۔ و ترجمہ پدرش سید حسین در سلک فضلامی آید سید محمود عنصر لطیفش ملکی بود در صورت انسان متورع۔ متعبد۔ صاحب فضائل صوری و اشراقات معنوی۔ علامہ مرحوم میر عبد الجلیل فرماید ؎

محمود در فضائل کسبی و وہبی		ہمتائے او نزادہ زار حام عنصری	

در مبادی حال بہ ارادۂ تحصیل علم بہ قنوج رفت و نزد علماء آنجا کتب درسی گذراند و کمال استعداد بہم رساند۔ و در ایام تحصیل با وجود قرب مسافت گاہی میل وطن نہ کرد چہ مسافت مابین بلگرام و قنوج پنج کروہ است۔ و ہمت بر اکتساب فنون علم گذاشتہ در اندک فرصت فراغ حاصل کرد و تصحیح نسخۂ ظاہر و باطن بہ کمال رساند و آنگاہ جانب وطن عطف عنان نمود درین ایام میر عبد الواحد قدس سرہٗ در قصبہ ساندی اقامت داشتند بخدمت حضرت میر رفتہ رسم بیعت بجا آورد۔ و دریافتنات شاقہ کشید۔ حضرت میر اورا مشمول عنایات خاص ساختند۔ و صبیۂ محترمۂ خود را در سلک تزویج او کشیدند۔ و از بس الفتی کہ با جگر گوشہ خود داشتند۔ با اہل و عیال در بلگرام تشریف ارزانی داشتہ بہ توطن خود این مقام را زیب و زینت بخشیدند۔ سید محمود عمر عزیز تا دم آخر بہ انزوا گذرانید و قدم از حجرۂ طاعت بیرون نہ گذاشت الا بکمر تبہ

به ارادهٔ زیارت مزارات مشائخ قدس الله اسرارہم سفر دہلی اختیار کرد - و به زیارت خاک پاک آسودگان حضرت دہلی نور الله مضاجعہم فائز گشته انوار انواع برکات اقتباس نمود - و صحبت شیخ عبد الحق دہلوی و دیگر اکابر علیہم الرحمة دریافت - و به وطن اصلی معاودت فرمود - و پا در دامن عزلت کشیده به یاد مولیٰ تعالیٰ اوقات معمور داشت و بیست و یکم رمضان ۱۰۲۴ھ اربع و عشرین و الف به عالم روحانی پیوست - میر سید طیب الله قدس سرہٗ این مصراع تاریخ یافت ع

ولی عاقبت محمود باشد
۱۰۲۴ھ

قبر او در باغ گنار است - در گوشهٔ شمال و مغرب - و باغ محمود ہمین باغ است منسوب بنام نامی و از آثار انامل فیض شوامل او امروز نسخهٔ کلام الله موجود است که در صحت اقتدا آیہ قرآن امام وارد - تاریخ اتمام قرآن سلخ ذی الحجه ۱۰۱۹ھ تسعة عشر و الف ثبت فرمود - او را از دختر میر عبد الواحد چہار پسر تولد یافت - سید عبد الله - سید عبد اللطیف - سید امان الله - سید محمد اعظم - نسب مولف اوراق به سه واسطه به سید امان الله میر سد -

(۲۸) میر سید حسین دہلی وال بلگرامی

ملقب به سید السادات قدس سرہٗ بن سید ابراہیم بن سید نظام الدین بن سید محمد ماہ بن سید میران عرف سید ماہ میر بن سید بڈھ بن سید جمال الدین بن سید ابراہیم بن سید ناصر بن سید مسعود بن سید سالار بن سید محمد صغری قدس سرہٗ نقاوه دودمان سیادت - و سلالۂ اہل علم

وعبادت بود - در صغرسن به ارادهٔ تحصیل علم از وطن مالوف مهاجرت اختیار کرد و طالع رسایش بخدمت شیخ عبدالعزیز بن شیخ حسن کمال الحق دہلوی قدس اللہ اسرارہما رسانید و در ظلّ رافت شیخ جاگرفته تلمذ اختیار نمود - وکتب معقول ومنقول به استعداد تمام گذرانید وقدم بر ذروهٔ کمالات عظیم گذاشت - درین ہنگام شیخ او را به خلعت خلافت ممتاز ساخت وبه شرف دامادی خود اختصاص بخشید - وبه تقریبی رخت سفر به جانب ملک دکن کشید وعمری در آن دیار بسر برد - وبه دہلی عطف عنان نمود وقدم در کنج عزلت افشرد - وآخر به حکم شیخ تشریف به بلگرام آورد - ومقتداے عصر گردید - واین بقعه را به اشاعت فیوضات صوری ومعنوی معمور ساخت - وعمری دراز یافت وہم در بلگرام لبعد الف ہجری رخت سفر به عالم علوی بربست - مرقد منور در محله سیّدواره جاے با فیض است - وجه تلقب او به دہلی وال از سباق کلام سمت وضوح یافت - وچون میر سید حسین به بلگرام تشریف آورد بار دیگر در عشرهٔ پنج بهبیّه تزوج نمود - واز دختر شیخ عبدالعزیز ودختر قبیله ہر دو اولاد باقی است - وسید ابراہیم عرف سید میان که ذکرش می آید از اولاد دختر قبیله است صاحب مراة المبتدین می نویسد که :-

"وی بس بزرگ عالیشان گذشته - انوار مجتبوی وآثار مرتضوی از جبینش جلوه می کرد - مردم او را سید السادات
"وقت می گفتند - جامع اصول وفروع علوم بوده وشاگرد ومرید وداماد شیخ عبدالعزیز دہلوی
"شیخ بارہا بر سر منبر در مجمع عام فرمودیا سیدی ہر آنچه که ما را از حد شمار سید به سلامت نیاز شاکریم
"واکثر مدرسان ومستعدان در درس میر حاضر می شدند - واستفاده بر می داشتند - ومجتهد

" زمانه می پنداشتند - و می گفتند - چگونه باشد حال کسی که دینش هوس نفس او بود ؟ دهمتش
" گرد آوری دنیا باشد ؟ نه نیک کردار است که از خلق گزیده بود ؟ و نه عارف که از خلق
" بریده باشد ؟ آورده اند وقتیکه میر بعد از تحصیل علوم - و تکمیل نفس به اشاره پیر خود به وطن
" آمد و خانه موروثی خود را از همسایه ها طلب داشت - آنها گفتند از هر جا که میر نشان دهد همان
" حد خانه او ست - چون از خوردی بر آمده بود - و تمام زمین را همسایه ها داخل خانه هاے خود
" ساخته بودند - بدین سبب حدود خانه خوب معلوم نمی شود - آن جاے را ترک داد -
" و بجاے دیگر خانه ساخت که مبادا زمین دیگرے گرفته بود - و در دیانت نقصان راه
" یابد - و او پیوسته در کلمهٔ حق گفتن ملاحظهٔ کسے نمی کرد - و خوش آمد و بد آمد مردم دنیا را نمی
" دانست - بے محابا بر روے مردم کلمهٔ حق بر زبان می راند - حتیٰ که خادمان و فرزندان
" منع می کردند کارگر نمی شد - و میر عادت داشت که هر مردے که در شهر و قبیله فوت
" می شد روز سیوم بخانهٔ او می رفت و به زن متوفیٰ می گفت "جزع و فزع کم کنید - رخصت
" نبوی است شوهر دیگر بجوئید تا بنان و لفقه خبردار باشد " چون در هندوستان شوهر دیگر نمی
" کنند هر دو زن از این معنی بدی برده و ناسزا می گفتند - میر را گران نمی آمد - و گرد و پیش خانه میر
" مردم سادات از قوم و خویشانش متوطن بودند - اگر پسری بدان راه می رفت - تمام قد بر می خواست
" و اگر مرضعه طفلی را از سادات بخدمتش می آورد تا دعا خوانده بر وے دمد - بر پا خواسته دعا می دمید
" و میر عمر بسیار یافت تا زنده بود حالش همین بود - و نیز در مجلس خاص و عام می فرمود که اولاد فاطمه همه
" بشیر به جنت اند - هر چند مردم منع می کردند که سادات بسیار اند از عبادت باز خواهند ماند این چنین

"گفتن مصلحت نیست - جواب می داد - اگر مصلحت نمی شد - نمی نوشتند - ما نوشتہ آنہا را
"نقل می کنیم - تا دم آخر ہمین کلمہ از زبانش جاری می شد"
انتہیٰ کلام مراۃ المبتدین -
مخفی نماند کہ قول میر سید حسین قدس سرہٗ کہ اولاد فاطمہ ہمہ مبشر بہ جنت اند - موافق
مذہب شیخ محی الدین ابن العربی است نور اللہ ضریحہ کہ در باب بست ونہم از فتوحات مکیہ
بیان نمودہ - و شیخ ابن حجر مکی روح اللہ روحہ نیز در صواعق محرقہ احادیث نبوی و قول
علما درین باب نقل کردہ - مذہب قاضی شہاب الدین ملک العلما طالب مضجعہ
ہمین است کہ در کتاب مناقب السادات قلمی ساختہ ان شئت ذلک فاطلب
ہنالک و فقیر ہم این مبحث را در رسالہ سند السعادات بہ تفصیل نوشتہ ام -
الحال عندلیب ناطقہ احوال **شیخ عبد العزیز دہلوی** قدس اللہ سرہٗ
می سراید - تیمناً و بہ این وسیلہ سعادت جاودانی کسب می نماید -
شیخ قطب عالم فرزند ارجمند و صاحب سجادہٗ شیخ عبد العزیز دہلوی قدس اللہ اسرارہما
احوال آبای کرام خود در سلک تحریر کشیدہ - منتخبی از آن بدست آمدہ - درین کتاب
مختصری از آن انتخاب درج نمودہ می شود -
شیخ طاہر جد شیخ عبد العزیز قدس اللہ اسرارہما از ولایت ملتان بہ تقریب علم رو بہ
دیار شرقی آورد - رفتہ رفتہ در بلدۂ بہار رسید - و درینجا در اشتغال علم از فضلاء عصر کسب نمود
قاضی بہار دختر خود را در حبالۂ نکاح او آورد - و توالد و تناسل بہ ظہور رسید - بعد چندے

شیخ با اہل و عیال از انجا به جونپور نقل کرد و در ہمین جا به جوار رحمت آسود قبر شریف
او در جونپور است یزار و یتبرک به۔
شیخ حسن خلف الصدق شیخ طاہر قدس اللہ اسرارہما ور نہ سالگی کلام اللہ را حفظ کرد
و در ہژدہ سالگی اکثر کتب متداولہ را تحصیل نمود۔ و از آن عمر مشغول به حق گشت۔ و در
بست و پنج سالگی درویشی را به کمال رسانید و مرید راجی سید حامد شہ گردید و خرقۂ خلافت
و کمال الحق خطاب یافت۔ راجی سید حامد شہ می فرمود۔ اگر فردا ے قیامت بپرسند
که به درگاه عالم پناہِ ما چه تحفه آوردی۔ گویم فرزندی مثل شیخ حسن و اکثر می فرمود شیخ حسن
حجت موجه ماست۔
سلطان سکندر لودی با شیخ غائبانه اعتقاد بہم رسانید۔ و استدعاء قدوم نمود در آن
وقت اُردوی سلطان در آگره بود۔ شیخ حسن از جونپور به آگره رسید۔ سلطان غاشیۂ
خدمت بر دوش کشید۔ شیخ چندی در آگره اقامت داشت۔ آخر رخت به جانب
دہلی کشید۔ و در بدیع منزل رحل اقامت افگند۔ بدیع منزل برجی است۔ از حصار بنا کردۂ
سلطان تغلق به تغیر السنه آن را جی مندل گویند۔ روزے قوال این رباعی سرائید

ای ساقی از آن می که دل و دین من است	پُر کن قدحی که جانِ شیرین من است
گر ہست شراب خوردن آئین کسے	معشوقه به جام خوردن آئین من است

شیخ را ذوقی غریب دست داد۔ سه روز متصل بے اکل و شرب وجد می کرد۔ روز سیوم در
ہمان غلبه شوق جانِ شیرین به جہان آفرین سپرد۔ وفات او روز جمعه بست و چہارم شہر

ربیع الاول سنہ ۹۰۹ تسع و تسعمائۃ و مدفن شریف بدیع منزل۔ از مصنفات شیخ مفتاح الفیض متضمن شصت و سہ رسالہ است شیخ حسن چہار پسر داشت۔ شیخ عبد العزیز از ہمہ اصغر است اما در مرتبہ از ہمہ اکبر۔ پدرش اورا در صغر سن مرید ساخت۔ و پیراہن خلافت عطا فرمود دو نیم سالہ گذشتہ از عالم رحلت کرد۔ و تربیت او خواجہ جلال الحق قاضی خان ظفر آبادی نمود۔ شیخ عبد العزیز چون بہ سن تمیز رسید نزد میر سید محمد خلف الصدق حاجی عبد الوہاب بخاری تلمذ کرد و از جناب حاجی نیز کتاب فصوص الحکم و فوائد اخذ نمود حضرت حاجی در بارہ او کمال عنایت داشت۔ از زبان در بار خود عبد العزیز عاشق می گفت۔ و جامۂ خلافت خانوادۂ سہروردی پوشانید۔ و فرمود۔ از دنیا نہ رفتم تا عبد العزیز را مثل خود نہ کردم بعد ازان بہ ظفر آباد رفت و امانت والد بزرگوار از قاضی خان قدس سرہٗ فرا گرفت و ۳ سالہ در بوتۂ ریاضت چندان گداخت کہ مس خود را طلاے خالص ساخت۔ و خرقۂ خلافت پوشید۔ بعدہٗ خدمت میر سید ابراہیم ایرچی را دریافت و بعضے کتب گذرانیدہ جامۂ خلافت قادریہ در بر کرد۔

و ایضاً از شیخ تاج محمود خلافت چشتیہ حاصل نمود۔ و بر سجادۂ ارشاد متمکن گشت۔ و عمرہا خلائق را سوے حقائق دعوی کرد۔ وقت رحلت در حالت ذوق و شوق ازین عالم رفت۔ حافظ محمد صادق مغل مردی خوش خوان و خوش الحان بود۔ اورا فرمود کہ قرآن بخوانید سورۂ ق خواندن گرفت چون بہ آیۂ نحن اقرب الیہ من حبل الورید رسید حالت شوق غلبہ کرد و ۳ مرتبہ کلاہ از سر مبارک بہ رقص آورد۔ باز حافظ آیۂ ھو الاول و الاخر و الظاہر و الباطن و ھو بکل شئ علیم

شیخ طرفه ذوقی وحالتی بهم رساند - چون قرآن تمام کرد - وآیه سبحان ربک رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العالمین خواند حضرت شیخ هر دو دست مبارک بروے مشکبوی فرود آورد وبرسینهٔ فیض گنجینه بر دو جان به جانان تسلیم نمود - تصانیف ایشان بست و سه رساله است - صاحب مراة المبتدین گوید :-

"شیخ عبدالعزیز دهلوی بزرگ وقت بود و را بحر مواج می نامید عقلش بر علمش غالب بوده بدین سبب
" حفظ مراتب را هرگز قطع نکرد و با از جادهٔ ادب بیرون نه نهاد - ستر حال بر خود فرض دانستی - واکثر بر زبان
" راندے - چنانچه پیغامبران را علیهم الصلوة والسلام واجب است اظهار معجزات است را فرض است
" اخفاے کرامات - جامع فروع و اصول گذشته - وچند بار آن سرور را صلی الله علیه وسلم در خواب دیده
" وفوائد حاصل کرده واز روحانیت بزرگان دهلی تمتع بر داشته - چنانچه در نفس الامر اویسی توان گفت
" وشکستگی نفس به حدی داشت که هرگز خود را اعتبار نه نهادی و بر کس اعتراض نه کردی مگر به واسطهٔ
" غیرت دین - وے گفته "هر چیز سے را خدمتگاری باید تا حفظ آن کند حافظ دین ادب است"
" وهم گفته "بنده را تا رسیدن به حق یک کام توان گفت و آن از خود رستن باشد" و بقیه خود را در سنت
" نبوی محو کرده بود - اعتقاد و اخلاص با خاندان نبوت زیاده از همه چیز داشت - تا به حدی که در محلهٔ
" شیخ بعضے ارباب حرفت می ماندند آنها خود را سید می گرفتند - چون شیخ برا ے درس بر می آمد
" واز وحام طلبه می شد و در آن میان اگر خورد سالی از آن مردم بازی کنان به نظرش در می آمد
" بے توقف درس را باز داشته بر پا می خاست - وتا آن طفل بازی می کرد او به ادب تمام ایستاده

" می ماند واز نزد خود نمی راند۔ طالب علمان از بسکه بتنگ آمدند۔ نگاهبانان بر سر کوچه گذاشتند
" تا هیچ طفلی این طرف نه آید۔ وقتیکه این خبر به شیخ رسید طالب علمان را زجر نمود۔ تا زنده بود همین حالت
" داشت۔ خلفاء او همه صاحب لفظ و کرامت شدند" انتهی کلام مراة المبتدین۔

مولانا عالم کابلی گوید:۔

" من در سنه ۹۶۷ھ نهصد و شصت و هفت در دهلی بخدمت وے رفتم و خواستم که معنی این دو بیت
" عارف جامی را قدس سره بپرسم که ؎

" عاشقم بے دلم اسیر و غریب	کارم از دست رفته دستم گیر "
" تا به یاد تو زنده مے مانم	ورنه هجران نمی کند تقصیر "

" قبل از آن که استفسار نمایم مناسب معنی ابیات چندان معارف بیان فرمود
" که حاجت به سوال نه ماند" انتهی۔

جمیع اعیان و امراء اکبری در خدمت شیخ می رفتند و تبرک می جستند۔ خصوص
بیرام خان خانخانان در اعراسی که شیخ می کرد حاضر می شد۔ و بکمال نیازمندی بجا می آورد

شیخ عبدالقادر بداونی گوید:۔

" در ایام فترت بیرام خان مسطور به حضرت دهلی افتادم۔ و در آن ایام هر روز به استفاده و استفاضه
" بعضے کتب تصوف نزد شیخ مے رفتم۔ او قاتی دست می داد که به چه زبان ذوق آن را
" بیان نمایم۔ و به طوری از آن کلمات معجز بیانِ ایشان لذت گرفته ام که مدتے از آن گذشت
" و هنوز حلاوت آن از دل نمی رود۔ و وفات ایشان روز دوشنبه ششم جمادی الآخره سنه ۹۷۵ھ خمس و

"سبعین وتسعمائه واقع شد - قضی نحبه ۹۷۰ھ تاریخ است - مرقد مبارک در صحن خانقاه
" اسفشر رحمۃ اللہ علیہ "

(۲۹) سید ابراہیم المعروف بسید اللہ میان

بن سید غلام محمد بن سید عبد الحق بن سید حسین دہلوی وال بلگرامی قدس سرہٗ از مشایخ کبار شہر است نشاۂ فقر بلند داشت - ودر زاویۂ خدا پرستی می گذرانید مسجدی وخانقاہے درجوار مرقد میر سید حسین سید السادات قدس سرہٗ بنا کردہ - وشیوۂ نان دہی وخدمت فقر اشعار خود ساخت - بمسافران وارد وصادر شہر اکثر در خانقاہ او نزول می کردند - دقیقہ از دقایق خدمتگاری بہ قدر امکان فرو نمی گذاشت بستم رمضان سنہ ۱۱۱۴ھ اربعہ عشر ومائۃ والف بہ رحمت حق پیوست - خوابگاہش بلگرام رحمۃ اللہ علیہ -

(۳۰) شیخ اڈہن معروف شیخ الاسلام بلگرامی قدس سرہٗ

از فرزندان حاجی سالار قنوجی است کہ از کمل اولیاء عصر بود - ونسب حاجی سالار منتہی می شود بہ خواجہ عثمان ہرونی پیر خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ اسرارہم ازین جہت عشیرۂ اورا عثمانی گویند - شیخ اڈہن از اعاظم خلفاء شیخ مبارک سندیلوی است مقتدائے عصر ومفتی شہر بود - ودر زہد وتقوی وحفظ شرائع وحل وقائع طلاب ظاہری

دباطنی نظیر نداشت شیخ محمد غوثی مندوی در کتاب گلزار ابرار در ضمن احوال شیخ سالار بدھہ می نویسد :-

"سید صفی جبتی و شیخ بدرالدین سربلندی[۵۱] و شیخ ادھن بلگرامی از خلفاء شیخ مبارک سندیله اند بس سامان
"عالی در احوال سامی داشتند - اہل روزگار در کارہا ے دین و دور کرد ار خدا شناسی پیوسته رو ے
"توجه و نیاز به آستان این بزرگواران می آورده حل مشکلات دوجہانی از گفتار اسرار گذار ایشان می نمودند"

وصاحب مرآۃ المبتدین می آرد :-

"شیخ ادھن استاد شہر بود و اکثر مدرسان و مستعدان برا ے شاگردی بخدمتش می آمدند - حتی که ملا محمد
"خرازی که از شاگردان رشید ملا احمد جنیدی بود وقتیکه در ہندوستان آمد به شاگردی شیخ پیوست
"و ے گفته " درویش را کار خلاف شرع آن است که بس از کردن پشیمان شود - یعنی جرا کار ے
"کند که بعد از آن پشیمانی حاصل کند - شخصے از شیخ پرسید فاضل ترین طاعات کدام است - گفت
"ملاحظۂ ادب در جمیع اوقات و پیوسته از صحن خانقاه بیرون نمی آمد مگر برا ے نماز عیدین و امروز در
"سلسله اش ہمین رسم است که جانشین از صحن مسجد و خانقاه بیرون نمی آید آورده اند روز ے
"حاکم معزول شہر به جہت وداع بخدمت شیخ آمد دید که بدست خود خشت برا ے مسجد می سازد -
"حاکم التماس نمود که اگر من بحال بمانم این را درست بکنم تا تصدیع نه رسد - فرمود چون نیت خیر در
"دل آوردی بحال خواہی ماند - و فاتحه خواند - ہمان روز در مجلس صاحبش کسے ستایش عملش کرد
"و پروانه بحالی برا ے او روانه گردید - چون بدو رسید مردم ملاحظه کردند تاریخ و وقت ہمان برآمدند
"که شیخ فاتحه خوانده بود - وقتیکه ودیعت حیات سپرد پسر کلان او که شیخ عبد الجلیل نام داشت

" جانشین گشت - و در اندک زمانے ازین عالم رفت - خلفا در پہلوی قبر پدرش قبر گذاشتند
" آن قبر از جانب قبر پدر کج شد چنان کہ کسے تواضع بزرگی کند - و بعد ازان برادر خوردش
" کہ شیخ ابو المعالی نام داشت جانشین شد چون از دار فنا بہ دار البقاء رحلت فرمود در آنجا
" دفن گردید - قبر او نیز تواضع کنان است ہر چند راست می کنند ہمان طور است "

انتہی کلام مراۃ المبتدین -

ولبعد از شیخ ابو المعالی بہ لام پیش از یا خلف الصدق او شیخ ابو المعانی
بہ نون پیش از یا ملقب بہ شیخ الاسلام ثانی بر سجادۂ خلافت نشست بزرگوار بلند مقدار
بود - و از دولت صوری و معنوی حظی وافر داشت - مدتے مسند ارشاد را رونق داد -
و ابواب ہدایت بر روے طالبان خدا کشاد - آخر در صدر حیات فرزند خود
شیخ صوفی را بر جاے خود نشاند - و خرقۂ خلافت آباء کرام پوشانید - و رخت سفر بہ
دار الخلافہ شاہجہان آباد کشید و شرف زیارت آسودگان دہلی نور اللہ مضاجعہم دریافت
و حجرۂ عبادتی در مسجد آدینہ اختیار کرد و مدتے اقامت ورزید - و او کلام اللہ را از بر داشت
و از حسن الحانش دل مستمع می گداخت - یکے از امراے معتقد تعریف او نزد صاحبقران
شاہجہان انار اللہ برہانہ کرد و بہ صحبت پادشاہ رسانید - اتفاقاً ایام رمضان بود
پادشاہ فرمود آیتے در حق رمضان المبارک باید خواند آیۂ کریمہ شہر رمضان الذی
انزل فیہ القرآن شروع کرد و نوعے بہ آواز دلفریب خواند کہ پادشاہ را رقتے دست
داد و استدعاء اعادہ نمود - نوبت ثانی در قراءت دیگر خواند - پادشاہ خیلی محفوظ گشت

وقریه سیرجاعمل از توابع بلگرام کرولی نام حسب الاستدعای شیخ به طریق مددمعاش مرحمت فرمود - تاریخ تحریر فرمانِ قریه مذکور سنه ۱۰۶۰ ستین والف هجری است -

شیخ ابوالمعالی رشید دودمان خود است - محله سکونتِ اجدادش بنام او مشهور شده یعنی محلهٔ شیخ معالی و آن شرقی محله سید واڑه واقع شده - مخفی نماند که مسجدی که شیخ ادهن قدس سرهٔ بنا کرده بود کتابهٔ دروازه آن که در سنگ پیشانی دروازه نقش کرده اند این ست ؎

در ایامِ جلال الدین محمد اکبر غازی	که از معمارِ عدل او عمارت یافته دوران
بنا از میرزا حاجی محمد اوزبک گشته	عجب دروازهٔ خوش خم چو طاقِ ابروی خوبان
گذشته نهصد و هفتاد و هشت از هجرتِ مرسل	که گشته از در رحمت تمام اندر مه شعبان

و چون آن مسجد رو به شکست آورد در عهدِ شیخ ابوالمعالی عمارت مسجد تجدید یافت - و کتابهٔ مسجد مثنی که در پیشانی محراب وسط بر لوح سنگی نقش کرده بودند این است ؎

در زمانِ شریفِ شاهجهان	منبع الجود مطلع الاحسان	
ساخت میرزا حسن علی دانا	مسجد اسس علی التقوےٰ	
از پے سالِ این خجسته بنا	کردم از پیر عقل استملا	
عقل بالفور دُرِ پاک بسفت	وادخلوا المسجد الحرام بگفت	سنه ۱۰۶۶ھ

و بعد مرور ایام عمارت مسجد که میرزا حسن علی دانا بنا کرده بود آن هم رو بشکست آورد - و در سنه ۱۱۶۶ ست وستین ومائة والف نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ وزیر اعظم احمد شاه

فرمان روا سے ہندوستان بہ تجدید عمارت مسجد توفیق یافت - ومولف کتاب بہ استدعاے
شیخ غلام حسن صاحب سجادہ این قطعۂ تاریخ در سلکِ نظم کشید ؎

درزمانِ جلوس احمد شاہ	زیرِ فرمان او ملوکِ جہات	
رکن عالی جناب صفدر جنگ	آصفِ عہد بانیِ خیرات	
کرد تعمیر خانۂ ایزد	یافت از غیب حُسن توفیقات	
صاحب این مکان غلام حسن	زیب افزاے مسندِ برکات	
گفت تاریخ این بنا آزاد	مسجد تازہ منزلِ حسنات	سنہ ۱۱۶۶ھ

شیخ صوفی قدس سرہٗ صاحب عظمت وجلالت بود وقواعد سلسلہ علیہ خود بروجہ احسن نگاہ داشت - آوردہ اند کہ افغانی بر شیخ دعوی خلاف واقع کرد کہ شما پانصد روپیہ نقد از من بطریقِ قرض گرفتہ اید - شیخ شہود طلبید - گفت شہود ندارم - قسم باید خورد شیخ خاموش ماند و برخاستہ درون خانہ رفت و زیور زوجہ و اثاث البیت فروختہ پانصد روپیہ نقد ادا ساخت - افغان زر را قبض کردہ راہِ خود گرفت - وبعد مدتے باز آمد ودر قدم شیخ افتاد وعرض کرد کہ من کہ مفلس بودم چون نفس من گواہی صادق می داد کہ شما قسم نمی خورید و زر می دہید - بدعوی خلاف واقع زر از شما گرفتم - وآن را سرمایۂ سود و بہبود خود ساختہ بہ تجارت پرداختم زمانہ موافقت کرد و مرا ربح بسیار بدست آمد و بدولت آن پانصد روپیہ صاحب ثروت شدم و مبلغ ہزار روپیہ نقد و برخی اقمشہ براے شیخ آورد - شیخ دست زد - وفرمود چیزے کہ دادہ باشیم نمی گیریم و بلندتر از اول درین مرتبہ

ہمت را کارفرمود۔

برہمنی از بلگرام بلبدر نام کتابی در لورس سنگار بنام شیخ نوشتہ و آن را صوفی ست نام کردہ۔ و در اوائل کتاب چند دوہہ در مدح شیخ پرداختہ این دو دوہہ از آنجا ست

جوگی جنگم سادھو رکھ راجا رانا رائی		تے بجھے سون مت کرین سوپہ دیتا انائی
	دیگر	
کرے کامنان کوت کوئی کہے اپنو حال		بردے سوئے پلک مین صوفی کہت تمال

بعد از رحلت او فرزند ارجمندش شیخ عبد الجلیل قدس سرہٗ قائم مقام گردید محرر رسالہ او را ادراک نمود۔ سرتاپا شریعت و طریقت مجسم بود در عشرہ ثالث بعد مائۃ و الف جہان گذران را وداع نمود و بعد از و پسرش شیخ غلام مشایخ قدس سرہٗ جانشین گشت۔ و بر سجیہ رضیہ گذشتگان زندگانی بہ انجام رسانید۔ قبور این ہمہ بزرگان در مقبرہ شیخ اڈھن است روح اللہ ارواحہم و الآن شیخ غلام حسن پسر شیخ غلام مشایخ جانشین آبائے کرام و اجداد عظام است۔ حضرت حق جل شانہ در عمر و مرتبہ اش بیفزاید۔

(۳۱) مخدوم محمد رکن الدین بلگرامی قدس سرہٗ

دانائے حقائق کیانی و الہی است و شناسائے رموز بیدار دلی و آگاہی کمالات معنوی را با فضائل صوری فراہم داشت۔ و شکستہ دلان درد طلب را بہ مومیائی وصل مداوا می کرد آنجناب برادر زادہ حقیقی و مرید و خلیفہ شیخ الہدیہ خیر آبادی است قدس سرہٗ کہ

که مناقب اور امور خانِ روزگار اجمالاً و تفصیلاً گذارش نموده اند۔ میر میرن جد مخدوم محمد رکن الدین را دو خلف رشید بہ وجود آمد میر نصیر الدین و میر نظام الدین المعروف بہ شیخ الهدیہ قدس اللہ اسرار ہما ہر دو برادر را عیانی انداز بطن دختر میر سیّد جان پدر مخدوم سید علاء الدین صاحب ولایت قصبۂ سندیلہ قدس سرہٗ مخدوم محمد رکن الدین فرزند ارجمند میر نصیر الدین است ولادت باسعادتِ او در دار الارشاد خیر آباد واقع شد۔ وہمانجا نشو و نما یافت و دستِ ارادت بہ دامن عم بزرگوار قدس سرہٗ زد۔ و مدارج بلند و معارج ارجمند حاصل کرد۔ تقریب قدوم میمنت لزوم او بہ خطۂ بلگرام این است کہ چون سید عمر بن سید بدر الدین جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سید وارہ بخدمت شیخ ابو الفتح خلف الصدق شیخ الهدیہ قدس اللہ اسرار ہما مرید گردید۔ و پیوند معنوی باین خاندانِ کرامت درست کرد۔ چنانچہ از مراۃ المبتدین کہ تصنیف سید شریف بن سید عمر مشار الیہ است صراحۃً معلوم می شود۔ سید عمر بجناب شیخ ابو الفتح عرض کرد کہ شیوخ و ضعفاء وطن ما از بعد مسافت کسب فیض حضور نمی توانند کرد۔ یکے از مخدوم زادہا را رخصت بلگرام باید فرمود کہ مردم آنجا اقتباس انوار سعادت نمایند۔ شیخ ابو الفتح رجوع بہ روحانیت شیخ الهدیہ قدس سرہٗ نمود و بہ رخصت مخدوم محمد رکن الدین مامور گردید۔ لہذا حضرت مخدوم قدس سرہٗ از خیر آباد بہ بلگرام تشریف آورد۔ و این خطہ را از مقدم گرامی بہ فراوان برکات معمور ساخت معاصر میر عبد الواحد اکبر صاحب سنابل است قدس سرہٗ در یکے از قبالات شرعیہ مشاہدہ افتاد کہ این عبارت بہ خط مبارک

خود ثبت نمود۔

"اقر المقرون المذکورون بالقسمة المسطورة فی الصدر عندی کتبہ
"خویدم العلماء محمد رکن الدین نجطہ"

تاریخ تحریر بالہ نوزدہم شہر محرم الحرام سنہ ثمان والف۔ محل اقامت ایشان درجوار محلہ میدان پورہ در گوشہ شمال ومغرب، ومرقد منور در محوطہ محاذی مسجد شریف یزار ویتبرک بہ دلدار شد آنجناب حضرت شیخ محمد قدس سرہ جامع علوم شریعت وطریقت بودو ابواب مرادات بروے طالبان می کشود۔ از صغر سن در ظل رافت پدر بزرگوار قدس سرہ تربیت یافت وبہ شرف ارادت وخلافت والاسعادت اندوخت وبعد از انتقال والد ماجد رونق افزاے سجادہ کرامت گردید شبے در عالم رویا غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اورا اشارہ فرمود کہ در مقام بہتہ رفتہ از فرزندم عبداللہ جیلانی خرقہ خلافت حاصل کن وشیخ عبداللہ راہم در معاملہ بالباس خرقہ امر شد۔ حضرت شیخ محمد قدس سرہ حسب الارشاد کرامت بنیاد از بلگرام بہ موضع بہتہ شتافت وخدمت شیخ عبداللہ قدس سرہ رادریافت وخرقہ خلافت پوشید۔ وبہ عنایات خاص الخاص ممتاز گردید۔ وبعد چندی بوطن اصلی معاودت نمودہ ولقیہ عمر بہ ہدایت وارشاد گذرانید وطالبان بسیار را بہ مطلوب رسانید۔ اکنون برخے از ذکر شیخ عبداللہ بہتی قدس سرہ املاء وقت می شود۔

شیخ عبداللہ بن سید عمر بن سید حسین جبلی قدس اللہ اسرارہم۔ نسب ایشان بہ دوازدہ

واسطہ بہ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ منتہی می شود - خرقہ از پدر بزرگوار خود پوشید
واکثرے از مشایخ کبار ہندوستان را دریافت و در موضع بہتہ من توابع دہلی طرح
اقامت ریخت و بہ رفاقت شیخ سلیم چشتی فتحپوری بہ سفرے رفت و سعادت
زیارت حرمین شریفین کرمہما اللہ تعالی اندوخت و عنان جانب ہند عطف نمود
و بہ اشارۂ شیخ در اجمیر قریب روضہ خواجہ معین الدین سنجری قدس اللہ سرہٗ اربعین
کشید - و چندی در آن مقام سعادت انجام کسب برکات نمود - بہ اشارہ حضرت
خواجہ قدس سرہٗ باز بہ موضع بہتہ عود کردہ رحل اقامت افگند - و خلقی کثیر را بہ شرف
ارادت و ہدایت مخصوص ساخت ہمہ وقت با وضو مستغرق و مراقب می بود -
جہانگیر بادشاہ بہ سعایت بعض مردم ایشان را از روے غضب طلب کرد - چون
روبرو شد دعاے خواند و سنگ ریزہ پرتافت - بادشاہ پرسید این چہ بود گفت
براے دفع بلیات خواندم - بادشاہ از استماع قول حضرت سید دل نرم شد و بہ
تعظیم و توقیر تمام رخصت کرد - عمر گرامی از صد سال متجاوز بود - روز جمعہ دہم شہر
ربیع الاول ۱۰۳۷ سنہ اسبع ثلثین والف بہ نزہتگاہ اخروی خرامید آرام گاہ
بہتہ عرس شریف مجمع عظیمی می شود -

آمدم بر سر اصل مطلب بعد از ارتحال حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ فرزند ارجمند
آنجناب مخدوم تاج معین الدین قدس سرہٗ صدر ارشاد را زیب و زینت بخشید
و او والاقدرے است از بس گذشتگی روح بیماے مرتبۂ احدیت و از کمال سبکروحی

بلند پرواز عالم قدوسیت در شیوهٔ تقویٰ کامل عیار۔ در دعوت اسمایکتائے روزگار وہر گاہ او بہ کشور باقی انتقال نمود۔ کوکب آن آسمان شاہ امام الدین قدس سرہٗ در مقام آباء کرام پرتو افگن گردید۔ و عمر گران مایہ را بہ یاد الٰہی و تلقین اصحاب صرف ساخت وفاتش در عشرہٗ ثانی بعد مائۃ و الف واقع شد۔ قبور سراسر نور این اکابر در جوار مزار مخدوم محمد رکن الدین است۔ و شاہ یٰس قدس سرہٗ نخل بر و مند حدیقہٗ شاہ امام الدین قدس سرہٗ مستطراز آباء کرام و چراغ افروز اجداد عظام است نور معنوی از جبینش جلوہ افروز بود و عرصہٗ روزگار از وجودش شرف اندوز۔ مزاجش با تکلف ناآشنا و سلوکش با ہمہ کس بیک ادا۔ حقا کہ سراپا خلق مجسم بود و لطف مصور۔ و چوں ہمتش بس بلند افتادہ بود فتوح را ذخیرہ نمی ساخت۔ و بہ خبر گیری فقراء وارد و صادر شہرت پرداخت۔ اکابر و اصاغر شہر رشتہٗ نیاز بدست داشتند و مردم شہر و اطراف بیش از حصر بہ سعادت ارادت بہرہ گرفتند۔ چہارم جمادی الاولیٰ ارسال حال یعنی ۱۱۶۶ھ ست و ستین و مایۃ والف بہ نزہتکدہٗ قدس خرامید۔ و بیرون حریم مخدوم محمد رکن الدین قدس سرہٗ قریب زینہ مدفون گردید محرر اوراق گوید ؎

	شاہ یٰس آیت عرفان		از جہان رفت آن بزرگ سرشت	
	دودش پروانہٗ در انجمنے		گفت تاریخ شمع بزم بہشت	۱۱۶۶ھ

و خلف الصدق او شاہ محمد حافظ سلمہ اللہ تعالیٰ در مقام پدر بزرگوار جلوہ نمود و سجادہٗ آباء کرام را بہ تازگی رونق افزود۔ مبدء فیاض جل شانہٗ آن مقبول دلہا را

الی یوم القیام زینت پیراے این مقام دارد۔ بعد ختم کتاب شاہ محمد حافظ ملقب بہ حافظ میاں بتاریخ بست وہشتم ذی قعدہ ۱۱۷۳ھ ثلث وسبعین ومایۂ والف دامن از خارزار امکان برچید۔ ودر باغچۂ خود کہ متصل پورۂ حیدر آباد[۵۱] جانب شمال محلہ میدانپورہ است مدفون گردید۔ مولف کتاب گوید ؎

وداع جہان کرد حافظ میاں		چراغ بزرگان عرفان سرشت
شبے ہاتف غیب تاریخ او		بفرمود او شمع بزم بہشت ۱۱۷۳ھ

(۳۲) شاہ رکن الدین المعروف بہ شاہ آتا ولی

بن مخدوم تاج معین الدین بن مخدوم محمد بن مخدوم محمد رکن الدین بلگرامی قدس اللہ اسرارہم از عقلاء مجانین است۔ صاحب جذبۂ قوی ونفس گیرا بود۔ ہر چہ بر زبانش می گذشت حکم قضاء مبرم داشت وہموارہ در دلق درویشانہ مستانہ می گشت۔ وخوارق عادات بسیار ازو سر برزد۔ وفاتش بعد مایۂ والف واقع شد۔ قبرش بیرون محوطۂ مزار مخدوم محمد رکن الدین متصل دیوار شرقی۔

(۳۳) سید تاج الدین حجرہ نشین قدس سرہٗ

از سادات حسینی واسطی بلگرام ملقب بہ بیج بہیہ ساکن محلہ میدانپورہ است نسبش

[۵۱] نام محلہ ایست واقع بلگرام ۱۲

برین وجه - سید تاج الدین حجره نشین بن سیّد طیّب بن سید بدلی بن سید حسین بن سید فضل اللّٰہ بن سید محمد بن سید فضل اللّٰہ بن سید علاء الدین بن سید ابراہیم بن سید ناصر بن سید المسعود بن سید سالار بن سید محمد صغری اقدس سرهٗ - در مراتب فقر یگانه می زیست و به یاد مولیٰ مشغول بوده قدم از حجرهٔ خود کم بیرون می گذاشت - لهذا او را حجره نشین می گفتند صاحب مراة المبتدین گذارشش می نماید که :-

" او در بدایت حال مقید بخواندن بود - به جهت مطالعه کتاب در باغی که از شهر دور دست است
" می رفت و به مطالعه مشغول می شد - در آنجا با فقیری بے قید که شیخ بیارے نام داشت
" اتفاق ملاقات افتاد - آن فقیر او را به خود کشید - سیّد از خواندن باز ماند و لای خوار گشت - و مردم
" بسیار با و متابعت نموده بے قید و لای خوار شدند و بظاهر ملامتی گشتند - وے گفته پیر
" یک هفته ما را جاے بنشاند و فراموش ساخت - عرض کردم حق تعالیٰ وحشتِ تنهائی از
" دوستان خود بر داشته است - چون این کلمه بشنید گفت کارت تمام شد -
" آورده اند شبے در هواے گرما با اصحاب خود بیرون شهر بر آمد از بسکه هوا گرم بود با یاران گفت
" شاید بر لوک این درخت کلان بادی شد که سوزش بر طرف کند فی الحال بر پرید و به لوک
" آن درخت برفت و ساعتے به نشست و باز آمد - یاران او اکثر با حتے شدند و سبب یاران چند
" بار چند جا محبوس گشت - نزدیک بود که علما به کشتن او فتویٰ دهند - تا مدتے در حال و شانش
" مردم غلو بسیار داشتند - و غوغاے خرق عادت در عوام افتاد - و خواص به الحاد نسبت
" کردند - رفته رفته غوغاے مردم تسکین یافت و او از آن حالت فرود آمد - درین وقت

"درین وقت آن فقیر مرشد بے قید را بسیار پائید بنیافت"، انتہیٰ کلام مراۃ المبتدین۔

قبر سید تاج الدین در باغ شمالی محلہ میدانپورہ نزدیک مزار شہدا طرف آبادی حیدر آباد است

(۳۴) سید قاسم اسرار قدس سرہٗ

از مریدان سید تاج الدین حجرہ نشین بلگرامی و از قبیلہ سادات بخاری الاصل بلگرام است کہ محلہ ایشان جانب شرقی محلہ سید وارہ واقع شدہ۔ پیر روشن ضمیر میخانۂ عرفان بود۔ و بہ ارادت طریق وادارت رحیق اشغال داشت۔ مخموران بسیار بہ قدح گردانی او دماغ رسانند و دامن از غبار خودی افشاندند۔ سید تاج الدین فرمود "قاسم اسرار مراۃ این ملک است"، راقم الحروف گوید کلام سید تاج الدین بر وتیرۂ کلام سلطان المشایخ نظام الدین دہلوی قدس سرہٗ واقع شدہ کہ در بارۂ شیخ سراج الدین عثمان اودی بنگالی فرمود۔

"عثمان آئینہ ہندوستان است"، فرق ہمین کہ بر زبان سلطان المشائخ قدس سرہٗ لفظ ہندوستان جاری شد۔ ہندوستان شامل جمیع ممالک ہند است۔ و بر زبان سیّد تاج الدین قدس سرہٗ این ملک جاری شد این ملک احتمال دارد کہ مراد مجموع ملک ہندوستان باشد و احتمال دارد کہ مراد بعض قریب نسبت بوطن متکلم باشد بہ قرینۂ کلمہ این کہ موضوع برائے اشارۂ قریب است ظاہر امراد ثانی است چہ سلسلہ شیخ عثمان قدس سرہٗ در اقطار ہند شائع است و سلسلہ سید قاسم اسرار شیوعی ندارد۔ و معنی قول

سلطان المشائخ عثمان آئینہ ہندوستان است تواند بود کہ کشف اسرار عالم ملک وملکوت
در ہندوستان از وجود مصفای مجلای شیخ عثمان حاصل می شود مثل جام جم و آئینۂ اسکندر
کہ بعضے اسرار این عالم از آنہا منکشف می شد باآنکہ حضرۃ حق جل وعلا را در ہر ملکی
وولایتی از وجود اولیا سے خود آئینہ ایست کہ جمال باکمال خود درآن آئینہ مشاہدہ
می کند وخود را درآن مظہر بہ تجلی خاص جلوہ می دہد و در کشور ہندوستان آئینہ از وجود
شیخ عثمان است واللہ اعلم۔ صاحب مراۃ المبتدین گذارش می نماید :-

"سید تاج الدین اکثر طالبان حق را بہ سید قاسم اسرار حوالہ می نمود وہر کہ احتیاج دین یا دنیا
" باو ظاہر می کرد اشارہ بہ سید قاسم می نمود ۔ در مرض موت باو گفت جاے شما غرب رویہ
" شمس آباد کہ بلندی است از خدا مقرر شدہ نہ ہراسید از غیب عمارت و مادۂ توکل بہم خواہد
" رسید۔ بعد موت او سید قاسم آنجا رفتہ نشست دو سہ ماہ نگذشتہ بود کہ دولتمندی را آن
" طرف گذر آفتاد مسجد وخانقاہ وچاہ وروضہ وباغ آنجا ساخت و وظیفہ معین گردانید" انتہی

سید العارفین میر شاہ لدھا قدس سرہٗ می فرمود۔ از خاک سید قاسم بوی عرفان
می آید وعلامہ مرحوم میر عبد الجلیل می فرمود۔ سید قاسم اسرار صاحب سخن بود گویا بر تو سید قاسم انوار
بر ساحت احوالش تافتہ قاسم اسرار گردیدہ۔ و می فرمود وقتے دیوان او را در مستقر الخلافہ آگرہ دیدہ بودم
اما نسخۂ دیوان در بلگرام مفقود است۔ آرامگاہش شمس آباد من توابع قنوج۔

(۳۵) سید عمر بلگرامی قدس سرہٗ

از نژاد سید محمد صغری است برین طریق سید عمر بن سید بدر الدین عرف سید بڈے بن سید ابراہیم

بن سید پیاره بن سید حسن بن سید محمود عرف بدهن بن سید بدهن بن سید جمال الدین بن سید
ابراهیم بن سید ناصر بن سید مسعود بن سید سالار بن سید محمد صغری قدس سرهٗ - سید
بدر الدین عرف سید بدہ پدر سید عمر جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سیدواره است
و در ۹۸۷ سبع و ثمانین و تسعمائہ دامن از غبار ہستی افشاند و سید عمر از تلامذهٔ خاص
سید السادات سید حسین دہلی وال بلگرامی بود - مدتہا در حلقهٔ درس آنجناب تلمذ
نمود و سرمایۂ علوم ظاہر و باطن برداشت و دست بیعت بہ شیخ ابو الفتح فرزند
و صاحب سجاده شیخ الہدیہ خیر آبادی قدس اللہ اسرارہما داد و مدتہا خدمت شیخ
کرد و ریاضتہا کشید - و بہ وطن مالوف بازگشت و در گوشہ خدا پرستی عمر فنا ساخت
قبرش در موضع چاندپور جانب شرقی شہر است و بر سر مرقد او گنبدی تعمیر کرده اند رحمۃ اللہ علیہ

(۳۶) سید شریف

خلف الصدق سید عمر مذکور قدس اللہ اسرارہما تحصیل علمی بخدمت والد خود
نمود و بطریق پدر گرامی دست ارادت بہ ذیل شیخ ابو الفتح قدس سرہٗ زد و خرقهٔ خلافت
پوشید و از حقائق و معارف حظی وافر برگرفت و رخصت انصراف یافتہ در وطن
اصلی گوشہ نشین شد و دل بہ مبداء اصلی بربست - و بیشتر اوقات بہ مطالعہ کتب
سلوک و اقوال و احوال صوفیہ اشتغال داشت و نسخۂ مراۃ المبتدین در احوال مشائخ
ہند کتابی متوسط مفید نوشت - و در جمیع کلمات مشائخ رحمہم اللہ تعالی کوشش

موفور بجا آورد - واز راه ہضم نفس خود کتاب را به مراة المبتدین موسوم ساخت شکر الله سعیه

(۳۷) سید کرم الله

از احفاد سید محمود اکبر بلگرامی است که سابقا ذکر یافت برین نہج - سید کرم الله بن سید لطف الله بن سید حسن بن سید نوح المعروف به سید پیاره بن سید محمود اکبر قدس سره واز ینجا ذکر سید حسن در سلک فضلا می آید - سید کرم الله بزرگ عهد و عمدۂ عصر و متخلق به اخلاق الٰہی بود و در حدود ۱۰۵۱ھ سنه احدی وخمسین والف به حکومت سهارنپور بوریا از طرف سید محمد که از سادات بارهه و نوکران شاهجهان بادشاه بود قیام داشت و آخر حال بدرگاه شاهزاده محمد شجاع بن شاهجهان بادشاه بسر می برد شاهزاده بعنایت تکریم و تبجیل میکرد و بعد برهم خوردن محمد شجاع در بلگرام خانه نشین شد و اوقات گرامی به طاعت و ریاضت معمور می داشت - دوازدهم رجب المرجب ۱۰۷۳ھ سنه ثلث وسبعین والف دل از جهان فانی برگرفت - برطبق وصیت او قبر او را بازمین هموار کردند واز آثار خیر اوست مسجد در وسط محله میدانپوره و بعد از مدتے سال تعمیر آن به خط خاص سید کرم الله در کاغذهاے کهنه ۱۰۷۱ھ سنه احدی وسبعین والف بر آمد - و محرر سطور براے حفظ سنه این قطعه تاریخ در سلک نظم کشیده

اکرم الله سید عالی	زبدۂ دودمان آل عبا
مسجدی ساخت از صفا معمور	کرد بنیاد او علی التقویٰ

من نبی مسجد الوجہ اللہ	کان مثواہ جنت الماویٰ
ہاتفی گفت سال تاریخش	کرد تعمیر مسجد زیبا

(۳۸) سید عبد النبی

بن میر سید طیب بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہم وارث کمالاتِ ابوین وجامع فضائل نشاتین بود وسیما در فروع حنفیہ ید طولیٰ داشت، وہموارہ بہ افادۂ قال وافاضۂ حال می پرداخت۔ مستفید از خدمت پدر والاگہر خود است وخلافت از جناب میر سید محمد کالپوی قدس سرہٗ نیز داشت۔ ملاقات او با سلطان اورنگ زیب عالمگیر انار اللہ برہانہ واقع شد۔ سلطان اعزاز واکرام تمام بجا آورد وموازی صد بیگہ زمین از بلگرام بہ مدد معاش مقرر فرمود۔ وفاتش در سنہ ۱۰۹۴ھ اربع وتسعین والف خوابگاہش بلگرام۔ مرشد مجتہد زمان تاریخ یافتہ اند۔ ذکر فرزند ارجمندش میر سید مربی بعد ازین می آید انشاء اللہ تعالیٰ، ودر ترجمۂ سید عبد النبی نام میر سید محمد قدس سرہٗ بہ نوازش سامعہ پرداخت ومن مخمور را سرخوش کیفیتی ساخت چہ سلسلۂ فقیر بواسطۂ سید العارفین بہ میر سید احمد خلف الصدق میر سید محمد قدس اللہ اسرارہم می رسد۔ لاجرم مناقب این دودمان قدسی مجملاً بر صفحۂ نیاز می نگارم ومنتِ عظیم بر کام وزبان می گذارم۔



(۳۹) میر سید محمد الترمذی الکالپوی قدس سرہٗ

اصل ایشان از سادات صحیح النسب ترمذ است آباء کرام در مقام جالندر من توابع لاہور سکونت داشتہ اند والد ماجد آن جناب میر ابو سعید بہ تصاریف روزگار از وطن مالوف برآمدہ در دار الولایۃ کالپی طرح اقامت ریختند۔ حضرت میر سید محمد قدس سرہٗ در عنفوان تحصیل بخدمت شیخ یونس نور اللہ مضجعہ کہ عالم عامل و محدث کامل بود ند تلمذ کردند۔ و تا مطول تفتازانی نزد شیخ گذرانیدند۔ و اجازت حدیث فراگرفتند شیخ یونس در حفظ شریعت غرا بسیار می کوشیدند۔ تشرع استاد در مزاج وہاج تاثیر تمام کرد و نور متابعت نبوی سر تا پاے ایشان را فرو گرفت۔ و تتمہ کتب تحصیلی قدرے پیش مولانا عمر جاجموی روح اللہ روحہ و اکثرے در حلقہ درس شیخ جمال اولیا کوروی قدس سرہٗ گذرانیدند۔ و در فضیلت صوری رتبہ بلند حاصل کردند و فاتحہ فراغ از شیخ جمال اولیا قدس سرہٗ گرفتند۔ و ہم با حضرت شیخ در طریقہ علیہ چشتیہ بیعت کردند۔ و اجازت سلاسل قادریہ و سہروردیہ و مداریہ یافتند۔ حضرت شیخ ایشان را بہ عنایات خاص الخاص نواختند۔ و امانانی کہ از مشائخ سلاسل اربعہ فرا رسیدہ بود ہمہ را تسلیم نمودند حضرت سید حسب الارشاد شیخ قدس سرہٗ از کورہ در کالپی آمدہ پاے اقامت افشردند و بیاد رب الارباب و تلقین اصحاب مشغول گردیدند۔ و بمراتب معدودہ از کالپی برآمدند یک مرتبہ سفر جالندر پیش آمد بہ ارادہ این کہ در انجا رفتہ با دختر عشیرہ کدخدا شوند۔ چون بہ

اکبرآباد رسیدند با امیر ابوالعلا احراری قدس سرہٗ ملاقات کردند و در پائین مجلس اقدس نشستہ حضرت امیر را عادت بود کہ از ایشان قہقہہ اکثر سر بر میزد و بہ خاطر حضرت سید راہ یافت کہ درویش و قہقہہ این چہ آئین است حضرت امیر از صدر مجلس جانب ایشان نگاہی کردند و ارشاد نمودند کہ مولانائے روم فرمودہ ع

بر بیضۂ دل باش ہان مانند مرغ پاسبان	کز بیضۂ دل زایدت مستی و شور و قہقہہ

بعد ازان بر زبان مبارک آوردند قہقہۂ ما ازینجاست قریب بود کہ در بدن حضرت سید رعشہ افتد بہ زور شرع خود را نگاہ داشتند و رجوع ناکردہ متوجہ جالندر شدند و وقت معاودت در ہر منزل حضرت امیر ابوالعلا قدس سرہٗ می دیدند کہ پالکی سواری ایشان را جانب خود می کشد ناگزیر بعد رسیدن اکبرآباد التماس طریقہ علیہ نقشبندیہ نمودند۔ حضرت امیر باکمال التفات طریقہ را تلقین فرمودند حضرت سید بہ کالپی آمدہ سالہا بآن مشغولی نمودند و بعد دہ سال بار دیگر بہ خدمت امیر قدس سرہٗ رسیدند و چہار ماہ در صحبت اقدس کسب فیوضات فراوان نمودند و از جملہ اسفار دالاسفر اجمیر است کہ بہ کشش خواجہ بزرگ قدس سرہٗ ضرور افتاد - درین سفر خلف الصدق ایشان میر سید احمد قدس سرہٗ در رکاب سعادت بودند روز وصول اجمیر بہادر خان کنبو ناظم آنجا بیرون شہر باستقبال برآمد و لوازم خدمت باکمال نیازمندی بہ تقدیم رساند۔ ہشت روز دران مکان فردوس نشان توقف کردند۔ ہر روز اول و آخر وقت باصوفیان بہ زیارت مرقد مبارک می رفتند و گرد قبر مطہر مراقب می نشستند۔ صاحب

معارج الولایہ در ترجمہ آن جناب می نگارد کہ:-

" چون او بہ زیارت خواجہ بزرگ مشرف گشت از نگہ بیہوشی او را دست داد۔ حضرت خواجہ بزرگ
" دران زمان دو تا برگ تنبول بوی عنایت فرمودند۔ چون بہ رفاقت
" آمد آن دو تا برگ تنبول در دست داشت۔ وبنبوتت نیز درون روضہ متبرکہ کرد و با روح آن
" حضرت ملاقات حاصل نمود۔ وبسا انوار و اسرار استفادہ کرد" انتہیٰ۔

حضرت سید دوام دلی بریان و دیدۂ گریان داشتہ اند در ہر مجلس یک رومال یا دو رومال از اشک جاری تر می شد و بست و شش سال از اواخر عمر علی الاتصال صائم بودہ اند اگر عارضۂ جسمانی لاحق می شد دوا وقت شب استعمال می کردند۔ اطبا ہرچند عرض می کردند کہ استعمال دوا وقت صبح انفع است در جواب می فرمودند کہ صحت و بیماری در دست مشیت باری ست اگر او سبحانہ وتعالیٰ صحت خواستہ است استعمال دوا وقت شب ہم نافع خواہد شد۔ پس چرا لذت صوم را برباد دہم۔ و در ایام منہیۂ شرعیہ غیر از یک بیرہ پان تناول نمی فرمودند۔ و آئین والا بود کہ در مجلس تلقین لفظ مبارک اللہ بشوق و جاذبۂ تمام بر زبان شریف می گذرانیدند و سامعان را از خود می ربودند۔ وقتے پسر چار پنج سالۂ ایشان کہ بہ غایت مقبول بود فوت کرد۔ تا سہ روز لب بہ اظہار آن کلمۂ شریفہ نہ کشادند۔ تا درد و غم فوت پسر بہ محبت آلہی تعالیٰ شانہ ممزوج نہ گردد۔

حضرت سید در اواخر عمر علیسوی المشہد بودہ اند۔ و در مقام قطبیت کبریٰ متمکن۔

وعیسوی المشہد بودن عبارت ازین ست کہ چنانچہ احیاء اموات از عیسیٰ علیہ السلام
واقع شد احیاء قلوب ازین شخص واقع می شد۔

شیخ کمال افسری قدس سرہٗ کہ از جملہ خلفاء خاص حضرت سید وکبراؤ راہ دین است
و بختاور خان نام او را در تاریخ مراۃ العالم[۱] در محل شعرا ذکر کردہ در مثنوی راح وریحان
در مدح حضرت باین مقام اشارہ می کند ومیگوید ؎

دم عیسی اگر احیاء گل کرد	دم جان بخش او احیاء دل کرد
بود بر صبح روشن کار این دم	کز استادان این کار است ادہم

از مصنفات شریفہ تفسیر سورۂ فاتحہ و روائح بہ عبارت عربی در رسالہ تحقیق روح
و اسرار التوحید و ارشاد السالکین و رسالہ الفنا و عقائد صوفیہ و رسالہ عمل و معمول و
رسالۂ واردات دران وقت کہ علماء ظاہر بر رسالہ تسویۂ شیخ محب اللہ آلہ آبادی
قدس سرہٗ ہنگامہ برپا کردند و سلطان اورنگ زیب انار اللہ برہانہ را رسانیدند کہ
این رسالہ سخنان مخالف شرع شریف دارد و سلطان حکم فرمود کہ درویشان قلمرو
پادشاہی را در معسکر سلطانی احضار نمایند و از مقالہ ہر کدام استعلام نمایند شیخ محمد افضل
آلہ آبادی قدس سرہٗ از رسالۂ واردات اندیشید ندکہ در غلبۂ حالات رقم زدۂ کلک ارشاد
گردیدہ ہر چند دل شیخ قدس سرہٗ نمی خواست کہ بشویند لکن دران ایام کہ آتش فتنہ

[۱] کتاب مراۃ العالم تصنیف بختاور خان بسیار کمیاب است و در کتاب خانہ مولوی سید حسین صاحب
بلگرامی المخاطب بہ نواب عماد الملک بہادر دام ظلہم موجود تا حال چاپ نشدہ - ۱۲

سخت مشتعل بود نگاہداشتن ہم مصلحت نمی دیدند - لاجرم آب در ظرفِ کلان
چوبین پُر کردہ آن رسالہ چہار ورقی را انداختند کہ چون کاغذ کالپی در آب زود متلاشی
می گردد خود بہ خود محو خواہد شد - غرض شیخ اینکہ بدست خود در ازالہ خطا سعی نہ کردہ باشند
تمام شب در آب بود - ورقے وسطرے محو نہ شد - دم صبح این حال مشاہدہ
نمودہ بخاطر آوردند کہ مرضیِ حضرت سید قدس سرہٗ آن است کہ این رسالہ باشد -
خشک کردہ نگاہ داشتند - شیخ محمد یحییٰ آلہ آبادی قدس سرہٗ در کتاب علام الانام می گوید :-
"من آن رسالہ را بعینہا با رسائلِ دیگر از تصانیف حضرت سید قدس سرہٗ یک جا جلد کردہ
"حرز جان وایمانِ خود دارم"

وصال اقدس بست وششم شعبان روز سہ شنبہ ۱۰۷۱ھ احدی وسبعین والف
واقع شدہ - آسایش گاہ کالپی راقم الحروف گوید :-

غوثِ عالم یگانۂ آفاق		میر سید محمد ذی شان	
گفت تاریخ رحلتش آزاد		رفت قطب زمان بسوئے جنان ۱۰۷۱ھ	

(۴۰) میر سید احمد بن میر سید محمد الکالپوی قدس اللہ اسرارہما

وارث ولایت محمدیہ وحاملِ رایتِ احمدیہ اند - از عنفوان نشوونما فروغ رشد
ونورِ ولایت از جبین ہمایون می تافت - مبدءِ فیاض تعالیٰ شانہٗ جمال صوری و
کمال معنوی ہر دو باہم ارزانی داشتہ - وجمیع صفات رضیہ وسمات مرضیہ سیما شیمۂ بذل

وایثار و مروت در عنصر لطیف و دلیعت گذاشته - ابتداء حال دامن سعی و اکتساب دانش
صوری برزدند - و چندی نزد والد ماجد قدس سرہ تحصیل نمودند - واز حسامی اصول
تا تفسیر بیضاوی نزد شیخ محمد افضل الہ آبادی قدس سرہ گذرانیدند - و دست بیعت
بہ حضرت والد قدس سرہ دادند - و طریقہ محمدیہ را بہ کمال اعتنا ورزیدند - و در عمر بست
و چہار سالگی بر مسند حضرت والد قدس سرہ نشستند - و مجلس ارشاد و تلقین گرم ساختند
حق تعالی حظی وافر از اعتبار و اشتہار ارزانی فرمود - و سدہ سینہ را قبلہ حاجات
وضیع و شریف ساخت - با وصف این دقیقہ از دقائق فقر و انکسار فرو نمی گذاشتند
و چون آفتاب عالم تاب پرتو التفات بر ہمہ کس یکسان داشتند - حضرت والد
را در بارۂ ایشان کمال عنایت بود فرمودند محمد و احمد یکے است - و نیز روزے کہ از
مزار فائض الانوار خواجہ بزرگ معین الدین چشتی قدس سرہ رخصت شدند - فرمودند
حضرت خواجہ قدس سرہ ما را رخصت کردند - و دستار بر سر سید احمد بستند - و فرمودند
کہ مجلس چشتیہ گرم سازد - از اینجا است کہ آنجناب بہ سماع میل تمام داشتند - و با وصف
احتراز حضرت والد قدس سرہ در حین حیات ایشان بہ سماع و سرود علانیہ می پرداختند
و بعد انتقال حضرت والد در ایام عرس شریف ہم مجلس سماع آراستند - شیخ محمد افضل
الہ آبادی قدس سرہ این خبر شنیدہ از الہ آباد نامہ و پیام فرستادند کہ آمدن من در ایام
عرس محال است کہ موافقت یاران نہ توانم - و خلاف یاران ہم نہ توانم کرد - حضرت
قدس سرہ در جواب دو نامہ ہم نوشت و بہ تاکید تمام طلب داشتند - شیخ محمد افضل

بعد وصول نامهٔ اخیر به کالپی تشریف بردند حضرت سر بعد قدوم ایشان سرود موقوف کردند - اما تا سه روز طعام نه خوردند - و درین روزها هر مرتبه که با شیخ ملاقات می شد از دست ناصحان و مریدان حضرت والد قدس سرہٗ که در باب سماع ہنگامهٔ ملامت گرم ساخته بودند شکایت می کردند - آخر الامر روز سیوم ہمان شکایت سر کردند - شیخ در تسلیه مبالغه به کار بردند - تا آنکه وقت نماز عصر رسید نماز را ادا نمودہ باز بر سر ہمان گفتگو رفتند - و بعد نماز مغرب نیز آن سلسله انقطاع نه پذیرفت خدمت شیخ علاج منحصر دران دیدند که پرسیدند - قوالان کجا اند - آنها گفتند حاضریم فرمود - چرا به کار خود مشغول نمی شوید - قوالان اجازت یافته سرگرم کار شدند و خاطر حضرت شاد گردید فرمودند - میان جیو ؟ من ہم سر دیگنم - رومال و تسبیح بدست گرفته ایستادند و لفظ مبارک الله بر زبان آوردند - در حاضران اثرے عظیم کرد جمعی بے خود افتادند و حضرت شیخ قوالان را اجازت داده خود از مجلس بر آمدند -

مخفی نه ماند که میر سید احمد قدس سرہٗ شیخ محمد افضل اله آبادی را از ایام صغر سن میان جیو می گفتند - قوت تاثیر توجه حضرت قدس سرہٗ کالشمس فی رابعة النهار اشتهار دارد - بر ہر معتقد و منکر که توجه می فرمودند فی الفور از خود می رفت -

شخصے به خدمت حضرت آمد و گفت سخت دل من بجاے رسیده که در فوت مادر و پدر و زن و فرزند گریه نه کرده ام - ترا نشان می دہند که مردم را در گریه می آری بر من ہم توجہی بکن - حضرت ہر دو دست او را به ہر دو دست خود محکم گرفته به جنبانیدند

وسہ بار بہ وحشت تمام بہ گفتند۔ نخواہی گریست؟ بار سیوم سر دادند۔ آن شخص بر زمین افتادہ ہاے ہاے می گفت وزار زار می گریست۔ بعد دیرے بہ افاقہ آمد و مرید شد۔

یکے از مخلصان جامہ دوختہ بر سبیل نیاز آورد۔ والحاح کرد کہ بہ لبس آن نوازش فرمایند۔ وقت نماز جمعہ ہمان جامہ پوشیدہ متوجہ نماز شدند۔ بعد ادا ے نماز شخصے کہ دم تشرع می زد بر طول آستین اعتراض کرد۔ آستینِ خود را بدست او دادند و آستین او را بدستِ خود گرفتند۔ در آستینِ او آن قدر زیارت فاحش نمودار شد کہ باعث انفعالِ او گردید۔ و آستین ایشان تا بندِ دست بود۔ در طبقات شعرانی آوردہ "وکان علی رضی اللہ عنہ یقطع منکم قمیصہ مازاد علی روس الاصابع وکذلک عمر رضی اللہ عنہ"

ہنگامیکہ سلطان اورنگ زیب عالمگیر انار اللہ برہانہ بہ واسطۂ رسالۂ تسویہ حکم فرمود کہ درویشان ممالک محروسہ را بہ حضور خلافت طلب نمایند و اسامی فقراءِ بلادِ ہندوستان را نوشتہ از نظر سلطانی گذرانیدند۔ نام نامی میر سید احمد ہم نوشتہ بودند سلطان برنام ایشان بہ خط خاص نوشت "برحمتِ حق پیوست" چہ ایشان انتقال کردہ بودند۔ سلطان مطلع بود و کاتب آسامی اطلاع نداشت۔ و اسم شیخ محمد افضل الہ آبادی قدس سرہ نیز بہ تحریر در آوردہ بودند۔ سلطان بر اسمِ ایشان دائرہ کشیدن و برنام حاجی محمد ولی قلمی فرمود کہ "این برادر طریقت شیخ محمد افضل است این خاندان نقوی است ایہنا از وسوسۂ سوء العقیدہ مبرا اند۔" آخر الامر طلب درویشان موقوف

شد - حضرة سید احمد قدس سرہٗ بر سنت والد ماجد خود یک مرتبہ بزیارت اجمیر شریف رفتہ اند - واز روحانیت خواجہ بزرگ قدس سرہ فیوض وافر اندوختہ وصال حضرت نوزدہم ماہ صفر ۱۰۸۴ھ اربع وثمانین والف آرامگاہ کالپی وایشان راسہ پسر والا گہر بوجود آمد شاہ فضل اللہ وسید سلطان مقصود وسید سلطان مسعود اما شاہ فضل اللہ قدس سرہٗ جامع دانش صورت ومعنی بودند - وبر روش پدر وجد بزرگوار قدمی راسخ داشتند

شیخ محمد افضل الہ آبادی فرماید ؎

	عمان فضل سید فضل اللہ آنکہ ہست		بر شان فقرش از عمل وعلم دو گواہ	

عنصر گرامی ولایت مجسم بود وذوق وشوق از ہر سو تراوش می کرد وبذل وکرم وسائر صفات رضیہ بہ مرتبۂ اتم داشتہ اند - وقتی قحط شدید افتاد وچند سال امتداد کشیدہ عالمے را بہ معرض تلف در آورد - آنجناب در شبانہ روز یکبار جز اندک غذائی کہ سد رمق می تواند شد نمی خوردند وبہ قدر دسترس بر محتاجان ایثار می نمودند - چہاردہم ذی الحجہ ۱۱۱۱ھ احدی عشر ومائۃ والف بہ ملک قدس خرامیدند - فرزند وجانشین آن جناب سلطان ابو سعید قدس سرہٗ از اکمل اولیا بودند - صاحب دوام حضور وذوق وسرور وقتیکہ شاہ فضل اللہ قدس سرہ ازین عالم رحلت کردند خلف الصدق ایشان سلطان ابو سعید وبرادر ایشان سید سلطان مقصود ہر کدام نامۂ طلب سید العارفین میر شاہ لدہا بلگرامی قدس سرہ نوشتند - سید العارفین حسب الطلب صاحبزادہا بہ کالپی شتافتند - وودر آنجا تمامی خلفاء این دودمان دالا مثل شیخ محمد افضل

اله آبادی و شیخ عبدالحکیم موہانی جمیع آمدند۔ و در صاحب سجادگی اختلاف شد۔
اتفاق جمہور بر آنکہ صاحب سجادگی بہ میر سید سلطان مقصود مقرر شود کہ ایشان
پسر سید احمد اند۔ و سلطان ابوسعید نبیرہ و نیز سید سلطان مقصود صاحب علم و فضل
و اسن للہ قبیلہ اند۔ سید العارفین فرمودند این چہ اندیشہ است صاحب سجادگی
پدر حق پسر باشد۔ و علم باطن موقوف بر علم ظاہر نیست کہ این تعلق بہ زبان دارد و
آن تعلق بہ دل انشاء اللہ تعالی از برکت آباء کرام ایشان نیز رشید دودمان و قبلہ
عالمیان می شوند۔ بعد ازان سید سلطان مقصود سید العارفین را در خلوت طلبیدہ
از روے تواضع عنایت کردند کہ شما بجاے میر سید احمد بید۔ اگر حق پدر بہ پسر می رسد
می باید کہ دستار میر سید محمد بر سر من بستہ شود و دستار شاہ فضل اللہ بر سلطان ابوسعید
سید العارفین عرض کردند کہ حضرت میر سید محمد دستار کہ بر سر خود بستہ بودند حق تعالی شما را
رشتہ علم و فضل عطا کردہ است چنان کنید کہ دیگران دستار شما بر سر بندند نہ آنکہ شما محتاج
غیر باشند و استعارہ حق دیگرے کنید۔ و بہ سعی سید العارفین صاحب سجادگی بر سلطان
ابوسعید قرار یافت و عنقریب کرامت سید العارفین بہ ظہور رسید۔ چہ بہ حکم قضا و قدر
در اندک فرصت نسل سید سلطان مقصود منقرض شد ایشان پسرے گذاشتند سلطان
محمد اعظم نام در ایام جوانی جہان فانی را وداع نمود۔ و او پسرے گذاشتہ کہ در صغر سن در
کنار لحد خوابید و عقبی نماند انا للہ و انا الیہ راجعون سلطان ابوسعید قدس سرہ در سنہ ۱۱۳۶
ست و ثلثین و مائۃ و الف براے ملاقات سید العارفین قدس سرہ بہ بلگرام تشریف آوردند

وکلبهٔ ارادتمندان خود را به خورشید جمال اقدس نورانی ساختند - آن جناب اکثر معانی عرفان در لباس شعر ادا می نمودند و عرفان تخلص می کردند - از نتایج والا است ؎

دیروز که دل رفت ز کاشانهٔ ما	لیلی گویان برون شد از خانهٔ ما
امروز شنیدم انا لیلی می گفت	گلبانگ دگر شنو ز دیوانهٔ ما

وصال ایشان در ۱۱۴۷ سبع واربعین و مائة والف واقع شد - محرر اوراق گوید ؎

آن شاه ابوسعید قطب عرفان	شد منزل آن سید اکمل فردوس
دریاب که از آیهٔ قرآن مجید	تاریخ نوشتم یرثون الفردوس [۱۱۴۷]

فرزند ارجمند ایشان سید احمد سعید سلمه الله تعالی امروز زیب افزای سجادهٔ آبای کرام و خضر راه سرگشتگان بادیهٔ اوهام اند - چون فقیر به ارادهٔ حجاز فیض طراز از بلگرام برآمد - و بر موضع چوره این طرف دریای جمن عبور افتاد صحبت بابرکت ایشانرا دریافت - اما سید سلطان مقصود پسر دوم میر سید احمد قدس الله اسرارهما ابتدای حال مدتی به تحصیل علم پرداختند - واز خدمت سید سعد الله بن سید مرتضی بلگرامی که ذکر ایشان می آید اکثر فنون درسی کسب نمودند - و در ایام اقامت بلگرام هر روز به خدمت سید العارفین قدس سره می رسیدند و تلقین بعضی اشغال طریقهٔ رشیقهٔ احمدیه می گرفتند و بعد فراغ تحصیل به کالپی مراجعت فرمودند - و جمیع کتب متداوله را به وقت تمام درس می گفتند و بر اکثری از کتب درسی حواشی به قلم آوردند - و بر شرح هدایة الحکمة میبذی - و بر شرح قصیدهٔ برده که از قاضی شهاب الدین ملک العلما است حاشیهٔ مدون تعلیق کردند -

اما اجل فرصت نداد که حواشی متفرقه شیرازهٔ جمعیت پذیرد - واکثر مسودات از بے تدبیری پس ماندگان ضائع شد - انتقال ایشان در ماه صفر سنه ۱۱۲۳ ثلث وعشرین ومائة والف اتفاق افتاد -

اما سید سلطان مسعود مشهور به میان صاحب پسر سیوم میر سید احمد قدس الله اسرارهما ولادت آن جناب در سنه ۱۰۸۲ اثنین وثمانین والف دست داد - نیک بخت - که ترجمهٔ مسعود باشد تاریخ است - دو ساله بودند که حضرت والد ایشان قدس سرهٗ انتقال کردند آن جناب بعد وصول به سن تمیز بسیارے از خلفا ومریدان پدر وجد بزرگوار را دریافتند مثل شیخ محمد افضل الهٰ آبادی وشیخ عبد الحکیم موهانی وسید العارفین میر شاه لدها بلگرامی وغیرهم قدس الله اسرارهم واجازت ارشاد از شیخ محمد افضل الهٰ آبادی قدس سرهٗ گرفتند وچون برادر اکبر ایشان شاه فضل الله قدس سرهٗ رحلت کردند آن جناب از کالپی برآمده به سکندره بر مسافت یک منزل از کالپی این طرف آبِ جمن رحل اقامت افگندند ومدة العمر طالبان را به سوے حق دعوت نمودند - ودر سنه ۱۱۵۴ اربع وخمسین ومائة والف داعی حق را لبیک اجابت گفتند - فقیر ایشان را مکرر دیدم - وگلهاے فیض از محفل بهشت آئین برچیدم کرت اولی در بکن پور که به تقریب عرس شاه بدیع الدین مدار قدس سرهٗ در انجا تشریف آورده بودند وفقیر هم به عزم زیارت مزار فایض الانوار وارد شده بود - واقعه شهر جمادی الاولی سنه ۱۱۴۲ اثنین واربعین ومائة والف وکرت آخری در سکندره وقت معاودت فقیر از سفر سند واقعه ماه شعبان سنه ۱۱۴۷ سبع واربعین ومائة والف -

(۴۱) شیخ عبد الحفیظ فرشوری بلگرامی

از قبیلهٔ متولیان این شهر است - در عنفوان شباب از وطن مالوف به ورد خدا طلبی بر آمده در کالپی به سدهٔ سنیه میر سید محمد کالپوی قدس سرهٔ پیوست - و چهار ماه بیش از وصال حضرت قدس سرهٔ به شرف ارادت والا استسعاد یافت - و اکثر اوقات در صحبت شیخ عبد الحکیم موهانی گذرانید و فایده ها اخذ نمود - شیخ عبد الحکیم موهانی از کمل خلفاء میر سید محمد کالپوی قدس سرهٔ بوده و بست و هفتم ذی الحجه سنه ۲۵ الخمس و عشرین و مائه و الف در موهان محفوف سرادق رضوان گردیده شیخ عبد الحفیظ اگرچه مرید میر سید محمد است قدس سرهٔ - اما نعمت فراوان از غرهٔ ناصیهٔ ولایت میر سید احمد قدس سره فرا گرفت - و مثال خلافت و اجازت حاصل نمود - نسخهٔ اجازت نامهٔ او که آنحضرت به خط و املاء خاص تحریر فرمودند این است :-

" چون فقیر حقیر احمد بن محمد شیخنت پناه حقائق آگاه شیخ عبد الحفیظ را دید که به جمیع وجوه آراسته است
" و به شریعت غرا پیراسته لبعد از اتمام مومی الیه سلوک طریقت اجازت داد که هر که خواهد که توبه
" نماید یا طریق حق خواهد و به آن شیخنت پناه رجوع آرد بے تامل و بے درنگی اجرای نفع نماید - چنانچه
" براین معنی عارف شیراز اشارت نمود ه

" اگر شراب خوری جرعهٔ فشان بر خاک		در آن گناه که نفعی رسد به غیر چه باک

" خداوند سبحانه مشار الیه را مقبول خویش و مقبول خلق گرداناد - بالنون و الصاد " انتهی -

(۴۲) سید درگاہی بلگرامی قدس سرہٗ

بن سید عبد الخیر المعروف بہ سید کھاسی بن سید درویش بن سید حاتم بن سید بدر الدین عرف سید بدلی جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سید وارہ اوائل حال قدم در طلب علم گذاشت وقصبات اطراف بلگرام راسیر و دور کرد۔ ونزد علماء عصر کتب درسی علی الترتیب تحصیل نمود و بہ خدمت قاضی علیم اللہ کجندوی فاتحہ فراغ خواند۔ واز مراتب قال بہ منازل حال افتاد و بہ جناب شیخ عبد الرسول عم حقیقی قاضی علیم اللہ مسطور و مرید وخلیفہ شاہ مجا ساکن لاہرپور من توابع خیر آباد دست ارادت داد وتربیت ہاے باطنی یافت۔ آخر عنان بوطن اصلی منعطف ساخت وتا دم واپسین بہ شغل درس ویاد الہی بسر آورد۔ ودر عشرۂ ثانی بعد مائۃ والف از تنگنای امکان بہ وسعت آباد لامکان شتافت۔ آرامگاہش بلگرام رحمۃ اللہ علیہ

(۴۳) میر سید مبارک محدث بلگرامی قدس سرہٗ

صحیح الاصول والفروع بود۔ وکوس احیاء سنت۔ وازالہ۔ بدعت می نواخت در علوم ظاہری وباطنی یگانہ۔ ودر تقوی وطہارت ممتاز زمانہ می زیست۔ نسبش برین طریق سید مبارک بن سید فخر الدین بن سید بہار بن سید بیارہ بن سید بدر الدین جد القبیلہ ولادت او ششم شعبان المکرم سنہ ۳۳ ثلاث وثلثین والف دست داد

در عنفوانِ شباب کمر سعی به تحصیل علم بربست - واز بدایت تا نهایت علوم بر نهج وقت واتقان تحصیل نمود - در مبادی حال نسخ تحصیلی نزد میر سید طیب بن میر عبد الواحد قدس الله اسرارهما و دیگر فضلاء بلگرام و اطراف آن استفاده کرد - و در سنه ۱۰۶۱ احدی وستین والف به اراده اکتساب علم به دهلی تشریف برد - و در انجا مطول تفتازانی به خدمت خواجه عبد الله المشهور به خواجه خرد بن خواجه باقی بالله نقشبندی قدس الله اسرارهما گذرانید واز اول تا آخر ایام اقامت دهلی در خانهٔ شیخ نور الحق بن شیخ عبد الحق قدس الله اسرارهما سکونت ورزیده و علم حدیث از آنجناب اخذ کرد و درین فن اشرف مهارتی عالی بهم رساند - و تمام عمر در خدمت کلام نبوی فنا ساخت و به لقب محدث بلند آوازه گشت ولهذا اورا درین کتاب به قطب المحدثین یاد کرده ایم - و هفتم رجب المرجب سنه ۱۰۶۴ اربع وستین والف به خدمت شیخ نور الحق قدس سرهٔ فاتحه فراغ علوم خواند - و هم در دهلی روز یکشنبه چهاردهم شوال سنه ۱۰۷۴ اربع و سبعین والف به جناب میر سید عبد الفتاح العسکری الاحمد آبادی قدس سرهٔ در سلسلهٔ علیه قادریه دست بیعت داد - و بعد احراز این همه ملکات شریفه به وطن اصلی عود کرد و بر مسند توکل و قناعت متکی گردید - و لبقیه عمر گرامی به تدریس علوم سیما حدیث شریف و ریاضت و یاد باری عز شانه صرف نمود - و در امر معروف و نهی منکر بر بجد بود هیچکس مجال نداشت که در حضور اقدس سر موئی از جادهٔ شرع متین انحراف نماید - بعضے فرزندان آنجناب در حین حیات ایشان قضا کردند اصلا مرتکب رسوم تعزیه خلاف شرع نشد - وقتی

غیرت خان حاکم لکھنو به ادراک شرف خدمت آمد - خان پایچه زیر جامه دراز شکن دار نامشروع پوشیده بود - میر اعتراض کرد - غیرت خان احتساب میر را قبول داشت وهمان وقت پایچه زائد را به دست خود قطع کرد -

میر بسیار لطیف طبع نکته سنج لطیفه گو بود - و با وصف این مهابتی داشت که زهرهٔ مردم در حضور مقدس آب می شد - و معاش به وضع صفا و نزاکت می کرد - نشستگاه خاص و پیش مسجد چنان مصفا و پاکیزه می داشت که نمونهٔ سینهٔ صاف دلان و دیدهٔ پاک بینان توان گفت - و گویا راقم الحروف این بیت را از زبان میر گفته باشد ؏

	حباب خوش نشینم می زیم به وضع صفا		ز آب صرف بنا کرده اند منزل من	

استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی طاب ثراه می فرمود روزے شرف خدمت حضرت میر دریافتم - برائے تهیهٔ وضو برخاسته بود ناگاه بر زمین افتاد - به سرعت تمام شتافته نزدیک رفتم بعد ساعتے ؛ فاقت آمد - کیفیت استفسار کردم بعد مبالغه بسیار فرمود سه روز است که مطلقا از جنس غذا میسر نیامد و درین سه روز با هیچکس لب به اظهار نه کشود و وام نه گرفت - مرا بسیار رقت دست داد - فی الفور از آنجا به مکان خود شتافتم و طعامی شیرین که مرغوب ایشان بود مهیا ساخته حاضر آوردم - اول خود بشاشت بسیار ظاهر نمود و دعاها کرد - بعد ازان فرمود سخنے گویم بشرطیکه شما گران خاطر نه شوید - گفتم حضرت بفرمایند فرمود در اصطلاح فقرا این را طعام اشراف گویند - هر چند نزد فقها اکل آن جائز است و در شرع بعد از سه روز میته حلال - اما در طریقهٔ فقرا اکل طعام اشراف جائز نیست من

چون این حرف شنیدم بے چون وچرا برخاستم وطعام را ہمراہ گرفتہ از آنجا برآمدم وبیرون در زمانے توقف کردم۔ وطعام را باز آوردم وعرض کردم۔ کہ ہرگاہ بندہ طعام را برداشتہ برد حضرت را توقع بود کہ باز خواہم آورد۔ فرمودند گفتم حالا کہ این طعام بے توقع حضرت آوردہ ام طعام اشراف نماند۔ حضرت میر ازین تاویل حظی کرد وفرمود شما عجب فراستی بہ کار بردید وطعام را بہ رغبت تمام تناول فرمود۔

والیضاً استاد المحققین می فرمود کہ چون علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی بہ خدمت بخشی گری ووقائع نگاری گجرات شاہ دولا از پیشگاہ سلطان اورنگ زیب انار اللہ برہانہ منصوب شدہ از دکن بہ بلگرام تشریف آورد۔ واز بلگرام عازم گجرات شد۔ مرا تکلیف مرافقت کرد۔ قبول کردم۔ وبہ خدمت حضرت میر ارادۂ خود اظہار نمودم فرمود عمر من بہ پایان رسیدہ می خواہم کہ درین وقت جدا نہ شوید در جنازۂ من حاضر آیید من متامّل شدم کہ رفاقت علامۂ مرحوم ضروری بود۔ حضرت میر در مراقبہ رفت وبعد از دیر سر برآوردہ فرمود بروید۔ امید ہست کہ یک بار دیگر ہم ملاقات دست دہد آخر چنان شد۔ سالے کہ حضرت میر انتقال کرد علامۂ مرحوم را ضرورتے داعی شد کہ مرا از گجرات بہ بلگرام روانہ ساخت بعد وصول بلگرام در اندک فرصت میر ازین عالم رحلت کرد۔ وامامت نماز جنازہ بہ من وصیت فرمود۔ ملک بدہی بلگرامی ساکن محلہ سکنت از معتقدان حضرت میر اکثر اوقات حاضر الخدمت می بود۔ روزے می فرمود فلانے ہمیشہ نزد ما حاضر می باشد۔ اما بر جنازۂ من حاضر نہ خواہد شد چون میر را مرض موت عارض شد ملک بدہی شبا روز خود را حاضر می داشت۔ اتفاقاً

متعلقان میر دران ایام عسرت می کشیدند- و در عین روز وفات ملک بدہی در لشکر قوت متعلقان میر جانب دہی رفت- و عقب او قضیۂ وفات رود اد ہمین کہ خاک مرقد ہموار می کردند- ملک بدہی در رسید و خاک حسرت بر سر کردن گرفت-

نواب اکرم خان بن نواب شیخ میر عالمگیری در خدمت میر اعتقاد عظیم داشت و خدمات شایستہ بہ تقدیم رساند- و میر از محلہ سید وارہ و عشیرۂ خود برآمدہ جانب شرقی شہر در میدانی اقامت گزید- و رعایا آباد کرد و مسجد و منازل سکونت تعمیر نمود- و گرد آبادی سوری محکم از خشت و گچ کشید- تا از آسیب دزدان و وحوش و سباع محفوظ باشد و بیشتر قوم حایک آباد کرد کہ اینہا اکثر دیندار نماز خوان می باشند- و مقرر کرد کہ رعایای مسلمین ہر پنج وقت در مسجد حاضر شوند و نماز را بہ جماعت ادا کنند- حایکی عذر آورد میر سبب استفسار کرد گفت چون بہ نماز می آیم از کار باز می مانم و نقصان در اجرت من راہ می یابد- میر پرسید ہر روز بہ قدر وقت نماز چہ مقدار نقصان راہ می یابد گفت یک پیسہ میر فرمود یک پیسہ از ما باید گرفت و نماز باید خواند- قبول کرد- روزی این حایک در مسجد آمد و طہارت ناکردہ بہ نماز ایستاد- میر وحشت کرد کہ نماز را بے طہارت می خوانی؟ جواب داد کہ بہ یک پیسہ دو کار نمی توان کرد- میر بے اختیار خندہ زد و پیسۂ دیگر برائے وضو اضافہ کرد- رفتہ رفتہ حایت را رغبت دلی در نماز بہم رسید و از تقاضاے اجرت درگذشت- عمارت مسجد در حین حیات میر خام بود- قبل انتقال خود وصیت فرمود کہ کتب مرا فروختہ مسجد سازند- مسجدے کہ الآن موجود است بعد وفات میر بہ اہتمام سید محمد فیض بن

سید محمد صادق که ذکرش در سلک فضلا می آید در سنه ثمانیه عشر و مائة و الف تعمیر یافت ۔ وصال مبارک روز دوشنبه یک پاس روز بر آمده بستم شهر ربیع الاخر سنه ۱۱۱۵ھ خمسة عشر و مائة و الف واقع شد ۔ علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی گوید ؎

مقدس گهر میر سید مبارک ‌‌ ‌‌ چو فرمود در بحر رحلت شناه
پے رحلتِ آن مطهر سرشت ‌‌ ‌‌ خرد گفت تاریخ رضوان پناه ۱۱۱۵ھ

فرزند و صاحب سجادۂ او میر سجاد طاب مثواه فاضل بود ۔ کتب درسی نزد والد ماجد خود و استاد المحققین میر طفیل محمد قدس الله اسرارهما عبور نمود ۔ و در نهایت خلق و شکستگی می گذرانید ۔ و تخم عمل صالح در مزرع زندگی می افشاند بست و پنجم رمضان سنه ۱۱۶۱ھ احدی و ستین و مائة و الف در ریاض جاودانی آرمید ۔ و پایان مرقد والد بزرگوار متصل دیوار بیرون حریم بر یسار داخل مدفون گردید نگارندۂ اوراق گوید ؎

آن ثمرۂ شجرۂ مبارک ‌‌ ‌‌ از دست زمانه حیف افتاد
تاریخ وصالِ او خرد گفت ‌‌ ‌‌ مهمانِ بهشت میر سجاد ۱۱۶۱ھ

مخفی نه ماند که نام سه استاد والا نژاد در ترجمۂ سید مبارک مذکور شد هر سه استاد عمده عمده زاده و در فضائل صوری و معنوی ذکر استاد اول گذشت ۔ و ذکر استاد ثالث در فضلا می آید ۔ و ذکر استاد ثانی و پیر بیعت درین جا بر سبیل اجمال تیمناً مسطور می گردد و خواجه محمد باقی بالله قدس سره را در گرامی گوهر بحر ولایت بود ۔

(۴۴) خواجه عبید الله المشهور به خواجه کلان قدس سرهٗ

ولادت ایشان غرہ شهر ربیع الاول سنه ۱۰۱۰ھ عشر و الف اتفاق افتاد۔ چون هر دو فرزند در منتهائے عمر پدر بزرگوار پیرایه هستی پوشیدند۔ خواجه محمد باقی بالله به حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سهرندی قدس سرهٗ فرمودند۔ امید از حیات کم مانده از احوال اطفالی خبردار باید بود۔ هر دو طفل را که در ایام رضاعت بودند در حضور مبارک طلبیده فرمودند توجه باید کرد حضرت مجدد حسب الامر توجه کردند۔ به مشابه که اثر از ناصیه اطفال هویدا گشت خواجه محمد باقی قدس سرهٗ بست و پنجم جمادی الاخره سنه ۱۰۱۲ھ اثنا عشر و الف به عالم قدس خرامید۔ خواجه کلان بعد وصول به سن تمیز اکتساب فضائل صوری و معنوی کرد۔ و به پایه کمال و تکمیل برآمد۔ و تذکرہ مشائخ مقدار یک لک بیت تالیف کرد۔ و هژدهم جمادی الاولی سنه ۱۰۷۴ھ اربع و سبعین و الف بساط هستی برچید و در مقبره والد ماجد مدفون گردید۔

(۴۵) دوم خواجه عبید الله المعروف به خواجه خورد قدس سرهٗ

ولادت ایشان ششم ماه رجب بعد چهار ماه از ولادت برادر کلان در سنه مسطور از بطن مادر دیگر دست داد۔ در صورت و سیرت با پدر بزرگوار شباهت تمام داشت قرآن را حفظ کرد۔ و علوم عقلی و نقلی تا آخر به استعداد تمام کسب نمود۔ درس به قدرت

می گفت و برخی حواشی بر بعضے کتب درسی تعلیق کرد - و در سهرند در سایۂ تربیت
حضرت مجدد قدس سرہ جا گرفت - و از معارف خاصۂ ایشان فراوان بہرہ برداشت
و بہ تفویض خلافت و ارشاد ممتاز گردید - و بہ وضع آزادگی و وارستگی عمر بسر آورد -
و در ماہ و تاریخ انتقال پدر بزرگوار یعنی بست و پنجم جمادی الآخرہ روز چہار شنبہ ۹۷۵ھ
خمس و سبعین و تسعمائہ بہ رحمت الٰہی پیوست و در مقبرہ پدر بزرگوار آسائش گرفت -

(۴۶) میر سید عبد الفتاح العسکری الاحمد آبادی قدس سرہ

از کبار اولیاست - مستجمع دانش رسمی و معنوی - و فیض عام و مقبول تمام داشت
سلسلہ خلافتش بہ چند واسطہ بنا بر طول عمر مشایخ بہ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ
می رسد - برین طریق میر عبد الفتاح از شاہ الہداد و ایشان از شاہ غریب اللہ و
ایشان از شیخ تاج الدین و ایشان از شیخ سعید و از ایشان از سید عبد الرزاق
و ایشان از پدر بزرگوار غوث الثقلین قدس اللہ اسرارہم -

چون صیت کمالات میر عبد الفتاح بہ سامعہ سلطان اورنگ زیب عالمگیر
انار اللہ برہانہ رسید - استدعاء مقدم گرامی کرد - و بہ اعزاز و اکرام تمام از گجرات احمد آباد
بہ دار الخلافہ دہلی طلبید - و در صحبت خاص برکات فراوان کسب نمود - میر بعد چندی
رخصت خواستہ بہ وطن مالوف برگشت - و بست و چہارم ذی الحجہ ۱۰۹۰ھ تسعین و الف
بہ رحمت حق پیوست عمر گرامی نود سال خوابگاہ احمد آباد - رغبت بہ مثنوی مولوی روم

بسیار داشت ہمیشہ درمی گفت وشرحی درسلک تحریر کشیدہ کہ بین الناس شہرت دارد۔

(۴۷) سید مربی

بن سید عبد النبی بن میر سید طیب بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہم مرید والد ماجد خود است بس بزرگ عالیشان ذات مقدس منور بود صاحب حسن شمائل ولطف خصائل حافظ کلام مجید۔ کتب مختصرات تا حاشیہ علامہ دوانی بر تہذیب المنطق نزد سید اسمعیل بلگرامی خواند بعد ازان بخدمت شیخ یس قنوجی تلمذ کرد وآخر در حلقۂ درس ملا ابوالواعظ ہرگامی تتمہ کتب گذراند وفاتحہ فراغ خواند وبہ وطن مالوف عود نمودہ بہ اقتضائے اسم شریف خود طلاب ظاہری وباطنی را تربیتہا فرمود۔ استاد المحققین میر طفیل محمد قدس سرہٗ می فرمود کہ شیخ محمد عاقل اترولوی مردی صاحب کمال بود اورا دیدہ بودم۔ شیخ علوم ظاہری از جناب سید مربی قدس سرہٗ فراگرفت وبعد از اتمام تحصیل بخدمت بزرگی از سلسلہ امیر ابوالعلا نقشبندی اکبرآبادی قدس سرہ مرید گشت وحالتی قوی بہم رساند۔

وقتے سید مربی بہ تقریبی در قصبۂ مارہرہ وارد شد واز آنجا باترولی تشریف برد۔ شیخ محمد عاقل خبر مقدم حضرت سید یافتہ استقبال کردہ وبہ ادب ونیاز تمام ایشان را بہ منزل خود برد۔ دستار خود را در صحن خانہ گسترد۔ وعرض کرد کہ قدم مبارک بر دستار گذاشتہ صحن خانہ طے فرمایند چون اصرار از حد گذرانید۔ میر ملتمس اورا قرین قبول ساخت روزے در اثنائے صحبت با شیخ محمد عاقل فرمود استماع افتادہ کہ توجہ شما بسیار موثر ست

حالت بیخودی می آرد در علوم ظاہری آنچه دستمایه ما بود از شما دریغ نداشتیم الحال شما را می باید که توجه باطنی خود را از ما دریغ نه دارید شیخ به پاس ادب استادی در مقام اعتذار در آمد - میر مبالغه بسیار نمود - شیخ امتثال امر نموده مراقب نشست میر را معلوم شد که اگر به دفع نمی پردازم توجه او موثر می افتد متوجه دفع گردید - شیخ سر بر آورده تبسم کرد و گفت من خود اول عجز خود به عرض رسانیده بودم - میر بتاریخ چہاردہم شعبان روز دوشنبه سنه ۱۱۱۷ سبعه عشر و مائة والف جہان فانی را وداع نمود و درین سال بست و پنجم جمادی الاخره میر سید احمد بلگرامی نیز رحلت کرد - علامهٔ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی در تاریخ رحلت ہر دو می فرماید :- ع

میر سید احمد آن بحر سخا	مولوی سید مربی دین پناه
ہر دو زین گلخن سرای بے بقا	جانب فردوس سرگردند راه
عالم اندر دیدہا تاریک شد	مردمک پوشید زین ماتم سیاه
تا قیامت از دل پرسوز خلق	بر مزار ہر دو سوز و شمع آه
خواستم از بہر شان تاریخ سال	گفت ہاتف ۱۱۱۷ ہر دو خلد آرامگاه

و این میر سید احمد از اولاد سید محمود اکبر ست که ذکرش ترقیم یافت - برین نہج سید احمد بن سید بدھ بن سید عبد الفتاح بن سید عبد القادر بن سید ابو القاسم بن سید خان محمد بن سید محمود اکبر قدس سرهٗ سید احمد از عمدهٔ ملازمان شاہزادہ محمد اعظم شاہ بن سلطان اورنگ زیب عالمگیر بود و حکومت شاہجہان پور مالوه و دیگر محالات تیول شاہزادہ

داشت و در ایام دولت خود عالمے را از خویش و بیگانه به جود و احسان نواخت و در
شاهجهان پور به اجل طبیعی درگذشت و همانجا مدفون گردید۔ از آثار اوست قلعچه حسین
متین در گوشه مغرب و جنوب محله میدانپوره در ۱۱۶۲ھ اثنین و ستین و مائة والف
نسخه از کتاب گلزار ابرار در محروسه اورنگ آباد بدست فقیر افتاد که شیخ محمد فاضل
نامی آن نسخه را برای سید احمد تسوید نموده در ذیل کتاب عبارتی رقم زده ساخته
در اینجا عبارت بعینها نقل کرده می شود که فی الجمله احوال سید احمد از آن واضح می گردد۔

" بندهٔ عاجز قاصر شیخ محمد فاضل بن شیخ اسمعیل چشتی لکهنوی مندوی این کتاب را به جهت مرکز
" دائره مردمی و مروت مهر سپهر مجد و مکرمت دُرِّ دریای سیادت و نقابت گوهر بحر شرافت
" و منزلت مروج مراسم ملک و ملت چراغ افروز نبوت و ولایت سید احمد بن سید بدهه
" بن سید عبدالفتاح متوطن شگرف قصبهٔ بلگرام بزرگ منصبدار سرکار دولتمدار محمد اعظم شاه
" که به تقریب خدمت فوجداری و امینی دیبالپور وغیره محالات صوبه مالوا تشریف ارزانی
" داشت نوشت۔ چون از آغاز سال یک هزار و یک صد و هشت هجری پرگنات سرکار
" مندو از حضور خلافت و جهانداری در اقطاع خان ذی شان افتخار خان تنخواه گشت خان
" مذکور برای معاونت خویش و نظم و نسق و انتظام امور مالی و ملکی آن حاتم زمانه را که خوان
" ابراهیمی او بار عام زمانیان است بصد آرزو و خواهش از دیبالپور به مندو طلبید۔ چون
" آن خدیو عرصهٔ شجاعت سلوک خود را با که و مه مساوی داشت پذیرائی نموده عزم دیدن
" خان معز الیه نمود۔ در همان سال به قصبهٔ لعلچه تشریف آورد۔ در آن هنگام سیادت

" شرافت دستگاه سید محمد اشرف بن سید عبدالدائم متوطن همان شکرف قصبه در رکاب خان مرقوم استلذاذ
" نعم صوری ومعنوی می نمودند - واحقر نیز از برکات دولت وصحبت ایشان کسب فیض
" ظاهری وباطنی می نمود سبحان الله چون بنده شنید که آن جوهرشناس فصاحت وبلاغت
" در دائره سید محمد اشرف نزول ارزانی فرموده است به هزاران هزار خرمی وخورسندی از بنگاه خود
" برای قدمبوس شتافت - وبعد از ملازمت در نخستین تکلم از زبان گوهرافشان همین
" ترنم برآورد - که فلان اتفاق چنان افتاد که نسخه گلزار ابرار که از خط شما در کتابخانه بابو شیخ
" احمد لکهنوی به فراوان تمنا از من بستد اگر فرصت باشد در نگاشتن نسخه مطلوب کاهلی
" نه کنند - همان زمان جزم من شد وبتاریخ غره رجب المرجب روز آدینه سال مذکور در نگاشتن
" کتاب همت گماشت - وسید دو سه روز در صحبت خان مذکور مانده باز مراجعت به دیبالپور
" فرمود - واحقر کتاب مطلوب را به اهتمام سیادت ونقابت پناه سید محمد اشرف و
" به یاری ویاوری ایشان به تاریخ هفدهم ربیع الاول سال یک هزار ویک صد ونه روز
" جمعه وقت ظهر به اختتام آورد - بمنه وکرمه " انتهی -

ومیر سید محمد بن سید احمد مسطور از خوبان روزگار وعمده رفقای نواب مبارز الملک
سربلند خان اتونی ودر سرکار نواب صفدر جنگ ابوالمنصور خان نیشاپوری
که در عهد احمد شاه به پایه اعلای وزارت رسید نیز مصاحب قبیل وعلم واعتبار بود
وشعرفهمی خوب داشت ودر حسن خلق ومروت واحسان ممتاز می زیست - در روز جمعه
هشتم ماه صفر سنه ۱۱۵۸ ثمان وخمسین ومائة والف در دارالخلافه دهلی رخت هستی بربست

و در جوار مرقد سلطان المشایخ نظام الدین دهلوی قدس سرہٗ بہلوے قبر نواب مبارز الملک مذکور مدفون گردید۔ میر سید محمد متخلص بہ شاعر سلمہ اللہ تعالیٰ خلف الصدق علامہ مرحوم میر عبد الجلیل کہ ہمنام مشار الیہ اند و فیما بین روابط محبت افزون از حد بود۔ براے تاریخ وفاتش مصراع عجبی تلاش کردہ اند۔ و این قطعہ در سلک نظم کشیدہ ؎

میر سید محمد احمد	ذات او را توان یگانہ شمرد
در سخاوت نظیر حاتم طے	در شجاعت عدیل رستم گرد
زین جہان رفت و نام او باقیست	کی توان گفت زندہ را کہ بمرد
سال تاریخ رحلتش سعدی	زادہ طبع خود بہ بندہ سپرد
بشنو اکنون ز شاعر این مصراع	خنک آن کس کہ گوی نیکی برد

۱۱۵۵ھ

درین مقام بہ آگاہی تمام نظر باید کرد و سرسری نباید گذاشت نسبت با درویشان چہ نسبتی است شریف ہر کس ادنیٰ نسبتی باین طائفہ علیہ بہم رساند او را از خاک برداشتہ بہ عالم پاک برند و از انجمن عوام بہ خلوت سراے خواص راہ دادند مصداق این معنی معاملہ سید احمد است کہ بہ ادنیٰ ملابسہ یعنی رحلت کردن با سید مربی قدس سرہٗ در یک سال اولاً در قول علامہ مرحوم چون دو گوہر در یک سلک انتظام یافت و ثانیاً در ساحت این صحیفہ بہ ہمنشینی مقربان بارگاہ آلہی بلند پایہ شد۔ و بسر بہ تطفل پدر کامیاب گشت سبحان اللہ موافقت سال این کرشمہ وا نمود موافقت حال چہ کرشمہا

داشته باشد تشبه صوری مقلد موسی را با وصف کفر از غرق نجات داد۔ وفیض مصاحبت ماهیت قطمیر بدل ساخته تاج کرامت بر سر نهاد۔ خوشا سعادت مندانی که سر به فتراک درویشان بسته اند وکلاه گوشه به تاج شاهان شکسته ع

انچه زر می شود از پرتو آن قلب سیاه	کیمیا ے ست که در صحبت درویشان است

(۴۸) سید سعد الله

بن سید مرتضیٰ بن سید فیروز بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس الله اسرارهم مجمع البحرین فقر وفضل بود۔ ودر صغر سن با ارادت جد امجد سید فیروز سعادت اندوخت ابتدای حال بخدمت ملا فیضی ساکن امروهه که از شاگردان شیخ یس قنوجی بود۔ اکتساب علوم نمود۔ وآخر به ملا عبد الرحیم که قاضی مراد آباد قریب سنبل وعالم کامل وتلمیذ بلا واسطه مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی بود پیوست۔ وتحصیل فضائل کرد وفاتحه فراغ علوم خواند وبه وطن آمده بر مسند تدریس نشست ومدتها درس گفت۔ ناگاه ورق حالش بر گشت یکبار از همه پرداخته به حرمین شریفین شتافت۔ وبه طواف بیت الله وزیارت مدینة النبی صلی الله علیه وآله وسلم ذخیرهٔ آخرت فراهم آورد۔ بعد چندی عنان عزیمت به هند عطف نمود۔ ودر گجرات احمد آباد منزوی گشت۔ شیخ محمد طاهر احمد آبادی مرد فاضل معمر از تلامذهٔ سید سعد الله در حیدر آباد دکن با فقیر برخورد۔ می گفت من شاگرد خاص سید سعد الله ام۔ حضرت سید در گجرات تشریف آوردند در مدرسه مولانا نور الدین نور الله مرقدهٗ

اقامت گزیدند و از حجرۂ خود کم حرکت می کردند۔ شب بہ بیداری و آگاہی می گذرانیدند

در روز بہ شغلِ درس و افادہ مولانا نور الدین ادب و احترام بسیار بجا می آوردند۔ و اکثر نزد ایشان

آمدہ می نشستند۔ وقتِ احتضار حضرت سید حاضر بودم۔ بشگفتہ پیشانی بہ عالمِ

روحانی شتافتند۔ و در روضۂ شاہ بھیکن نبیرۂ شاہ عالم بخاری در کنار لحد خوابیدند۔ وکان

ذلک فی السابع عشر من شوال یوم الاربعاء وقت الصبح سنہ ۱۱۱۹ تسعۃ عشر و مائۃ والف

میر محمد یوسف برادر بہادرس فقیر تاریخ بہ اقتباس آیۂ کریمہ بر آورد "یشرب من کاس کان

مزاجھا کافورا" سنہ ۱۱۱۹ھ

(۴۹) سید العارفین میر سید لطیف اللہ المعروف بشاہ لدہا بلگرامی قدس سرہ السامی

ترجمۂ والد ایشان سید کرم اللہ بانی مسجد جامع محلہ پیشتر گذارش یافت۔ آنحضرت از مکمل اولیأ

بلگرام و باعث افتخار سلف و خلف این مقام اند۔ لقب ایشان سید العارفین

و سید الاولیاست از آنجا کہ شوقِ الٰہی و ذوقِ نا متناہی در اصل فطرت عالی ودیعت

بود۔ در تباشیر ایام شعور با طائفہ خدا شناسان سری داشتند۔ و صحبت جم غفیر این گروہ

والا شکوہ دریافتند۔ مرشد اسبق ایشان شاہ اعظم اند قدس سرہ در عنفوان شباب

ہمراہ پدر بزرگوار بجانب بنگالہ تشریف بردند۔ و در آنجا بخدمت شاہ اعظم ریاضتہا

کشیدند۔ و مراتب بلند و مدارج ارجمند طے کردند۔ بعد ازان برائے کسب معاش

لابدی نوکری نواب نجابت خان اختیار نمودند۔ و در جماعۂ چہل تن از شجعان کہ

نواب اینها را ممتاز نگاه می داشت منسلک شوند - و بعد چندی در عمر بست و دو سالگی دل از علائق صوری بالکلیه بر گرفتند - و اکثر بلاد هند را سیاحت کردند - و دار السرور برہانپور خدمت شاه برہان راز آلهی قدس سرہٗ ادراک نمودند - و چندی در خانقاه شیخ اقامت گزیدند - و از صحبت ایشان تمتعی فراگرفتند - اما مشیت آلهی در اندک فرصت صورت مفارقت وا نمود - آن جناب از فقدان صحبت شیخ متاسف شدند - ہمدران حالت در واقعه می بینند که شیخ به جانب ایشان التفات می نمایند و به دو دست مبارک خود غالیه در جامه ایشان می مالند - ازین بشره روح پرور رائحه لله فی ایام دهرکم لنفحات الا فتعرضوا لها - استشمام کردند و عنقریب به صحبت میر عبد الجلیل قدس سرہٗ رسیدند و فیضها بر گرفتند - و در باے غالیه را به ملاقات میر تعبیر نمودند - میر از اکمل اصحاب شاه برہان قدس سره بودند - و در لباس نوکری از فهم خلق دور می زیستند حضرت شاه برہان راز آلهی برہانپوری متوفی در سنه ۱۰۳۱ احدی و ثلثین و الف و ایشان مرید سید لشکر محمد عارف متوفی در سنه ۹۹۳ ثلث و تسعین و تسعمائة و ایشان مرید محمد غوث گوالیاری قدس الله اسرارہم مجموع این اکابر قافله سالاران شاهراه ولایت - و جرس جنبانان کاروان شهرت اند - فقیر را عبور برہانپور بارها اتفاق افتاد - و سعادت زیارت قبور طیبه دست داد و چون شهر برہانپور گرد بسیار دارد نوعے که هیچ شهر به گرد او نمی رسد - از فیض روحانیت سید لشکر محمد عارف توجهی به خاطر فقیر رسید و لباس نظم پوشید ؎

فتادست بسکہ گذر لشکر محمد را		غبار خیز بود کوچہ ہاے برہانپور	

القصہ حضرت سید العارفین بعد ایامی بجانب کالپی حرکت کردند۔ و بروبیت جمال باکمال میر سید احمد بن میر سید محمد قدس اللہ اسرارہما فایز گشتند و بہ تحصیل سعادت ارادت دست بہ عروۂ وثقی زدند۔ حضرت سید را نسبت بہ آنجناب نظری و عنایتی خاص بود۔ در وقت بیعت فرمودند ما ہر دو یک ذاتیم۔ و این بیت برزبان مبارک آوردند ؎

اینجا ز فیض پیر مغان بزم وحدت است		در پردہ دار دیدہ کثرت نمائی را	

و این عنایت مشابہ است بہ عنایتی کہ میر سید محمد دربارۂ میر سید احمد نمودند و فرمودند محمد و احمد یکے است۔ شاہ فضل اللہ خلف الصدق میر سید احمد قدس اللہ اسرارہما فرمودہ اند کہ حضرت سید در وقت ارتحال بہ فرزندان خود وصیت کردند کہ خلفاء جد وپدر شما بسیار اند اگر بہ فقر درویشی عامہ خواہید در صحبت ہرکدام حاصل می تواند شد۔ و اگر درویشی خواص منظور باشد صحبت میر سید لطیف اللہ مغتنم باید شمرد۔ و نیز شاہ فضل اللہ فرمودہ اند شراب ناب میخانہ سید احمد شاہ لدہا نوشیدند و دیگران دردچشیدند۔ و آن جناب با خرقۂ خلافت و مثال اجازت سلاسل خمسہ یعنی چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و سہروردیہ و مداریہ و ودائع موفورہ رخصت انصراف یافتہ بہ بلگرام تشریف آوردند و قریب ہفتاد سال در گوشہ انزوا قدم افشردند و بہ افاضۂ انوار معنوی شہر را چراغان کردند طریقۂ انیقہ در تربیت طالبان آن بود کہ گاہے بہ کرشمہ کار طالب می ساختند و گاہے

به ریاضت و مجاهده مشغول می گردند و ریاضات شاقه که آدمی را مزمن سازد نمی فرمودند
و اگر در اربعین می نشاندند اغذیهٔ لطیف می دادند - می فرمودند باعث قوام انسان
غذاست اگر تندرست است جهاد نفس از و خوب می آید - و اگر ناتوان قصور واقع
می شود - و از دلق پوشیدن و مرقع دوختن و خود را در نظر خلق وانمودن منع می کردند
و از تاهل و کسب معاش که سنت سنیه انبیا است علیهم الصلوٰة والسلام باز نمی
داشتند می فرمودند مرد آن است که ظاهرش با معامله خلق متفق باشد و باطنش
در یاد مولیٰ مستغرق و فتوح را ذخیره نمی ساختند و هر چه از غیب می رسید کشاده پیشانی
صرف می کردند - و جز فقراء وارد و صادر شهر می گرفتند و اکثر اوقات خصوص آخر شب
به سیر صحرا بر می آمدند می فرمودند سیر صحرا دلکشا است سرش این که صحرا نسبتی به مرتبه اطلاق
دارد و شهر نسبتی به مرتبه تقید سخن در کمال خوبی و رنگینی و تمکین ادا می فرمودند و هر گاه از
حقائق و معارف سخن می رفت تمام ذوق و شوق از زبان اقدس می تراوید - و مستمع
را حالتی و کیفیتی دست می داد - صاحب کمالاتی که به حضور مجلس انور مستفید شده
اند اتفاق دارند که کیفیتی و حلاوتی که در مجلس اشرف یافته ایم جاے دیگر کمتر یافته ایم
و با آنکه سن عمر از صد تجاوز کرد حالت ذوق و شوق در عنصر مبارک همان تازه بود سلطان
ابوسعید بن شاه فضل الله بن میر سید احمد قدس الله اسرارهم می فرمودند - وقتے
از میر شاه لدها پرسیدم نماز تهجد خوانده می شود فرمودند سالها ست که شب مژه
بهم نمی رسد اما نماز تهجد از دیوانگی دل میسر نمی آید و صلوٰة فریضه بے اختیار ادا می کرد

واز عجائب مختارات والا این که اگر عارضهٔ جسمانی رومی داد هرچند صعب بودی از احتما پرهیز می کردند و برخلاف ایام دیگر را اغذیه تکلفات به کار می بردند هرچند اطبا در ممانعت می کوشیدند حرف ایشان فائده نمی کرد- واین معنی ناشی بود از کمال توکل بذات حکیم مطلق تعالی شانهٔ از انفاس قدسیه است. دو که دید محمد مشکل تر از دید خدا است ایضاً لیلی را تحمل ضرور است یعنی احسن آنست که هر حقیقت در پردهٔ مجاز گفته شود تا از چشم زخم ناقصان محفوظ ماند- ایضاً اسلام عبارت از نفی وجود خویش و اثبات وجود حق است ایضاً محمد نام تشبیه است والله نام تنزیه- ایضاً شریعت منتهای مردان است- ایضاً شریعت رنگ است و حقیقت بو چون گل سرخ جامع هر دو شد آمد بر سائر گلها تفوق یافت- وچون لالهٔ یاسمن هر کدام منفرد افتاد آن مرتبه نیافت ؎

کناره گرد خطرهای بیکران دارد ‏ ‏ میانه روز دو جانب نگاهبان دارد

روزے یکے از اعیان مشائخ بر قولی که از آنجناب منقول بود خورده بیجا گرفت مخاطب فقیر بودم- ملتفت جواب نه شدم- همان روز قولی از تحریرات شیخ مذکور شد وشخصے عمده آن را رد کرد- شیخ سخت متاثر گشت وآن نوشته در حضور شیخ حسب الاشاره شیخ بر دست فقیر چاک گردید- فاعتبروا یا اولی الابصار رحلت آن جناب شب یکشنبه چهاردهم جمادی الاولی ۱۲۴۳ ثلث واربعین ومائة والف واقع شد کاتب الحروف از کلام ربانی این دو تاریخ برآورد - فی جنات النعیم- ولهم رزقهم

بکرة وعشیا مرقد منوره در جوار حویلی سکونت میر نوازش علی سلمه الله تعالی صاحب

سجادہ بر مزار فائض الانوار عمارتی و مسجدی بنا کردہ اند راقم الحروف در ماہ جمادی الاولی ۱۱۳۷ھ
سبع ثلثین و مائۃ و الف در سلسلہ علیہ چشتیہ با حضرت ایشان بیعت کردہ از ذات
قدسی آیات فیضہا اندوخت۔

(۵۰) میر عظمت اللہ

ثمرۂ شجرہ سید العارفین قدس اللہ اسرارہما خاص الخاص طائفہ علیہ صوفیہ اند۔ و
از مشرب وحدت وجود چاشنی بلند داشتہ اند اگرچہ ایام زندگانی در ملازمت امراء بسر آوردند
اما ہمہ وقت جمال بے رنگی در آئینہ رنگ دیدہ اند و غنچۂ جمعیت از شاخسار تفرقہ
چیدہ و اصل طریقہ سید العارفین ہمین است کہ ظاہر مشابہ عوام باشد و باطن مماثل
خواص انبیا کہ اخص الخواص اند علیہم الصلوٰۃ والسلام اشبہ بہ عوام بودہ اند و بہ طور
سائر الناس بسر بردہ و کسانے کہ جادۂ کمال تبعیت می پیمایند ہمین رویہ مستقیمہ اختیار
می نمایند۔ شناخت مردان الٰہی کار ہر کس نیست۔ صاحب بصیرتے باید کہ محقق
را در لباس مقلد دریابد عوام از نقصان حس در غلط افتند و ایشان را از جنس خود
شناسد لہٰذا مدار اعتقاد عوام بر امتیاز وضع است شخصے را کہ وضع سائر الناس ممتاز
یابند ولی پندارند۔ و سررشتۂ اعتقاد بہ دست آرند طعن مالھذا الرسول یاکل
الطعام و یمشی فی الاسواق شاہد حال است و خطاب او یلقیٰ نلک بیت من
زخرف او ترقی فی السماء مصداق این مقال۔ حضرت مجدد قدس سرہ در مکتوب دو صد و ہفتاد و

دوم از مجلد اول می نویسند که انبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیمات در بسیارے از احکام در رنگ عوام زندگانی می نمایند و در معاشرت با خلق و با اہل و عیال مثل ایشان معاملہ می فرمایند اخبار حسن معاشرت خیر البشر با اہل و عیال خود علیہم الصلوۃ والتسلیمات مشہور است و منقول است کہ روزے سید البشر علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام تقبیل امامین می فرمودند و بہ انبساط تمام با ایشان معاشرت می نمودند۔

شخصے از حاضران گفت یا رسول اللہ من یازدہ پسر دارم ہرگز یکے را بوسہ نہ کردم۔ حضرت فرمودند علیہ و آلہ الصلوۃ والسلام کہ این رحمت است بہ بندہائے رحیم خود عطا می فرماید و چون اخص خواص در بعضے اوصاف بہ عوام مشارک اند اگرچہ شرکت بہ اعتبار صورت باشد۔ ناچار عوام از نارسائی خود از کمالات ایشان قلیل النصیب اند و ایشان را در رنگ خود ہا خیال می کنند و آنکہ در اوصاف و شمائل از ایشان جدا بود او را می گروند و بزرگ می دانند ازینجاست کہ اوصاف و اخلاق اولیا کہ از اوصاف و اخلاق ایشان کہ مشابہ اخلاق ایشان است اگرچہ آن اخلاق در انبیا موجود بودند علیہم الصلوۃ والتسلیمات۔

بشنو نقل کردہ اند از مخدوم شیخ فرید گنج شکر چون یکے از فرزندان ایشان می مرد و خبر موت بہ ایشان می رسید ہیچ تغیرے در ایشان راہ نمی یافت و می گفتند سگ بچہ مردہ است بیرون پرتابید۔ و چون فرزند سید البشر ابراہیم نام علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام فوت کرد۔ حضرت پیغمبر علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام بروے گریہ کردند و محزون گشتند و فرمودند

انا بفراقك يا ابراهيم لمحزونون به تاکید و مبالغه بیان حزن خود فرمودند۔
گنج شکر بهتر است یا سید البشر نزد عوام کالانعام معامله اولی بهتر است و آن را بے تعلقی
می دانند و ثانی را عین تعلق و گرفتاری می انگارند۔ اعاذنا الله سبحانه عن معتقد اتهم السوءا
وچون این دار دار آزمائش و ابتلا است عوام را مشتبه ساختن و در شبه انداختن
عین حکمت و مصلحت است اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا
وارزقنا اجتنابه بحرمة سید البشر علیه وعلی آله واصحابه من الصلوٰة افضلها ومن التسلیمات
اکملها۔ اکنون سررشته مطلب اصلی بدست آریم۔
میر عظمت الله بسیار خوش صحبت سنجیده وضع مقبول دلها بودند و در کمال حسن
خلق و تهذیب آداب می زیستند۔ در تصوف رسائل دلپذیر پرداخته اند و شعر بیشتر
موحدانه ادا ساخته تخلص ایشان بیخبر است۔ فی الواقع باخبر بے خبر بودند۔ و بر قول
حضرت لسان الغیب قدس سره عمل می کردند که ؎

مصلحت نیست که از پرده برون افتد راز	ورنه در مجلس رندان خبرے نیست که نیست

برخی از اشعار ایشان در دفتر شعر اقلمی می گردد۔ وفات ایشان روز دوشنبه بست
و چهارم ذی القعده ۱۱۴۲ه اثنین واربعین ومائة والف در دهلی اتفاق افتاد۔ در وقت
احتضار مردم استفسار کردند که اگر حکم شود نعش را بلگرام روانه کنیم۔ و اگر درین شهر مکانی
اختیار افتد اشاره فرمایند که موافق آن عمل نموده شود۔ فرمودند این مشت خاک را
هر جا خواهید به پرتابید۔ و نیز در حین احتضار شخصے که او را در مسئله وحدت وجود با ایشان

راہ سخن بود پرسید حالا چہ می فرمایند - جواب دادن سخن مردان یکی ست - قبر ایشان

درجوار مرقد سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی است قدس سرہٗ - برسر شاہراہ

متصل دیوار شرقی باغ دریاخان لقاے اعظم شاہ بن سلطان اورنگ زیب

وقبر سید درویش ہمانجا برابر قبر ایشان واقع شدہ - قبر میر عظمت اللہ جانب غرب

است وقبر سید درویش جانب شرق - واین سید درویش برادر اعیانی شاہ رحمت

اللہ است کہ ذکر شریف او می آید - وہم عمر وہم دست میر عظمت اللہ بیخبر اسمی باسمی

بودہ ونشاء فقر بلند داشتہ - وباوصف تاہل درکمال وارستگی می گذرانید

آخر کار از ہمہ گذشتہ در شاہجہان آباد منزوی گردید - وبقیہ ایام زندگانی را بے تعلقانہ

بسر آورد تا آنکہ بہ رفیق اعلی پیوست -

(۵۱) میر نوازش علی سلمہ اللہ تعالی

فرزندزادہ صاحب سجادہ سید العارفین قدس سرہٗ ولادت الیشان نوزدہم شہر

رمضان المبارک سنہ ۱۱۲۴ اربع وعشرین ومائۃ والف دست داد از ابتداء سن تمیز تا عنفوان

شباب درحجر عنایت جد بزرگوار تربیت یافتہ اند - وخطی کامل ونصیبی وافر اندوختہ

ودر عمر نہ سالگی بہ بیعت والاشرف اندوز گشتہ - سید العارفین را با ایشان ورا ے رشتہ

فرزندی عنایتی ومحبتی خاص بود - چون والد ایشان میر عظمت اللہ بیخبر شش ماہ پیش

از رحلت سید العارفین قدس سرہٗ ازین عالم انتقال کردند - سید العارفین قریب بہ زمان

ارتحال خود میر نوازش علی را به خلافت واجازت ممتاز ساختند و خرقهٔ خلافت که
از مرشد برحق میر سید احمد قدس سرهٔ پوشیده بودند۔ بدستِ مبارک خود میر را
پوشانیدند الیوم میر وارث کمالاتِ جد بزرگوار اند۔ صاحبِ مشرب بلند۔ و معارف
ارجمند۔ دوام اوقات به یاد آلهی معموری دارند۔ و طالبان را سرمهٔ بینائی در چشم
می کشند زاد الله عمرهٗ۔

(۵۲) میر سید نور الحق سلمه الله تعالیٰ

خلف الصدق دوم سید العارفین و داماد صاحب البرکات سید برکت الله بلگرامی
که ذکر شریفش می آید۔ ولادت ایشان در ۱۰۹۶ھ سنه است وتسعین والف اتفاق افتاد
علامهٔ مرحوم میر عبد الجلیل لفظ "بخت بلند" ۱۰۹۶ھ تاریخ یافته اند۔ از آغاز ایام شعور تا انجام
حیات سید العارفین در ظلِ رافت ابوت تربیتها یافته اند۔ و راه به مقصد اعلیٰ برده
از بلگرام کم بر می آیند و محلِ سفر در وطن صورةً و معنیً می آرایند۔ الا گاه گاه به سلسلهٔ جنبانی
قرابت جانبِ قصبهٔ مارهره که اقامت گاه حضرت صاحب البرکات است قدس
سرهٗ حرکت می کنند۔ سید العارفین قدس سره قبل زمان ارتحال خود ایشان را به
اجازت ارشاد طالبان مورد عنایت ساخته اند بعد از رحلت والد ماجد پائین
مزار فایض الانوار مقیم اند۔ و دائم الاوقات بر جادهٔ خدا پرستی و رهنمونی مستقیم
مد الله حیاته۔

(۵۳) سید نور اللہ قدس سرہٗ

برادر صغیر اعیانی سید العارفین شاہ لدہا بلگرامی صاحب دل بریان و دیدہ گریان خدادوست - دنیا دشمن - ابتدائے حال در طلب علم دامن برزد و بخدمت شیخ ابوالفتح ساکن نیوتنی من توابع اودھ تلمذ نمود - و فاتحہ فراغ خواند - ملا ابوالفتح از اولاد قاضی ضیاء الدین است کہ از اعیان نیوتنی بود - و بہ احمد آباد رفتہ بہ خدمت شیخ وجیہ الدین علوی قدس سرہٗ کسب کمال نمود و فضیلت برجستہ بہم رسانید - شیخ او را مورد عنایت خاصہ ساخت - و صبیۂ خود در سلک تزویج کشید - قاضی ضیاء الدین بعد چندی باحلیلۂ خود بہ وطن اصلی عود کرد - ملا ابوالفتح در ایام شباب بہ شوق تحصیل علم در قصبات متردد گردید - و از ملا محمد زمان ساکن کاکوری و دیگر فضلائے عصر تحصیل نمود - بعد از آن بہ خدمت میر سید حسین شاگرد رشید میر زاہد رفت و چندی تلمذ کرد - آخر کار بہ خدمت میر زاہد شتافت و تحصیل را بہ انتہا رسانید - و بہ وطن اصلی معاودت نمود - و دست بیعت بہ شیخ پیر محمد لکھنوی داد و مدۃ العمر بہ درس و افادہ مشتغل گشت - و مردم بسیارے را فیض رسانید - القصہ سید نور اللہ بعد فراغ از تحصیل جانب دہلی رفت - و در جوار مرقد مقدس سلطان المشائخ نظام الدین قدس سرہٗ معتکف گردید - در ایام اعتکاف بعضے امراسند یومیہ و اراضی مدد معاش بہ خدمت آوردند - دست رد زد - و سند را پارہ کرد - آخر بہ خدمت سید العارفین قدس سرہٗ

مرید شد و ریاضات شاقه فوق الطاقه کشید۔ وحالت عجبی بهم رسانید۔ شبها چشم
گلم بر ہم می زد۔ اکثر اوقات می گریست گاہے در رکوع و گاہے در سجود شب را صبح
کردی۔ و مصداق حدیث شریف حتی تورمت قدماہ مشاہدہ شدی۔ و احیاناً حالتے
رو می داد کہ تا یازدہ روز بیشتر بہ اکل و شرب نمی پرداخت روزے ایستادہ بود خواست
تا آفتابہ برائے وضو از زمین بردارد خم شد ناگاہ حالتے طاری شد کہ تا سہ روز
بہ ہمان شکل رکوع خم ماند۔ اکثر بہ دیوانگی می زد۔ و بے طاقتی ہا می کرد۔ و گریبان چاک
می گشت۔ زر و سیم بہ دست نمی گرفت۔ می فرمود این مردار است۔ دست آلودن
باین جائز نیست۔ از نفس تشرع لوائے احتساب بر دوش داشت روزے قلندرے
از طائفہ بے قیدان نزد سید العارفین نشستہ بود ناگاہ آواز مزماری بہ گوش رسید
قلندر گستاخانہ بہ خدمت سید العارفین گفت جائے کہ مزامیر است روان باید شد
سید نور اللہ از راہ زجر گفت در آنجا چیست؟ قلندر گفت اللہ است۔ سید نور اللہ
برخاست و گفت برخیز اللہ را بنما قلندر گفت نجاست را از خود دور کن۔ گفت نجاست
چیست۔ گفت این لباس دنیوی کہ در بر تست۔ سید نور اللہ دستار بر زمین زد و جامہ
چاک کرد و گفت بیا اللہ را بنما۔ قلندر را حیرت دست داد و در مقام عجز و تضرع
در آمد۔ سید نور اللہ تنگ گرفت آخر سید العارفین درمیان آمدہ قلندر را از دست ایشان
وارہانیدند۔ شبے نماز تراویح بہ جماعت میخواند۔ امام بر سر این آیہ رسید فلیضحکوا قلیلا
ولیبکوا کثیرا در عین نماز بیہوش افتاد۔ و تا چند روز از گریہ نیاسود۔ و وقتے او را

درسطے این راہ مشکلے پیش آمد۔ بہ خدمت سید العارفین اظہار کرد۔ حضرت شغلہا
فرمودند عقدہ وانہ شد۔ آخر فرمودند۔ برو قرآن مجید حفظ کن۔ چند جزو از قرآن
حفظ کردہ بود کہ عقدہ انحلال پذیرفت آمدہ بہ پائے حضرت افتاد و باقی قرآن یاد
کردن گرفت۔ بست و پنج جز یاد کردہ بود کہ دریں اثنا ہر دو قدم او از کثرت قیام
شبہا آماسید و بہ ہمان عارضہ قدم ازین عالم بیرون گذاشت در وقت احتضار
او را پرسیدہ اند کہ تمنائے بہ خاطر دارید۔ فرمود ہمین تمنا با خود دارم کہ پنج جزو از قرآن
باقی ماندہ فرصت حفظ نیافتم۔ وفاتش سیزدہم ماہ شعبان ۱۱۱۳ھ ثلاثہ عشر و مائۃ
والف واقع شد۔ کاتب الحروف آیہ کریمہ[۵] بشرٰکم الیوم جنات ۱۱۱۳ھ تاریخ یافت
بعد از فوت او مردم خانہ قرآن تلاوت او را الم کردند و متاسف شدند شخصے او را
در واقعہ نمود کہ قرآن در خانہ فلان کس در فلان محل است۔ چون خبر گرفتہ اند ہمانجا یافتہ اند رحمۃ اللہ علیہ

(۵۴) سید محمدی قدس سرہٗ

بن سید بدیع الدین عرف سید نتہا بن سید تاج الدین حجرہ نشین مذکور قدس سرہٗ
اسبق الخلفاء سید العارفین است در صغر سن کلام اللہ را از بر کرد و بہ خدمت مولوی
عبد الغفور متولی بلگرامی تلمذ نمود۔ و کتب درسی را مرتب گذراند۔ و بہ تحصیل ارادت
سید العارفین ابواب سعادت بر روئے خود کشود۔ و جادۂ سلوک بہ قدم آگاہی در نوردید

[۵] سورۃ الحدید آیہ۔ ۱۲ (بشرٰکم الیوم جنات ۱۱۱۳ھ۔)

و مہبد را بہ منتہی رسانند۔ و بہ لبس خرقۂ خلافت و اجازت پیرایہ کرامت در بر کرد۔ و مقید بہ خلوت گزینی نہ گشت۔ و با شاہ عالم بہادر شاہ بسر می برد۔ بادشاہ ادب و احترام بسیار می کرد۔ روزے در خلوت با بادشاہ حرف می زد۔ در اثنائے کلام دست بر زانوے بادشاہ می رسانید ناظرے گفت قواعد ادب نگاہ باید داشت۔ بادشاہ ناظر را منع کرد و فرمود اہل اللہ را در ہیچ حال تعرض نہ باید کرد۔ بسیار عالی مشرب بلند حوصلہ بود و قوت باطن بہ درجۂ کمال داشت۔ ہر صاحبدلے کہ با او بر می خورد مطیع و منقاد می گشت روزے با یکے مشائخ ملاقات نمود حرف توحید در میان آمد۔ شیخ را رقتے دست داد گفت سقائی می کنی۔ شیخ گفت این سخن را ما ہم می دانم۔ سید گفت این سخن نفس است در توحید من و تو گنجایش نہ دارد۔ وفاتش در ۱۱۲۳ھ سنہ ثلث و عشرین و مائۃ و الف اتفاق افتاد۔ خوابگاہش باغ شمالی محلہ میدان پورہ نزدیک مزار شہدا طرف آبادی حیدر آباد[۵۱] و در ہمین سال قاضی محمد حافظ کہ ذکرش می آید در گذشت۔ علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل می فرماید ؎

چون میر محمد و قاضی حافظ	بردند بیک سال سوی جنت راہ
گشتند بہ رضوان الٰہی واصل	ہاتف تاریخ گفت۔ رضوان اللہ ۱۱۲۳

(۵۵) سید برکت اللہ الملقب بہ صاحب البرکات

بن سید اویس بن سید عبد الجلیل بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہم۔

[۵۱] این حیدر آباد محلہ ایست من محلات بلگرام۔

شاہبازی است آشیانش سدرۃ المنتہی ویکہ تازی ست میدانش سموات علی شعشعۂ ولایت ازجبینش پیدا۔ وجبروت فقراازناصیۂ اش ہویدا مدۃ العمر سر برآستان خالق گذاشت وقدم بردر مخلوق نہ فرسود۔ امیروفقیر فرش آستانش بودند۔ وگوئے سعادت عرصہ علوی وسفلی می ربودند۔ اگرچہ اوائل حال دست بیعت بہ جناب سید عربی بن سید عبدالنبی بلگرامی قدس اللہ اسرارہما داد۔ اما ازمبادی عہد شباب تاآغاز ایام کہولت صحبت سید العارفین قدس سرہٗ لازم گرفت۔ وعقیق استعدادش بہ فروغ باطن اقدس رنگ کمال پذیرفت۔ وازمشرب خاص آن حضرت حظی ستوفی اندوخت وسند خلافت واجازت اخذ نمود۔ سید العارفین رانسبت بہ ایشان معاملات معنوی خاص بود ومکاتیب محتوی براسرارحقائق ومعارف اکثر بہ نام مشار الیہ شرف صدور یافت بسیارے ازان مکاتیب درنسخہ انیس المحققین مندرج است وطالبان را از مطالعہ آن حظ روحانی حاصل می شود۔ ونیز صاحب البرکات بہ دار الولایۃ کالپی رفتہ ازخدمت مخدوم زادہ قدس سرہٗ التفاتہا وعنایتہا مبذول داشت۔ وبہ عطاے شال خلافت پایہ اش بلند گردانید۔ وبہ اعزاز واکرام فراوان رخصت فرمود صاحب البرکات ہمین سلسلہ راجاری کرد وبہ علاقہ مرقد بزرگوار خود سید عبد الجلیل قدس سرہٗ بہ قصبہ مارہرہ من توابع مستقر الخلافۃ اکبرآباد تشریف برد۔ ودران مقام طرح توطن ریخت۔ وجلوہ ظہورش عرصۂ آفاق رافرا گرفت۔ خلائق بے شمار از اطراف واکناف ازیمن تربیتش بہ مقصد اعلیٰ پیوستند۔ واوراق تفرقہ راشیرازہ جمعیت بستند۔ ہموارہ

دست ایثار کشاده می داشت و ذخائر مثوبات اخروی فراہم می آورد۔ تصانیف ایشان رسالہ مسمی بہ سوال وجواب ودر حل معانی حقائق ورسالہ مسمی بہ چہار انواع در آداب ورسالہ مسمی بہ عوارف ہندی کہ امثال زبان ہندی را بہ سمت معانی حقائق کشیدہ۔ و لطافتہا بہ کار بردہ۔ ودیوان شعر موجزی ومثنوی موجزی مسمی بہ ریاض عشق ورسالہ مسمی بہ بیم برکاس مشتمل بر اشعار ہندی قدری از اشعار فارسی وہندی ایشان در فصلین آخرین دفتر ثانی ایراد نمودہ می شود انشاء اللہ تعالیٰ۔ تولد آن جناب در سنہ سبعین والف دست داد۔ عظیم الہدیٰ تاریخ است۔ و روز عاشورا ۱۱۴۲ھ اثنین واربعین ومائۃ والف عنان از عالم سفلی تافت۔ وبا روح مقدس امام علیہ السلام بہ گلگشت فردوس اعلیٰ شتافت۔ عمر شریف ہفتاد ودو سال وقبر لطیف در مارہرہ یزار ویتبرک بہ وچون روز عاشورا روز شہادت امام علیہ السلام است مجمع عرس ایشان پانزدہم محرم مکرم قرار دادہ اند راقم الحروف گوید ؎

بیدار دلی رفت سوی محفل قدس	بر بست ز صحرای جہان محمل قدس
تاریخ وصال او خرد کرد رقم	صاحب برکات وصل منزل قدس ۱۱۴۲ھ

(۵۶) سید آل محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ

بن سید برکت اللہ مذکور قدس سرہ نوزدہم رمضان المبارک روز پنجشنبہ سنہ ۱۱۱۱ھ احدیٰ عشر ومائۃ والف در بلگرام متولد گردید۔ ودر ظل رافت پدر بزرگوار خود تربیت باطنی

یافت۔ وخرقہ خلافت پوشید۔ وبہ اجازت سلاسل خمسہ سلاسل سعادت بہ دست آورد
وبعد رحلت والد بزرگوار بہ دار القرار بر سجادہ آبائے کرام قرار گرفت واز سید العارفین قدس
سرہٗ نیز التماس خلافت نمود۔ حضرت قدس سرہٗ بہ ارسال خلافت نامہ ودستار مبارک
سر افتخارش بہ آسمان رسانیدند۔ مشار الیہ در مارہرہ کوس شیخت می نواخت۔ وحمائے
شریعت را بہ جد تمام نگاہبانی می کرد۔ ودر ازالہ امراض قلبی مسیحائی داشت۔ وسرگشتگان
وادی شوق را از تلوین بہ تمکین می آورد۔ وبہ اتباع سنت سنیہ نبوی تیر خوب می انداخت
ودست وبازویش بہ صفائے شست تیر وکمان را می نواخت۔ وبیشتر اوقات
بہ کتب تصوف خصوص مولفات والد ماجد خود مشتغل بود۔ ومردم بسیار از اطراف
واکناف بہ ارادت او کامیاب بودند۔ سید بتاریخ پانزدہم ۱۱۶۴ھ ربع وستین وماتہ
والف در نزہت کدۂ قدس خرامید۔ ودر مارہرہ مدفون گردید۔ مولف اوراق گوید ؎

چراغ آل عبا شمع دودمان علا	فزود جلوۂ او رونق حریم بہشت
افادہ کرد بہ من سال رحلتش ہاتف	نصیب آل محمد بود نعیم بہشت ۱۱۶۴ھ

(۵۷) سید نجات اللہ المعروف بہ شاہ میاں سلمہ اللہ تعالی

بن سید برکت اللہ مسطور قدس سرہٗ مجمع فضائل وکمالات است۔ ومستجمع شرائف
حالات صاحب خلق عظیم۔ وجود کریم۔ ولادت او در ۱۱۱۷ھ سبعۃ عشر وماتہ والف در بلگرام
اتفاق افتاد۔ وہمین جا نشوونما یافت۔ واز اول عمر تا آخر ثمرات معارف از شجرہ طیبہ والد

بلند قدر رسید - وحظی وافر از لذات روحانی فرا گرفت - و پس از انتقال آن بزرگوار
سجادۂ ارشاد را رونقی تازہ افزود - و بہ خدمت رسید العارفین قدس سرہٗ عریضہ متضمن
استدعای خلافت والا بہ قلم آورد - جناب ایشان قدس سرہٗ بہ عنایت مثال خلافت
و دستار فیض آثار نوازش فرمودند - الیوم در مارہرہ رایت ہدایت می افرازد - و اوارکان
طرق کثرت را بہ دائرہ وحدت می کشد - و در احیاے قلوب فیض مسیحائی دارد
و با دل شکستگان لطفش کار مومیائی می کند طبعش وقاد داشت - و ذہنش نقاد
بہ قماش شعر نیک می رسد - و اوقات را بہ تلاوت قرآن و مطالعہ کتب حدیث
و تصوف و حق پرستی معمور می دارد - و عالمے از ان دیار بہ شرف ارادت او مستفیض
است صاحب البرکات قدس سرہٗ در بعض رسائل خود موعظتی بہ ہر دو فرزند ارجمند
خود قلمی فرمودہ ہر دو برادر بہ مفہوم آیۂ کریمۂ وتعیہا اذن واعیہ بر آن کار بستند
و بہ توفیقات ربانی و تائیدات یزدانی فائز گشتند - عبارت موعظت در این
جا بعینہا نقل کردہ می شود :-

"آل محمد و نجات اللہ سلامت باشند - این چند نصیحت نوشتہ شدہ بر آن عمل نمایند و این رسالہ
"راہموارہ با خود دارند باید کہ مشغول بہ یاد الٰہی باشند - و بہ کتب فقہ و سلوک الفت نمایند
"واز مقام خود ہا جنبش نہ نمایند - و بہ خانۂ مخلوق و مردم دنیا نہ روند - و بہ زیارت قبور و بہ
"دیدن عالمے کہ دلی داشتہ باشد یا آنکہ ظاہر او بہ دین و دیانت آراستہ باشد البتہ
"روند - و دیدن او را سعادت کونین دانند - و بہ ہیچ کارے و مطلبی بہ حاکم و بہ کسی رجوع

نه کنند که سازندهٔ کارها کارساز است - وحسبةً لله برای کار خلق با هر کس تملق ولجاجت نمایند که باعثِ ثواب است - روزی حاکمی با این عاجز برای کاری مخالفت کرد درگذر کرده شد - اکثر عزیزان به او ملتجی شدند قبول نه کرد وگفت اگر فلانی مرا رقعه نویسد ازین کار وانکار بگذرم - عزیزان به این محتاج الی الله تقاضای رقعه نوشتن به کد وجهد پیش کردند ناچار این بیت نوشته شد ؎

آنکه رخسار ترا رنگ گل ونسرین داد	صبر وآرام تواند به منِ مسکین داد

خواند وباز آمد - وموافقت نمود - بهر حال دریا دل باشند وبهر آن فقر والی الله ولاتقنطوا من رحمة الله وتوکلوا علی الله بر دل وجان وزبان جاری دارند - وطریقهٔ ظاهر را به اسلوب نادر ولائد پیش سازند - وشعار دین را هرچه تقید وتکلف کرده آید دریغ نه کنند - جاهدوا فی سبیل الله آری جهاد اکبر همین است که خود را آرام نه دهند تاکه آرام نیابند محاربه بالنفس کنند - وبه محکمه رجوع نشوند - وبرخلق هرگز هرگز اعتماد نه کنند - وبه اینها محتاج نه شوند ؎

باغ مرا چه حاجت سرو وصنوبر است	شمشادِ خانه پرورِ ما از که کمتر است

؎

نصیحتی کنمت یاد گیر ودر عمل آر	که این حدیث ز پیر طریقتم یاد است
مجو درستی عهد از جهانِ سست نهاد	که این عجوز عروس هزار داماد است

المقصود علم وعمل پیش گیرند وبران مغرور نه شوند - وآرزوی آن کنند که چشم گریان ودلِ بریان وعملِ خالص واجابتِ دعا ورفاقتِ درویشان وسکنِ مسجد وآهِ دردناک واخفای حال

" از مدد آلہی و از فیضِ عالم پناہی میسر شود - آیین ثم آیین - ہم درین بودم کہ دل با من عتاب کرد
" و جانم پیچ و تاب نمود - مطابق قول مشہور کہ خود فضیحت و دیگران را فضیحت -
" اے ناہموار مویت سفید شد و دلت ہمچنان سیاہ است - ظاہرت آراستہ و باطنت تباہ
" پس کار خود بنشین و بر حال خود غم و الم نماے - کدام حسنہ از تو سرزدہ کہ دیگرے را بہ فضیحت
" پیش می آئی - وکدام حمیدہ را سرانجام دادہ کہ ارشاد می فرمائی - بس کن و وقت از دست
" مدہ ؎

"	بنشین پس کار و دیدہ بر دوز		از نارِ فراقِ خود ہمین سوز

" این گندم نمائی و جو فروشی تا چند آنچنان باش کہ می نمائی - و آن چنان نماے کہ می باشی -
" چون نیک نگریستم ازان ہم بترم کہ دل گفت آہ صد آہ ؎

"	وقتِ عزیز رفت بیا تا قضا کنیم		عمرے کہ بے حضور صراحی و جام رفت

" بس کردم توبہ نمودم - خموش گشتم بہ جوش و خروش آمدہ بودم باز بہ ہوش رسیدم یخرج الحی
" من المیت بمنہ و کرمہٖ ؎

(۵۸) سید عین الدین

بن سید حسین بن سید ابو الفتح بن میر عبد الجلیل بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہم در مبادی شعور کلام اللہ را یاد گرفت - و در عنفوانِ شباب میلِ حق جوئی بہم رساند و عتبۂ علیہ سید العارفین را ملتزم گردید - و بعد کشف برہان شرف بیعت دریافت - و در بوتۂ ریاضت گداختہ طلاے خالص بر آمد - و مشق ذکر قلبی

بجائے رسانند کہ شبہا چون می غنود ازدل او اسم جلالہ بآواز بلند مردم می شنیدند از ابتدای عمر تا انتہا درگوشۂ قناعت قدم افشرد۔ و بہ مزروع زمین قلیلے کہ بہ طریق وراثت رسیدہ بود اکتفا کردہ بسر می برد و بہ اختلاط مردم کم می پرداخت۔ و در احضار جن و احراق شیاطین تصرفی عالی داشت وفاتش در عشرۂ ثانی لبعد مائۃ والف آرام گاہش بلگرام رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵۹) سید محب اللہ بلگرامی قدس سرہٗ

از احفاد سید محمود اکبر مذکور است۔ بدین ترتیب۔ سید محب اللہ بن سید محمود بن سید محمد فاضل بن سید عبدالحکیم بن سید ابوالقاسم بن سید خان محمد بن سید محمود اکبر قدس سرہٗ در عنفوان جوانی ذوق حفظ کلام ربانی بہم رسانید۔ بر بالاخانہ حویلی خود نشستہ در عرصۂ شش ماہ قرآن را یاد کرد۔ و تا این مدت گاہے از انجا فرود نیامد۔ ردای ورع و تقوی بر دوش گرفت۔ و خود را بہ فتراک ارادت سید العارفین بست۔ و کتان ہستی بہ مہتاب فنا دادہ در انوار سرمدی مستہلک گردید۔ و ستر حال شعار خود ساخت۔ بہ شائبہ کہ ہیچکس او را از ین طائفہ نمی دانست۔ صورۃً در زی سپاہی و معنی در یاد آلہی۔ در صفت شجاعت و مردانگی تمام عیار بود و بارہا کارہا ازو بہ ظہور رسید۔ و او نوکر شاہزادہ محمد اعظم بن سلطان عالمگیر بود۔ چون صوبہ دارالفتح اجین از پیشگاہ خلافت بہ شاہزادہ محمد اعظم تفویض یافت۔ و نیابت بہ میر زین العابدین پسر فضائل خان مقرر گشت سید محب اللہ

در زمرۂ منصبداران متعین میرزین العابدین بہ اُجین رسید ۔ و دران سرزمین بسرمی برد
اتفاقاً در بعضے اسفار روزے از فوج جدا شدہ متصل سرائے سیپی رسید ۔ و پیش دروازہ
زیر درختان سایہ دار از اسپ فرود آمد و زین پوشش فرش کردہ نشست ۔ و باآنکہ محل نزول
لشکر بیشتر بود خدمتگاران را فرمود تا احمال و اثقال فرود آوردند ۔ و لباس سفید برآوردہ
تجدید لباس کرد و شربتی ساختہ نوش فرمود ۔ و بہ تلاوت قرآن مشغول گشت ۔ بعد فراغ
تلاوت بالائے کست آمد و چادرے برخود کشیدہ بہ خواب رفت ۔ مقارن این حال
میرزا سلطان نظر کہ از اقربائے میرزین العابدین و بخشی فوج بود ۔ و با سید محب اللہ
ربط داشت از آنجا گذر کرد و اسپ سید محب اللہ را شناخت ۔ نزدیک رسیدہ
خدمتگاران را فرمود منزل بیشتر است بیدار باید ساخت ۔ و خود از بالائے اسپ
دو سہ بار آواز کرد جوابی بر نیامد ۔ آخر خدمت گاران را فرمود چادر بہ کشید چون چادر کشیدند ۔ دیدند کہ
جان بہ حق سپردہ است ۔ میرزا سلطان نظر تجہیز و تکفین کردہ ہمانجا بہ خاک سپرد ۔

میر سید احمد بلگرامی کہ دران وقت بہ حکومت شاہجہان پور و سجاولپور و اندور
محالات صوبۂ مالوامی پرداخت ۔ و میر لطف اللہ برادر اعیانی سید محب اللہ کہ ہمراہ
میر سید احمد بود اینہا شخصے را بازرے فرستادند کہ قبر آن مرحوم را پختہ سازد چون فرستادہ
آنجا رسید دید کہ حاکم سرائے مذکور قبر را با چبوترہ از خشت و گچ بیشتر تعمیر کردہ است
و اسپ ایشان دانہ و کاہ را ترک دادہ شب و روز اشک از چشم می ریخت لہذا حاکم
بعد سہ روز اسپ را ذبح کردہ پایین مرقد دفن نمود ۔ و قبر اسپ مربع ساختہ و جاہی کندہ

آن را نیز به خشت تعمیر نمود - مردم آنجا به زیارت سید می آیند - و نقاره می نوازند - و نیاز ہا
می گذارند و فاتش چہاردہم ماہ شعبان سنہ ۱۰۵۸ہزار و صد دوم اتفاق افتاد - سراے سیبی
حصار سنگین دارد - قبر سید متصل دروازہ جانب اکبر آباد است و این سیبی از نواح
سیپری است مابین نزور و کالا باغ - نسخہ کلام اللہ جملہ سی جزء در پانزدہ مجلد بہ دستخط
سید محب اللہ کہ صحت تمام دارد امروز موجودہ است مردم تلاوت می کنند - و نسخہ
ہاے دیگر را از روے آن تصحیح می نمایند - سید العارفین قدس سرہ می فرمودند
سید محب اللہ می گفت در وقت ذکر کلمۂ طیب ہر گاہ لا الہ می گویم ہیچ چیز در نظرم نمی آید
و ہر گاہ الا اللہ می گویم ہمہ موجود می گردد - و نیز سید العارفین قدس سرہ می فرمودند کہ وقتے
خطی بہ سید محب اللہ نوشتم این بیت مندرج ساختم ؎

غیرت روا نہ داشت کہ برقع برافگنم		تا جملہ بنگرند کہ جانانہ خودم	

سید محب اللہ در مقابل بیت مذکور این بیت نوشت ؎

جز تو کس نیست تا ترا بیند		زچہ برقع نمی کشائی تو	

سید العارفین فرمودند کلام سید محب اللہ از کلام من سبقت برد -

(۶۰) میر سید لطف اللہ المعروف بہ خورد میر قدس سرہ

برادر حقیقی و طریقی سید محب اللہ مسطور است - اگرچہ ظاہر حال بہ ملازمت
امرا می پرداخت اما فی الحقیقۃ شمع خلعت در انجمن می افروخت و حظی وافر از ثروت صوری

داشت۔ ودوام ہمت بر انجاح مطالب مستمندان صرف می کرد۔ بے تصنع تشریف مروت واحسان بر قامت او دوختہ بودند۔ و باوصف ملازمت امرا کوشش بلیغ در صلاح وتقوی داشت و دقیقہ از دقائق فرو نمی گذاشت۔ گاہے نماز تہجد فوت نہ کرد۔ و بہ جمعیت ظاہر و باطن روزگار بسر آورد۔ و در ۱۱۳۲ھ اثنین وثلثین ومائۃ والف از دار الخلافہ شاہجہان آباد بہ بلگرام می آمد۔ قضارا مابین سکندرہ وقنوج قطاع الطریق ریختہ زخم ہائے کاری رسانیدند۔ بہ ہمان حال در وطن رسیدہ بعد یک ہفتہ از زخمی شدن۔ ساغر موت احمر چشید۔ و در قبرستانی کہ متصل دیوار قلعچہ سید احمد بن سید بدہ جانب شمال است آسایش گزید۔ آیۂ "رضوا عنہ" ۱۱۳۲ھ تاریخ یافتہ ام استاد المحققین میر سید طفیل محمد متعہد تجہیز وتکفین او شدند رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶۱) شیخ محمد سلیم قدس سرہٗ

از قبیلہ قضاۃ بلگرام است واز احفاد قاضی یوسف عثمانی ممتاز اقران خود بود وکمال تمکین ووقار واخلاق سنیہ داشت۔ در بدو حال چندی بہ منصب قضاء بلگرام پرداخت وبہ کمال دیانت وامانت سرانجام داد۔ آخر بہ اقتضاء علو ہمت خود را کنار کشیدہ ومنصب قضا بہ برادرزادہ خود قاضی محمد حافظ تفویض نمود۔ وبہ اعتصام حبل المتین یعنی ارادت سید العارفین سعادت اندوخت وسالہا کمر بہ خدمتگزاری بست وہلال استعداد خود را بہ اقتباس اشعہ قدس بدر کامل ساخت وبست وہشتم محرم ۱۱۱۴ھ اربعہ عشر ومائۃ والف

در سلک منہم من قضی نحبہٗ منتظم گردید۔ مرقدش در باغچہ ایست کہ قریب قلعچہ میر سید احمد واقع شدہ بر چبوترہ کلانی مربع راقم الحروف تاریخش از آیۂ کریمہ ویجزی الذین احسنوا بالحسنی ۱۱۱۴ھ استخراج نمود۔ چون میر نوازش علی سلمہ اللہ تعالیٰ صاحب سجادۂ سید العارفین قدس سرہٗ متولد شدند۔ شیخ محمد سلیم اہل خانۂ خود را در عالم رویا بشارت داد کہ امشب حضرت شاہ لدہار انبیرۂ کرامت شد پارۂ شیری کہ در خانہ حاضر است بہ طریق نیاز ارسال باید داشت چون اہل خانہ بیدار شد۔ موافق اشارہ بہ عمل آورد رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶۲) شیخ محمد حافظ

برادر زادہ شیخ محمد سلیم مذکور است قدس اللہ اسرارہما در عصر خود بہ غایت مکرم و مجل می زیست۔ واکابر و اصاغر شہر ادب و احترام بہ تقدیم می رسانیدند۔ در آوان خورد سالی قرآن مجید را حفظ کرد۔ و در ریعان شباب بہ کسب علم پرداخت۔ و در حلقہ درس قاضی علیم اللہ گجندوی تلمذ نمود۔ و در زمرۂ مستعدان بہ امتیاز بر آمد۔ و خط نسخ و نستعلیق در جودت می نوشت۔ چون شیخ محمد سلیم منصب قضا بہ او تسلیم کرد۔ چندی این امر بنا بر ضرورت وقت تمشیت نمود۔ دل بہ یار و دست بہ کار داشت۔ و متاع دنیا را در میزان اعتبار می سنجید و سیم و زر در دست نمی گرفت۔ آخر الامر عہدۂ قضا را بہ دستور عم بزرگوار بہ یکے از اقربا سپرد و سر بر خط ارادت سید العارفین گذاشت و ریاضت لانہایہ کشید و سجل حال بہ مہر داغ عشق مزین ساخت بسیار خوش صحبت بود و سراپا ذوق و شوق

مجسم اشعار را مستانه می خواند و اهتزاز می کرد و می گریست - میر سید محمد سلمه اللہ تعالی خلف الصدق حضرت علامی میر عبد الجلیل بلگرامی فرمود که روزے از سر راہ خانہ قاضی محمد حافظ امی گذشتم قاضی بر بلندی ایستادہ بود سلام کردم و خواستم بگذرم کہ آواز داد ایستادہ باشید و بیتی از میرزا صائب گوش کنید ؎

ساعد سیمین او را تا کلیم اللہ دید		نسخۂ افسوس شد دستی کہ در اعجاز داشت	

و حالتے در ایشان مشاہدہ افتاد کہ دامن تاثیر تمام کرد و نیز فرمود کہ روزے بخانہ قاضی رفتم بشاشت بسیار نمود و گفت ابیات امانت پدر خود بہ گیرید و این غزل امیر خسرو علیہ الرحمۃ را کہ از علامہ مرحوم میر عبد الجلیل شنیدہ بود خواندن گرفت بہ ذوقی و کیفیتی کہ بہ زبان قال تعبیر نتوان کرد ؎

یار قبا چست کرد رخش بہ میدان برید		این سر و ہر سر کہ ہست در خم چوگان برید
غمزہ زن یار سید ساختہ دارید جان		یوسف ما باز گشت مژدہ بہ کنعان برید
مست خراب مرا حاجت نقل است اگر		این جگر خام سوز را بہ نمکدان برید
نیست دل چون منی در خور شاہین شاہ		پارۂ مردار را بر سگ دربان برید
بر دو رخ از خون نوشت خسرو دل خستہ حال		دہ ز دل ماندہ ام قصہ بہ سلطان برید

وفات او بست و چہارم ماہ محرم ۱۲۲۳ سنہ ثلث و عشرین و مائتہ و الف در مقام موہان من توابع لکھنو واقع شد۔ نعش او را بہ بلگرام آوردہ بست و ہفتم ماہ مذکور بہ خاک سپردند قبرش پائین مرقد قاضی محمد سلیم بر چبوترہ علیحدہ قطعہ تاریخش در ترجمہ سید محمدی گذشت

(۶۳) شاہ رحمت اللہ قدس اللہ سرہٗ

ازسادات حسینی واسطی بلگرامی قبیلۂ پیج بہیہ ساکن محلہ میدانپورہ است - وی
سلطان العاشقین وبرہان العارفین است حصور بود - از عنفوان شعور او را درد طلب
نعل در آتش کرد - خانمان را ترک دادہ - دست توسل - وارادت بہ دامان سید العارفین
زد - وساغ عرفان نوش کرد - ومستانہ در نہایات الوصال خرامید - وطریق آزادگی
وگذشتگی پیش گرفت سال دوازدہ ماہ بہ یک جا در وکلاہ وزیر جامہ اکتفا کرد - ودر کنج
مسجد جامع محلہ میدانپورہ مسکن گرفت - از حطام دنیا ذرہ بر نہ داشت - ومدۃ العمر
سیم وزر را دست نہ کرد - وگاہے لب بہ سوال ہیچ چیز باہیچکس نہ کشود واز خانہ
مرشد خود قوت سہلی کہ سد رمق می تواند شد قبول کرد - ابتدائے حال شرب سکر و
مستی بر مزاجش غالب بود آخر حالت اطمینان بہم رسانید - مریدی گرفت - می گفت
پیش ما پیری ومریدی محبت است عزیزے با فقیر نقل کرد کہ من با دشاہ اعتقاد خاص
داشتم وہمیشہ عرض می کردم کہ می خواہم شرف بیعت حاصل کنم - وانکاری کرد - روزے
بجد شدم فرمود از ارادت مقصد چیست اگر این است کہ فردائے قیامت بہ کار
شما بیایم از دو حال خالی نیست دران روز کلمہ من نافذ ہست بیعت درصورت ثانی
مرید شدن بے فائدہ ودرصورت اول ما وشما آشنائیم حیف آشنا کہ با وصف قدرت
از خدمت آشنا خود را مقصر دارد از آن روز کہ ارشاد فرمود دست از داعیۂ بیعت برداشتم

رغبت به مظاہر صوریہ بیشتر داشت تخصص حسن انسان نبود بلکہ ہر شے کہ در نظرش خوش
مے نمود فریفتۂ او می گشت و می گفت سر شوق من سلامت ہر جا نظر می افگنم تمام حسن
به نظر می آید و بردست خان ناظم صوبہ اودہ از راہ بلگرام عبور کرد فیلان او می گذشتند
فیلے را خوش کرد و او را دیدہ ویدہ قریب ہفت ہشت کروہ راہ طے کرد۔ فیل بانان نگاہ
کردند کہ فقیرے برہنہ پاے ژولیدہ موے ہمراہ می آید پرسیدند کہ اے فقیر چہ می
خواہی فرمود نزدیک بودن به این فیل و خوب ملاحظہ کردن حالانکہ آن فیل مست
بود و در زنجیر ہا مقید و نگاہبانان نیزہا در دست گرد فیل می رفتند فیل بانان عرض
کردند کہ فیل مست است مبادا آسیبی رساند فرمود شما را چہ کار فیل بانان فیل را
ایستادہ کردند۔ شاہ نزدیک رفت و خوب ملاحظہ کرد۔ حضار نقل می کنند کہ فیل در آن
وقت گویا تن بے جانی بود چون فیل بانان این معاملہ مشاہدہ کردند به تواضع پیش
آمدند و بجد شدند کہ امروز منزلِ ما را شرف اندوز باید ساخت۔ فرمود ذوق ما تا ہمین
جا بود و برگشت۔ و ہر کرا نظر او انتخاب می زد با آنکہ سابق منظور مردم نہ بودے از پر تو
التفاتِ او قبول خاص و عام بہم رساندے۔ وقتے با یکے از مظاہر تعلق خاطر بہم رسید اکرد
بسیار سیاہ فام بود۔ عزیزے در مجلسے کہ راقم الحروف در آنجا حاضر بود زبانِ اعتراض کشود
کہ عجب از شاہ است کہ برین سیاہ التفات کردہ اند حرف تمام نہ شدہ بود کہ حضرت شاہ
از غیب پیدا شد و با معترض خطاب کرد کہ لیلی را بچشم مجنون باید دید و با منظور تنہا
نمی نشست و تا کہ ثالثی حاضر نمی بود اختلاط نمی کرد اکابر و اصاغر فریفتۂ آزاد منشی او بودند و بہ

ادب و به اعتقاد تمام سلوک می کردند داو آئینه دار ہمہ کس را به یک نگاه می دید ہر کس می دانست
برمن مهربان تراست از غلبات سکر مقید به نماز نه بود مردم زبان طعن دراز ساختند و به خدمت
سید العارفین عرض کردند حضرت فرمودند باشد من بیک پا نشسته او را ہیچ نه باید گفت۔
تمنائے مرگ بسیار داشت و ہاذم اللذات را اکثر یاد می کرد وقتے مار را به گرفت خنصر دست
راست او را گزید زہر سرایت نه کرد و کرتے ہر دو دست خود را نشتر زد و خون سر داد
تا وقتیکه خون در عروق نه ماند۔ و بدن سفید گشت و بارہا سم قاتل فرو برد۔ چون اجل موعود
نه رسیده بود ہیچ کدام کارگر نیفتاد۔
فرمود وقتے از شاہجهان پور به بلگرام می آمدم چون به سرحد آٹھ کنوه که دہی ست عمده
رسیدم شخصے از ساکنان وے به زیر درختے نشسته بود از دور به من گفت چادر خود را بینداز
ہنوز سخن تمام نه شده بود که چادر را از خود کشیده جانب او بر تافتم و سر راه گرفتم۔ بعد دو سه روز
روح الامین خان بلگرامی که دران ایام به حکومت بعضے محالات صوبه اوده می پرداخت
بر سر آٹھ کنوه رفته تاراج نمود و ہزار و صد کس را از مردم آنجا به قتل رسانید۔ خلائق حمل بر کرامت
شاه کردند و او فرمود سرش این است که چادر من مملو از سپشها بود و من آنها را از چادر
جدا نمی کردم که رزاق حقیقی قوت آنها را از جسم من میرسانید۔ قاطع الطریق جمعی را بے رزق
ساخته در معرض ہلاک انداخت۔ و به شامت یک کس جم غفیر را غیرت الٰہی در زیر تیغ
کشید۔ چه اصناف آفرینش ہمه ہم رنگ اند۔ و در میزان عدل خداوندی ہم سنگ و
ما من دابة فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم از ینجا است۔ که طائفه ابدال قدس الله

اسرا ایہم موذی را ہم نہ رنجانند - و ہر نیشے کہ پیش آید بجاے نوش درکشند - و از الم کشیدن شاہ توان دریافت کہ گویا در مقام ایوبی بود - عزیزے نقل کرد کہ من و شاہ از قصبہ ساندی بہ بلگرام می آمدم در باغستان ساندی دزدی را کشتہ از درختے آویختہ بودند شاہ مرا گفت باش و خود پیش رفتہ پاے دزد را بوسید - سوال کردم کہ این چہ بود - فرمود این دزد شیوہ خود را بہ کمال رسانید - حق تعالی ہر کس را در ہر راہی کہ اختیار کند مثل این دزد ثابت قدم دارد -

وقتے جمعی از مردم بلگرام بہ تقریبی طرف جاجموؔ گذشتند و بہ دریاے گنگ کہ از زیر جاجموؔ می گذرد - شاہ ہم دران کشتی نشست - آشناے بر کنار دریا کہ در آنجا ساحل بسیار بلند واقع شدہ شاہ را در کشتی دید و بغل اشتیاق وا کردہ خود را [illegible] دریا افگند - شاہ نیز بغل وا کردہ در دریا افتاد و ہر دو ہم آغوش شدہ در آب فرو رفتند - غوغا از اہل کشتی برخاست - ملاحان بہ سرعت رسیدند و آن ہر دو آشناے دریاے محبت را برآوردہ در کشتی گرفتند -

شبے از بلگرام قصد ملاوہ کرد آخر شب در آنجا رسید - طائفہ عسس دزد گفتہ او را گرفتند - و در زندان نگاہ داشتند - و صبح عسس را خبر کردند عسس او را طلبید چون جمال مبارک مشاہدہ کرد در قدم افتاد معذرتہا نمود -

روزے سید محمد باقر فاضل بلگرامی طفلی را نزد شاہ آورد و التماس کرد کہ این طفل یتیم است - در حق این دعاے کنند فرمود این طفل یتیم نیست چرا کہ فراست و عقل صحیح دارد یتیم کسے است کہ فراست و عقل صحیح نہ داشتہ باشد -

قصهٔ وفاتش چنین است که شبی در شهر تقریب اجتماعی درمیان بود- اتفاقا مردم هر محله در یک مکان جمع شدند- و محفل عظیمی به جلوه افروزی حسن و دل فریبی نغمه انعقاد یافت شاه دران هنگامه طرفه ذوقی و حالتی داشت ناگاه برخاست- و از فرد فرد حضار مجلس رخصت گرفت- به عنوانی که گویا به سفر دور و دراز می رود- مردم استفسار کردند به جواب مبهم گذرانید شبا شب به قصبه ملاوه که از بلگرام به مسافت شش کروه است- شتافت و با قاضی آنجا بنا بر سبق ارتباطی که داشت ملاقات کرد- و علی الصباح به اتفاق قاضی به موضع فرحت نگر بر مسافت یک کروه از ملاوه متوجه گردیده و به گلگشت چمنستانی که دران موضع قاضی ترتیب داده بود خرامش نمود- و درخت گلی را خوش کرده با قاضی تبسم کنان فرمود اگر اجل من در رسد نزد این درخت دفن باید کرد- قاضی عرض کرد- که بر مرقد ایشان گنبد عالی شانی تعمیر می کنم به این مصراع جواب داد ؎

بر سر گور غریبان گنبد گردون بس است

تمام روز اثری از کسل نداشت- چون شب شد با قاضی فرمود امشب وعده من در رسیده پارهٔ از شب گذشته پیچشی در شکم عارض شد و در عرصه دو سه ساعت جان بحق تسلیم نمود در نفس واپسین دو سه مرتبه لفظ حق بر زبان آورد- در وقت احتضار سید عبدالوهاب بلگرامی پرسید چه حال دارید این بیت برخواند ؎

مست ذوق عرفیم گر نغمهٔ توحید تو	لذت آوازه در کام جهان انداخته

و این واقعه شب چهاردهم شهر ربیع الآخر سنه ثلاثین و مائه و الف اتفاق افتاد

قبرش در ہمان موضع است راقم الحروف گوید ؎

رحمت اللہ شاہ کشور دین		یافت در عالم تقدس راہ	
سال تاریخ رحلتش آزاد		گفت مشمول رحمت اللہ ۱۱۰۳ھ	

(۶۴) سید محمد بلگرامی قدس سرہٗ

از قبیلۂ سادات بہج بہیہ محلہ میدانپورہ است مرید سید العارفین واز دیدار مشایخ مرزوق بود پیش از بیعت مرشد سیاحت بسیار کرد۔ وبہ صحبت خیلے از صاحب دلان رسید وفیضہا گرد آورد۔ وسالہا ریاضت جسم شکن روح پرور کشید۔ در علم دعوت وتکسیر وجفر ید طولی داشت۔

روزے نقل کرد کہ وقتے عزم بہاگل پور از توابع بہار کردم۔ روز داخل شدن شہر باران بہ شدت گرفت وآفتاب قریب بہ غروب رسید۔ در سواد شہر تکیۂ ہندوی جوگی بہ نظر درآمد در آنجا پناہ بردم۔ چون صبح دمید از کلفت سفر وآبلۂ پا آن روز در تکیہ توقف کردم ہندوان بسیار رجال ونسا از معتقدان جوگی ہجوم آوردند۔ ودر حضور نماز من خلل کردند مزاج من برآشفت۔ با جوگی گفتم این چہ دام مکر وفریب چیدہٗ۔ جوگی جواب تلخ داد حرف طول کشید جوگی گفت باش والا ترا ہلاک می کنم۔ گفتم آنچہ توانی دریغ مکن۔ جوگی قدرے شکر آورد افسونی خواندہ بر شکر دمید۔ وگفت اگر مرد باشی این را بخور۔ فی الفور از دست او گرفتہ فرو بردم اصلا تاثیرے نکرد۔ بس با جوگی گفتم اکنون خبردار باش وسنگریزہ

از زمین برداشته واسمی از اسماء جلالی دمیده بر جوگی زد هم فی الحال بر زمین افتاد۔ روزے بہ دعوتِ اسما مشغول بود۔ ناگاہ دیوے بہ شکل مہیب بہ نظر در آمد۔ دیو او را از جا برداشتہ بر زمین زد بیہوش گشت۔ و بعد افاقہ سوزشی قوی و دردی سخت در سینہ یافت بہ اضطراب تمام پیش سید العارفین قدس سرہٗ شتافت۔ و خواست کہ ماجرائے خود بہ عرض رساند حضرت قلیان می کشیدند پیش از تکلم او فرمودند برخیز آبِ قلیان را تازہ کن۔ سید محمدی برخاست۔ و برائے آب کشیدن دلو در چاہ انداخت۔ بہ مجرد استماع صدائے کہ از پر شدن دلو بہ گوش رسید سوزش و درد و بہ کمی آورد چون آب قلیان تازہ کرد۔ و قلیان را آوردہ پیش حضرت گذاشت بہ مجرد استماع صدائے قلیان سوزش و درد باقی زائل گشت۔ و بعد ازان کہ بہ شرف بیعت حضرت فائز شد طرفہ حالتے و کیفیتی بہم رساند برق د اسوختگی در خرمن افتاد دنیا و مافیہا را پشت پا زد و زن و فرزند و یار و آشنا از ہمہ بیگانہ گشت۔ و دوام بہ ادائے صلوۃ و نوافل و اوراد اشتغال گرفت۔ و خود را در انوار سرمدی محو ساخت و غلبہ جذبات بجائے رسید کہ بہ اندک آہنگ نغمہ از خود می رفت۔ و قلق و اضطراب می کرد۔ از صدا ہائے موزون بے خودی دست می داد۔ و مضمون این شعر معائنہ می شد ؎

	کسانیکہ یزدان پرستی کنند		بہ آواز دولاب مستی کنند

و صبح تا شام نالہ ہائے دل سوز و صیحہ ہائے جان گداز می کشید و ساعتے نمی آسود مردم می گفتند عجب است کہ با این ہمہ فریاد گلہ شق نمی شود با اینحالت عزیزے او را

نظر به سبق الفتی که داشت به الہ آباد برد۔ ودر آن جا نیز ہمان شورش درس داشت
ازانجا به طور خود به کالپی شتافت۔ ودر حجرۂ پائین مرقد قطبین فلک ولایت میر سید محمد
ومیر سید احمد قدس الله اسرارہما منزوی گشت۔ ودر زاویۂ خمول وگم نامی پا افشرد
ودر اختلاط خلق بربست وشورشی که داشت روز به روز در ازدیاد بود۔ تا آنکه سرے
به سمتی کشید۔ در اواخر داعیۂ حج مصمم داشت ظن غالب آنکه میر خود را در راہ حرمین
شریفین باخت وسانحه مقصود شدن او در ۱۱۴۱ه احدی واربعین ومائۃ والف
واقع شد رحمۃ الله علیه۔

(۶۵) سید غلام مصطفےٰ قدس سرہٗ

بن سید عبد الله برادر زادہ حقیقی سید العارفین از خواص مریدان آن جناب
است قدس سرہٗ۔ صاحب مشرب عالی بود۔ ونشاء فقر ودرویشی دوبالا داشت ودر کمال
حسن خلق وتواضع می زیست۔ ابتداء حال چندان سوادنه داشت در ریعان شباب
قائد توفیق دلالت کرد وکمال تهذیب ظاہر وباطن بہم رساند ودست انابت به سید العارفین
قدس سرہٗ داد وطریق ریاضت ومجاہدہ پیش گرفت۔ وقدم بر سلم کمال گذاشته به ذروۂ تکمیل
برآمد وہمواره به شیوۂ سپاہگری کسب معاش ضروری می کرد وشغل داڑون زده شبدیز
سیر فی الله جولان می داد۔ اما چون آثار ولایت از جبین او ہویدا بود دران لباس ہم مردم
به او گرویدگی داشتند۔ ومعتقدانه سلوک می کردند۔ بحال راقم الحروف شفقت ومہربانی

خاص داشت ونتایج طبع خود اکثر در مراسلات می فرستاد- در ۱۱۳۶ھ سنه ست وثلثین و مائة والف مولف اوراق در دار الخلافه شاهجهان آباد زیر سایهٔ عنایت حضرت علامی میر عبد الجلیل بلگرامی جا داشت مشار الیه نیز بران مقام وایام به علاقهٔ نوکری نواب مبارز الملک سربلند خان تونی وارد شد ومثنوی ترجمان اسرار قیومی مولانائی رومی قدس سره از خدمت حضرت علامی سند کرد دران نزدیکی نواب مسطور را ایالت صوبهٔ گجرات احمد آباد از پیشگاه خلافت مفوض گردید مشار الیه در رکاب نواب بآن دیار شتافت وچون حکومت گجرات از عزل نواب به راجه ابی سنگ ولد راجه اجیت سنگه مرزبان خطهٔ مارواره مقرر شد- وبا نواب وراجه صورت مخالفت رو نمود- ودر سواد احمد آباد جنگی صعب واقع شد مشار الیه دران معرکه جرعهٔ شهادت چشید- ودر سلک احیاء عند ربهم یرزقون منتظم گردید- واین واقعه هشتم شهر ربیع الآخر ۱۱۴۳ھ سنه ثلث واربعین ومائة والف رو داد- بعد انفصال محاربه اجساد جمیع شهدا در میدان یافتند- الا سید غلام مصطفی که هر چند تفحص کردند اثری گل نکرد واو به چند روز پیش از شهادت رباعی گفته بود واز حال آینده اخبار نموده رباعی این است ؎

در خلوت ما ورای ما یاری نیست	یعنی که به عرش و فرش اغیاری نیست
ما روی مجردیم ز آرایش مرگ	ما را به جنازه و کفن کاری نیست

ودرین حرب سید نجابت نیز به مرتبهٔ علیای شهادت فایز گردید- سید نجابت برادر اکبر اعیانی سید غلام مصطفی است- ومرید سید العارفین قدس سره به حلیهٔ صلاح و

تقوے آراستہ بود۔ وسرآمد شجعان عصرمی زیست۔ ودر معارک بارہا کار دست بستہ کرد محرر سطور گوید ؎

	چو میر نجابت بہ شہادت برسید		دین بادہ غلام مصطفےٰ نیز چشید	
	از ہاتفِ غیب خواستم تاریخی		فرمود شدند ہردو ہمراہ شہید ۱۱۴۳ھ	

(۶۶) سید فرید الدین

المعروف بہ سید بدلی بن سید خواجہ معین الدین بن سید عبد الوہاب بن سید اجل بلگرامی قدس سرہٗ کہ ترجمہ اش تقدیم یافت۔ بزرگِ عہد۔ متقی۔ متورع فاضل جید بود وخصائل رضیہ وشمائل مرضیہ داشت۔ در بدو حال مشارالیہ ومیر سید قادری خلف الصدق سید ضیاء اللہ بلگرامی ہردو بہ خدمت شیخ احمد المعروف بہ ملا جیون امیتھوی طاب ثراہ تحصیل علوم نمودند۔ بعدازان در حوزۂ درس شیخ غلام نقشبند لکھنوی قدس سرہٗ رسیدند وتتمہ کتب گذرانیدند۔ سید فرید الدین بہ خدمت شیخ فاتحہ فراغ خواند۔ وسید قادری جزو انداخت۔ سید فرید الدین بعد از فراغ تحصیل علوم بہ خدمت شیخ جنید معروف بہ شیخی میان بن شیخ عبد الواحد بن شیخ شبلی بن شیخ سری سقطی بن شیخ محمد بن شیخ نظام الدین امیتھوی قدس اللہ اسرارہم مرید گردید۔ وبہ اتفاق سید قادری ارادہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وکرامۃً کرد۔ وبعد از نیل این سعادت عطف عنان نمود۔ ودر بندر مبارک سورت لنگر انداختہ بہ افادہ علوم وطاعت حی قیوم بسر می برد ودر عشرۂ ثالث بعد مائۃ والف

سفر گزین عقبیٰ گردید۔ و در ہمان شہر مدفون گشت کتب فراوان درسی از مختصرات ومطولات مصحح ومحشی بہ خط او در بلگرام موجود است رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶۷) سید قادری بلگرامی قدس سرہٗ

سید قادری الاسم والطریقۃ صاحب العرفان کاشف الحقیقۃ است جامع فضائل صوری ومعنوی بود۔ وشان شریعت غرا را نہایت اعتنامی کرد۔ در صغر سن نزد پدر بزرگوار خود سید ضیاء اللہ بلگرامی کہ ترجمہ اش در فصل ثانی می آید۔ کلام اللہ را حفظ کرد۔ وتجوید آموخت ومبادی کتب تحصیلی را گذرانید۔ بعد ازان بہ اتفاق سید فرید الدین بلگرامی چنانچہ گذشت در خدمت ملا جیون امیتھوی تلمذ نمود۔ از آنجا بہ حلقہ درس شیخ غلام نقشبند لکھنوی پیوست وبقیہ نسخ درسی استفادہ کرد ومقید بہ رسم فاتحہ نہ شدہ جز و انداخت آنگاہ قائد توفیق زمام او را بہ جانب حرمین محترمین شرفہما اللہ تعالیٰ کشید۔ سہ نوبت مناسک حج ادا کرد۔ وبہ زیارت طیبہ مقدسہ علیٰ ساکنہا الصلوٰۃ والتحیۃ مستعد گردید از انجا عازم کربلائے معلی وبغداد کرامت آباد شد۔ در اثناء راہ قطاع الطریق ریختہ بہ سلاح جنبیہ زخم ہائے منکر زدند۔ وساز وسامان غارت کردند۔ بعضے بدویان آن ناحیہ ترحم کردہ در قریہ خود بردند۔ وبہ تیمار پرداختند۔ بعد مندمل شدن جراحتہا بہ کربلائے مقدس شتافت وشرف زیارت سبط شہید رضی اللہ عنہ سرخ روئے نشاتین ہما حاصل کرد بعدہٗ جانب دار السلام بغداد متوجہ گردید ودر حدود سنہ ۱۱۱۵ خمسۃ عشر ومائۃ والف بہ حصول دار السلام از رنج سفر آسود۔ ومزارات بابرکات آنجا را سیما مرقد

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ زیارت نمود۔ ازانجا بہ سمت حما نہضت کرد و بہ ملازمت
سید یس حموی صاحب سجادہ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سرمایہ افتخار اندوخت و دست
بہ دامان ارادت زد۔ صاحبزادہ ازکمال قدرشناسی مقدم او را گرامی داشت و در خانقاہ
شریف جا داد۔ و بہ تفویض خلافت و الباس خرقہ و تسلیم بعضے تبرکات غوث الثقلین
رضی اللہ عنہ نوازشش فرمود سلسلہ ارادت او برین نہج است۔ اخذ السید قادری
الطریقۃ القادریۃ عن شیخہ السید یس وھو من والدہ سید عبدالرزاق
وھو من والدہ السید شرف الدین وھو من ابن عمہ السید جلال الدین
وھو من ابن عمہ السیّد شہاب الدین احمد وھو من شقیقہ السیّد
جمال الدین عبداللہ وھو من ابن عمہ السیّد شمس الدین ابو الوفا وھو من شقیقہ
السید شہاب الدین احمد وھو من والدہ السیّد قاسم وھو من ابن عمہ السید عبدالباسط
وھو من والدہ السید شہاب الدین ابو العباس احمد وھو من والدہ السیّد
بدر الدین حسن وھو من والدہ السید علاء الدین علی وھو من والدہ
السید شمس الدین محمد وھو من والدہ السید شرف الدین یحیی وھو
من والدہ السیّد شہاب الدین احمد وھو من والدہ السید عماد الدین ابی صالح نصر وھو من
والدہ جمال الدین السید عبدالرزاق وھو من والدہ القطب الربانی الشیخ
عبدالقادر جیلانی قدس اللہ اسرارھم۔ سید قادری از حما باز بہ بغداد آمد۔ و مدتے روضہ
غوث الثقلین قدس سرہٗ را مجاورت نمود۔ و علم تجوید از مولانا سلطان بن ناصر بن احمد خابوری

قدس سرهٔ اخذ کرد - وشاطبیہ را نزد مولانا مذکور خواند - وسند علم تجوید وسند صحاح ستہ وسائر مفردات مولانا از کتب تفسیر وحدیث وفقہ وغیر ذلک حاصل کرد واسانید اجازت ہر کدام معنعن واسامی کتب بہ ترتیب حروف تہجی در اجازت نامہ او مسطور است وطریقۂ رفاعیہ وشاذلیہ نیز از مولانا سلطان خابوری قدس سرهٔ فرا گرفت - شجرۂ ہر دو طریقہ در اجازت نامۂ او مندرج است مولانا سلطان قدس سرهٔ در عنوان اجازت نامہ بعد حمد وصلوۃ می گوید لما کان فی حدود سنہ خمسة عشر

" ومائة والف قدم دار السلام بغداد الامام العالم والحبر الهمام الكامل الزا
" الورع العابد بقية السلف عمدة الخلف نخبة ائمة الاقتداء وعين نجوم
" الاهتداء الحسيب النسيب المتخلق بالاخلاق المرضية المقتفي آثار السنة
" النبوية السيد محمد قادر بن السيد ضياء الله الحسيني الواسطي ثم الهندي البلگرامي
" الحنفي عامله الله بلطفه الخفي وقد جاور حرم الغوث الصمداني والقطب الرباني
" السيد عبد القادر جيلاني قدس الله سره العزيز وقرء على هذا العبد الكسير
" الشاطبية قراءة بحث واتقان ونظر وامعان ثم حركه الشوق الى زيارة
" الاهل والخلان وكان ينبغي لكل طالب علم ان يعتني بمعرفة انساب مايقرءه
" ومعرفة ما يأخذ عنه عن الاشياخ وقرروا في هذه الصناعة ان الشخص لا
" يطلق عليه اسم المحدث الا اذا علم رتبة الحديث وحال راويه
" وتحمل الحديث عمن هو اعلى منه ومن هو دونه ومن يساويه
" ولولا ذلك لما سأل العبد الفقير سيده ومولاه العالم النحرير

" السید محمد قادری حفظ الله ان یجزیه بما یجوز له وعنه
" روایة عن الائمة المعتبرین من حدیث وتفسیر وفقه
" وغیر ذلک فاجبته راجیا منه الدعاء فی خلواته
" وجلواته " انتہی۔

ونیز مولانا سلطان قدس سرہ در خاتمہ اجازت نامہ می نویسد:۔

" وقد اخرجت السید محمد قادری مذکور بالکتب المذکورة
" وما تضمنه هذه الاوراق وباحزاب الشیخ ابی الحسن شاذلی
" واوراده ویلقن ذلک الفقرآء والاخوان ای وقت شاء فی ای
" مکان شاء وکیف شاء لاهلیته لذلک سلک الله بنا وبه
" احسن المسالک سائل من السید محمد قادری وانا العبد الفقیر
" سلطان بن ناصر بن احمد الخاپوری بلدا ثم البغدادی
" الجبوری بضمتین قبیلة الشافعی مذهبا الاشعری اعتقادا
" القادری الرفاعی ثم الشاذلی طریقة ان لا ینسانی من صالح دعواته فی خلواته
" وجلواته بحسن الخواتم مع العافیة والحمد لله وحده والسلام علی من لا نبی بعده "

ونیز مولانا سلطان قدس سرہ درہمین رسالہ اجازت می فرماید:۔

" وقد اجزته الضیا بشرحی المسمی بالعقود المجوهرة واللآلی المبتکرة علی العقود
" المقررة والفوائد المحررة للشیخ محمد البقری "

القصہ سید محمد قادری با فراوان برکات عنان مراجعت بہ ہندوستان معطوف داشت

وچندی در دار الخلافہ شاہجہان آباد اقامت گزید۔ و بہ ہدایت ارشاد طالبان مشغول

گردید۔ مردم کثیر داخل طریقہ شدند۔ عاقبتہ الامر بہ بلگرام تشریف ارزانی فرمود و خلوت

گزینی اختیار کرد وسوائے اوقات نماز از خانہ کم بر می آمد۔ صلوات خمسہ در مسجد جامع

محلہ ادا می کرد۔ و امامت می نمود۔ و بہ الحان دلپذیر قرآن می خواند۔ روزے از

زبان شریف ایشان مسموع افتاد کہ مردم ہند و یمن چون از راہ دریائے محیط بہ زیارت

بیت اللہ می روند۔ در عین دریا محاذی یلملم احرام می بندند۔ حالانکہ احرام بستن از جدہ ہم

درست است۔ مشقت احرام در دریا کشیدن ضرورت نیست چہ مسئلہ این است کہ کسے

کہ از غیر راہ میقات قصد مکہ معظمہ کند محاذی میقات احرام بندد۔ و معنی محاذات این است

کہ مسافت از جائے کہ احرام بستہ شود تا مکہ برابر مسافت ما بین میقات و مکہ باشد۔ یلملم

میقات اہل یمن و ہند است۔ و بہ ثبوت پیوستہ کہ مسافت ما بین جدہ و مکہ مثل مسافت

ما بین یلملم و مکہ است۔ و دریا خود خارج از میقات است۔ احرام بستن در دریا چہ لازم

دران وقت کہ این مسئلہ از ایشان شنیدم بہ خاطر نرسید کہ استفسار نمایم کہ از کدام کتاب

می فرمایند تا آنکہ در عین تحریر این کلمات مسئلہ در تحفہ شرح منہاج از شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالی

بہ نظر درآمد۔ کلام تحفہ در این جا نقل کردہ می شود :۔

" لو جاوز المیقات یمنہ او یسرۃ ای لا الی جہۃ الحرم فلہ ان یوخر احرامہ

" لکن بشرط ان یحرم من محل مسافۃ الی مکۃ مثل مسافۃ ذلک المیقات

" قاله الماوردی وجزم به غیره وبه یعلم ان الجائی من الیمن فی البحر
" له ان یؤخر احرامه عن محاذاة یلملم الی جدة لان مسافتها الی مکة
" کمسافة یلملم کما صرحوا به بخلاف الجائی فیه من مصر لیس
" له ان یؤخر احرامه عن محاذاة الجحفة لان کل محل من
" البحر بعد الجحفة اقرب الی مکة منها۔"

سید قادری بتاریخ سیزدہم شہر ربیع الاول شب پنجشنبہ سنہ ۱۱۴۵ خمس واربعین ومائة والف در جوار رحمت آسود قبر شریف در حویلی نشست گاہ راقم الحروف گوید ؎

رحل القادری سیدنا		صاحب الکشف والکرامات	
الهم الحق عام رحلته		ان للمتقی لجنات ۱۱۴۵ھ	

واز ابناء او سید محمد مقتدی بن سید محمد بن سید قادری مسطور کتب عربی تحصیل کردہ ودر حداثت سن توفیق زیارت حرمین شریفین یافتہ۔ ودر سنہ ۱۱۶۴ اربع وستین ومائة والف بہ این سعادت فایز گشتہ۔ ودر اماکن متبرکہ علم حدیث تحصیل نمودہ درین ایام در زبیدیمن اقامت دارد ونزد شیخ عبدالخالق زبیدی فن حدیث سند می کند حق تعالی در عمر او بیفزاید۔ وترقیات دینی کرامت نماید۔

(۶۸) میر طفیل محمد بلگرامی قدس سرہ

مجمع البحرین معقول ومنقول ومطلع النیرین فروع واصول۔ در تجرد وتفرد یکتا۔ ودر خصائل

رضیہ و شمائل سنیہ بے ہمتا۔ والد آن جناب سید شکر اللہ طاب ثراہ ایشان را در صغر سن
مرید سید سعد اللہ بلگرامی ساخت۔ آن جناب برہمین اکتفا کردہ اند۔ و از ریعان شعور
طریقہ ترک و تجرّد و انقطاع از علائق دنیوی قاطبتہ اختیار نمودہ۔ اصل ایشان از سادات تجرید لن
معتبر شہر اترولی من اعمال آگرہ است و ہمانجا در تاریخ ہفتم ذی الحجہ ۷۳ سنہ ثلاث و سبعین
والف از خلوت کدۂ علم در انجمن عین جلوہ فرمودند۔ و در سن ہفت سالگی با عم بزرگوار
خود سید احسن اللہ نور اللہ ضریحہ از اترولی بہ دار الخلافہ شاہجہان آباد تشریف بردند و
سبق اول عربی بہ تمنا بہ خدمت سید حسن رسول نما قدس سرہٗ خواندند۔ و تا شرح ملا جامی
بر کافیہ ابن حاجب از خدمت عم بزرگوار استفادہ نمودند و در پانزدہ سالگی در حدود سنہ ۱۰۸۸
ثمان و ثمانین والف بہ ارادہ کسب علم از اترولی بہ بلگرام تشریف آوردند۔ و مختصرات
اوائل بہ خدمت میر سید مربی بلگرامی و پیر خود سید سعد اللہ قدس اللہ اسرارہما گذرانیدند
و متوسطات از خدمت قاضی علیم اللہ کجندوی و بعضے فضلاے اکبر آباد بر گرفتند۔
و منتہیات را در حوزہ درس مولوی سید قطب الدین شمس آبادی بختم رسانیدند و در طلبہ علم
بہ جودت طبع و قوت مطالعہ و مباحثہ اشتہار داشتند و اکثر آن بود کہ ہر کتابے کہ خود می خواندند
بہ تلامذہ خود درس می گفتند قوت طبع اقدس ازین جا فہم توان کرد۔ می فرمودند۔ در حینیکہ
کہ من و علامہ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی بہ اکبر آباد رفتیم و در مجلس نواب فضائل خان
اول مرتبہ وارد شدیم۔ نواب با جماعۂ فضلا نشستہ بود۔ اتفاقاً در اثناے ذکر علمی از
زبان نواب بر آمد کہ در آیۂ کریمہ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین بعضے مفسران

لاتقدیر کردہ اند بہ خاطر من توجیہی گذشتہ کہ بے تقدیر لا معنی سلبی پیدا می شود یعنی یطیق از باب افعال است ہمزہ افعال برائے سلب ہم آمدہ پس یطیقونہ بمعنی لا یطیقونہ است حاضران لب بہ تحسین وا کردند من گفتم اگر امر شود بندہ حرفی التماس کنم۔ نواب اجازت داد۔ گفتم این توجیہ بہ غایت مستقیم است۔ بہ شرطی کہ معنی سلبی در اطاقت مسموع باشد چہ ہمزۂ سلب در باب افعال سماعی است نہ قیاسی۔ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی و کشاف و بیضاوی و دیگر تفاسیر و از کتب لغت صحاح جوہری و قاموس وغیرہما ملاحظہ کردند ہیچ جا معنی سلبی درین مادہ بر نیامد۔ نواب داد انصاف داد و گفت اعتراض شما بجا است و بہ این تقریب گرم جوشی نمود۔ و مرا و علامۂ مرحوم را در رفاقت خود گرفت می فرمودند این حرف اوائل تحصیل است بعد ازانی کہ بر تفاسیر دیگر عبور دست داد معلوم شد کہ شمس الائمہ برین ست کہ ہمزۂ اطاقت ہمزہ سلب است و بعضے علما توجیہ او را مستحسن داشتہ اند و بعضے دیگر اعتراضات متوجہ ساختہ اند آن جناب بعد از تکمیل تحصیل در بلگرام طرح اقامت ریختند۔ در اوائل بہ خانہ سید محمد فیض زمیندار کہ از اعیان سادات بلگرام ست اقامت داشتند۔ بعد ازان قریب سی سال تا دم واپسین در محلہ میدانپورہ در دیوان خانۂ علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل نور اللہ مرقدہٗ سکونت ورزیدند۔ و درین مدت احیاناً بہ جانب گجرات شاہ دولا و کشمیر و امکنۂ دیگر بہ طریق سیر برخاستند۔ و در ہر نوبت بہ فرصت قلیل معاودت فرمودند۔ و بسیار بہ وضع لطافت و نزاکت و تمکین و وقار زندگانی می کردند۔ و زبانی لطیف و بیانی شیرین داشتند۔ و در متانت عقل و رزانت رائے و ظرافت طبیع

مستثنی می زیستند۔ ہر کس بہ حضور محفل اقدس فائز می شد۔ از کسب آداب صحبت حظی اندوختہ تشنہ تر و فریفتہ تر می گشت قریب ہفتاد سال بر مسند تدریس بہ احیاء علوم پرداختند۔ و عالم عالم طلبہ را از حضیض شاگردی بہ اوج استادی رسانیدند۔ اکابر و اعاظم شہر ہمہ غاشیۂ عقیدت بر دوش و حلقۂ ارادت در گوش داشتند۔ درین کتاب آن جناب را بہ استاد المحققین یاد کردہ ایم۔ در ماہ صفر سنہ ۱۱۵۶ ست و خمسین و مائۃ و الف در خجستہ بنیاد اورنگ آباد فقیر را تب عارض شد۔ و امتداد کشید۔ و شبی بر بستر ناتوانی خوابیدہ بودم۔ آن جناب در عالم رویا در خانۂ چشم تشریف می آرند و می فرمایند فلانی بسیار تصدیع کشیدی۔ فردا انشاء اللہ تعالی تپ مفارقت می کند خاطر جمع دار آخر شب از خواب بیدار شدم۔ و ازین مبشرہ راحت افزا عافیتی در مزاج احساس کردم و در ہمان وقت ملہم غیب این رباعی در خاطرم انداخت ؎

کس را خبرے نیست چہ آید فردا	نیرنگی قدرت چہ نماید فردا
نومید مشو ز مژدۂ عالم غیب	شب حاملہ است تا چہ زاید فردا

می فرمودند شکست نفس معراج انسان است۔ و می فرمودند حرف خاصی از عامی شنیدہ ام کہ ہیچ وقت از خاطر نمی رود۔ روزے در دار الخلافہ شاہجہان آباد از کوچہ می گذاشتم جمع کثیر از کناسان بہ تقریب طوی کناسی در مکانی مجتمع بودند۔ و باد فروشی ثنا خوانی این قوم می کرد۔ یک کلمۂ او در دل من موثر افتاد۔ حاصل کلامش این کہ شما بہترین مردم اید در آخرت زیرا کہ در میزان قیامت ہیچ عمل ثقیل تر از شکست نفس نیست

و این وصف در شما به مرتبۂ اتم یافت می شود

مے فرمودند شخصے حاکم بلگرام بود و فی الجملہ مناسبتے بہ علم داشت۔ روزے با من سوال کرد کہ معنی "فرض کفایہ" بہ فہم من نمی رسد کہ اگر یکے فعل را بجا آرد ہمہ بری الذمہ می شوند و الا ہمہ آثم۔ گفتم این خود ظاہر است۔ مثلاً شما بر سر قریہ می روید۔ اگر یکے از اہل قریہ آمدہ اظہار اطاعت کرد ہمہ مامون می شوند۔ و الا ہمہ ماخوذ۔

مے فرمودند۔ طالب علمی نزد من ہدایہ فقہ می خواند گاہ گاہے بر سبیل ہدیہ جنس قماشی یا شیرینی برائے من می آورد۔ زرگران شہر آمدہ ظاہر می کردند کہ فلانے شاگرد شما کیمیا ساز است اکثر اوقات نقرہ نزد ما می آرد و می فروشد۔ من این حرف را گاہے برروے طالب علم نیاوردم تا آنکہ روزے طالب علم نزد من آمد درخصت خواست و خود بہ خود لب بہ اظہار کشود۔ من کہ کیمیا سازم استاد من در کوہ سوالک می باشد۔ عمل قمری مرا تعلیم کردہ است و فرمود بعد ہفت سال دیگر عمل شمسی ہم تعلیم می کنم موعد الحال رسید می خواہم کہ در کوہ سوالک پیش استاد بردم و عمل شمسی یاد گیرم۔ گفتم از عمل نقرہ می توان عالم عالم نقرہ حاصل کرد۔ این قدر راہ دور و دراز پُر دشوار رفتن و خود را در تعب انداختن چرا۔ گوش نہ کرد و عزم مصمم ساخت۔ و مرا مقید شد کہ حق استادی شما خیلے ثابت شدہ۔ خدمت من ہمین کہ این عمل را یاد می دہم۔ ہر چند مراتب مبالغہ طے کرد آستین افشاندم۔ آخر گفت یک مرتبہ این عمل در نظر شما می کنم تا گمان راہ نیابد کہ حرف من مجرد دعوی است آتش آورد و بوتہ وار زیر از جیب برآوردہ ار زیر را گداخت۔ و خاکستری از کاغذ پارہ پیچیدہ برآوردہ

اند کے درازریز ریخیت۔ فی الفور قرص نقرہ بربست۔ بعدازان طالب علم رخصت شدہ رفت و باز نیامد۔

آن جناب بتاریخ بست وچہارم ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ احدی وخمسین و مائۃ والف انجمن روحانیان برافروختند۔ ومطابق وصیت درباغ محمود متصل مرقد علامۂ مرحوم میر عبدالجلیل نوراللہ مضجعہ جانب مشرق مدفون گردیدند۔ مولف اوراق گوید ؎

افسوس کہ آفتاب معنی	ازحلقہ آسمان برون رفت
تاریخ وصال او خرد گفت	علامۂ ازجہان برون رفت ۱۱۵۱ھ

ایشان لبقیۃ السلف علماء اعلام بلگرام اند وبرکات والا بہ تمامی شہر سیما اہل بیت علامۂ مرحوم شامل گشتہ وچنانچہ ابوالطفیل صحابی رضی اللہ عنہ آخر جمیع صحابہ روے زمین اندکہ در ۱۰۲ھ اثنین و مائۃ در مکہ معظمہ ازین عالم رو بہ عالم قدس آوردند آن جناب آخر علمائے سلف بلگرام اندکہ از دار فانی بہ ریاض جاودانی انتقال نمودہ اند۔ راقم الحروف ومیر محمد یوسف کہ ذکرش در فصل ثانی می آید تربیت کردہ جناب فیض انتسابیم۔ میر محمد یوسف ایشان را تجہیز وتکفین کردو بہ منزل رسانید۔ وبندہ درہمان ذی الحجہ ماہ وصال مبارک فریضۂ حج ادا نمود ودر جمیع اماکن فیض مواطن بہ ادعیۂ زاکیہ رطب اللسان گشت۔ ویک عمرہ مستقل بنام نامی بجا آورد وبعد استماع خبر رحلت قصیدۂ عربی در مرثیہ املا نمود۔ درین جریدہ قصیدہ قلمی می شود بہ اقتداء شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ کہ در اخبار الاخیار دو قصیدہ اثبات نمود یکے والیہ از مولانا احمد تھانیسری کہ مطلعش این ست ؎

اطارلی حنین الطائر المفرد		وہاج لوعۃ قلبی الثایہ الکمد	

دوم لامیہ از قاضی عبد المقتدر دہلوی مطلعش این است ؎

یا سابق الظعن فی الاسحار والاصل		سلم علی دار سلمی فالمک ثم سل	

اما ناسخان چہ تحریف ہا کہ درین قصائد نہ کردہ اند۔ راقم الحروف چندین نسخہ اخبار الاخیار بہ تصحیح رساند اگر درین صحیفہ ہم زبان قلم ناسخان غلط کند و استادی را عبور افتد۔ چشم دارم کہ بہ تصحیح افکار یتیمۂ من خاک شدہ را از خاک بردارد قصیدہ این است ؎

یا للاحبۃ سادوا فی التباشیر		فاسو دیومی کاحداق العبافیر
نحن الجسوم ہم الارواح فارتحلوا		وخلفونا کامثال التصاویر
لقد اجبنا بانواع الدموع متی		غنی الحداۃ باقسام المزامیر
کم من قلوب رقاق اثر عیسہم		یا حادی العیس رفقا بالقواریر
عجبت منہم قضوا بالبین واعتذروا		ایسکن القلب عن تلک المعاذیر
ماجن لیل وما راعیت انجمہ		الا وقد لسعتنی کالزنابیر
ہی المجرۃ فانظر فی کواکبہا		تنشق قلبی کاسنان المناشیر
وما الروض الحمی من بعد ما رحلوا		کمامہ فی فوادی کالمسامیر
تساقط النور والاغصان قد یبست		فیا حمامۃ عن روض الحمی طیری
قلبی اذنب وفیہ الحب مرتسم		فلا یقاس علی نقش الدنانیر
لان نحلت فقد زادت مودتہم		والطیب یزداد من سحق العقاقیر

احوم حول فؤادی وهو مسکنهم — وتسکب الماء عینی کالنواعیر
کم من عقایق دمع ان لقیتهم — افدی اولاء بها لا بالقناطیر
ان الهموم التی حلت بانفسنا — مخالب فی شرائین العصافیر
من لی بابراء امراض زمنت بها — راح الطبیب المداوی بالتدابیر
السید القدوة المختار ضئضئه — من آل احمد اقمار الدیاجیر
عونی ملاذی معاذی سیدی سندی — وقوتی عضدی خیر المناصیر
من الائمه الاشرف الاعلی طفیل محمد — ومن هو مقبول الجماهیر
صدر الاماثل فی مجد وفی شرف — راس المعاریف اکلیل المشاهیر
العلم عقلا ونقلا قد احاط به — واستوفر الحظ من فن النحاریر
مدارس العلم احیی فهی تشکره — کالروض یشکر احسان المواطیر
کم صیر الترب تبرا من له نظر — تاثیره فوق تاثیر الاکاسیر
لله در امام کان منفردا — فی حسن نطق وفی حسن التعابیر
کم من جواهر لفظ جاد مقوله — بها فزین اجیاد المناشیر
تقاطر دمع عن براعته — الا وضحك اوراق الدساتیر
لم انس عهد الحمی والنور مبتسم — والقلب منشرح مثل الازاهیر
وکنت ملتزما اعتاب خدمته — وکنت لم ارض فیها بالتقاصیر
وقد کسبت علوما من افادته — عقلا ونقلا الی فن التفاسیر

سقاه صوب الغيوم الهاطلات كما ۔ روى الغليل بسلسال التقادير

ثم النجوم اصابتني باعينها ۔ ومر عن كبدي سهم التقادير

والدهر مدير العدوان حيث طوى ۔ بساط عافيتي طي الطوامير

فصار مولاي دوح الكون مرتحلا ۔ وزلزل الحزن اركان الدهاير

اذا تذكرت ايامي به هملت ۔ عيناي كالسحب البيض المقاطير

ضاقت على الطباق السبع وامطرت ۔ بمارج من عذاب كالتنانير

لا يرتجي الصبر منه في مصيبة ۔ اذخرته جل عن حصر المقادير

ورب معتصم بالصبر صبره ۔ عضب المصيبة مقطوع النواشير

لا يحمل الصخر نارا تلك في كبدي ۔ فكيف يحملها اسلاك الاساطير

حمامة بالحمى ناحت مورخه ۔ قد راح نجم اليها بدر النحارير

اقره الله في روض النعيم على ۔ اريكة بين ربات التقاصير

معنى لبعض لغات قصيده

في القاموس التباشير اوائل الصبح ۔ و في المنتخب يعفور بالفتح آهو بره يعافير جمع في القاموس مزامير داود ما كان تيغنى به من الزبور وضروب الدعاء جمع مزمار ومزمور في الحديث رفقا بالقوارير كان النبي صلى الله عليه وسلم في بعض الاسفار وانجشة يحدو وهو كان حاديا حسن الصوت فنهاه عن الحدى وقال يا انجشة رفقا بالقوارير شبه النساء بالقوارير لسرعة الانكسار فيهما و

انما نهی لئلا تزعجهن الابل فانها تسرع باسماع الحدی اذ لئلا یقع فی قلبهن فان

الغنا رقیة الزنا رفی القاموس حبنة اللیل وعلیه ستره فی القاموس راعی

النجوم راقبها فی المنتخب مجره بکسر میم وفتح جیم ورای مشدده مفتوحه کهکشان فی القاموس

الکم دعاء النور جمع اکمام فی تاج المصادر نخول گداخته شدن من باب فتح۔ عقاقیر

ادویه خوشبو سکب ریختن ناعوره دولاب نواعیر جمع ۔عقائق جمع عقیق قنطار یک پوست

گاو پر زر قناطیر جمع ۔ فی القاموس الشریان واحد الشرائین العروق النابضه۔ فی القاموس

الوجع محرکة المرض جمع اوجاع و وجاع کجبال ۔ فی المنتخب ضئضئ بکسر هر دو ضاد معجمه

وسکون همزه اول اصل ۔ اقمار جمع قمر ۔ دیاجیر جمع دیجور ۔ مناصیر جمع منصار اکلیل تاج

فی القاموس الناطور حافظ الکرم والنخل جمع نواطیر ۔ تبر بالکسر زر غیر مسلوک مقول بالکسر

زبان ۔ مناشیر جمع منشور ۔ یراعه بالفتح قلم ۔ دستور بالضم نسخه جامع کل حساب که نسخه

های دیگر ازان بر دارند ۔ نور بالفتح شگوفه ۔ ازاهیر جمع ازهار وآن جمع زهر بمعنی شگوفه

صوب بالفتح ریختن ۔ روی مشتق از تردیه بمعنی سیراب کردن ۔ غلیل تشنگی سلسال بالکسر

آب شیرین روان ۔ فی القاموس الدهاریر اول الدهر فی الزمن ۔ الماضی بلا واحد فی القاموس

هملت عینه فاضت فی القاموس سحاب مقطار کثیر القطر جمع مقاطیر فی تاج المصادر

اضطرام زبانه زدن آتش ۔ بارح شعلهٔ بی دود ۔ تنانیر جمع تنور ۔ معتصم چنگل زننده عضب

بالفتح شمشیر ۔ فی القاموس النواشیر عصب الذراع من داخل وخارج فی القاموس ۔ التقصار

بالکسر القلاده جمع تقاصیر ربات التقاصیر یعنی حوران ۔

(۶۹) شیخ فخر الدین احمد مانکپوری بلگرامی

پسر ملک بہاء الدین المعروف بہ ملک بہلی ست کہ ذکرش در فصل فضلامی آید۔ انشاء اللہ تعالی ملک بہاء الدین از بلگرام بہ جانب مانکپور بہ تقریبی رفتہ بود۔ شیخ فخر الدین احمد در انجا متولد گردید لہذا بہ مانکپوری اشتہار یافت۔ مختصرات کتب درسی بہ خدمت پدر خود تحصیل کرد لبعد ازان حسب الارشاد پدر بہ خدمت استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی تلمذ نمود و سائر کتب گذراند و در فقاہت ید طولی بہم رساند۔ دست بیعت بہ میر سید قادری بلگرامی قدس سرہ داد و توشۂ یاد آلہی برکمر بستہ مراحل زندگانی بہ حضور طے کرد و در نیف واربعین ومائۃ والف بسر منزل عقبی واصل گردید۔

(۷۰) میر سید اسمعیل بلگرامی قدس سرہ

از سادات حسینی واسطی بلگرام عشیرہ بج بہیہ ساکن محلہ میدانپورہ است نسبش برین نہج سید اسمعیل بن سید ابراہیم بن سید شاہ میر بن سید نعمت اللہ برادر اعیانی سید تاج الدین حجرہ نشین قدس سرہ بن سید طیب باقی نسب سابق مذکور شد۔

سید اسمعیل مقتداے انام و مرجع خاص وعام بود۔ در مبدء حال بہ اکتساب فضائل رسمی پرداخت۔ وکتب درسی مرتب عبور نمود۔ برخے بہ خدمت استاد المحققین میر طفیل محمد قدس سرہٗ وبرخی جاے دیگر لبعد ازان شورش خداطلبی در سر افتاد۔ وبہ ملازمت شیخ عبد الرزاق

ساکن بانسہ قدس سرہ رسیدہ مورد عنایات گردید و شرف بیعت حاصل کرد و قریب دوازدہ سال در ظل تربیت حضرت شیخ ریاضات شاقہ کشید۔ و فیض ہا دریوزہ کرد و بہ منتہائے معارج فقر برآمد۔ و بعد از انتقال شیخ بر سجادہ خلافت مقدم نشست۔ سائر خلفا و مریدان حضرت شیخ او را مقتدا می شناختند۔ و شرائط ادب و اعتقاد بجا می آوردند۔ و علامۃ العصر مولوی نظام الدین خلف الصدق مولانا قطب الدین شہید سہالوی نور اللہ مرقدہما کہ در فضل فضلا مذکور می گردد بعد وفات شیخ بہ خدمت میر رجوع آورد۔ و از باطن انوار پر تو ہا اقتباس کرد۔ میر در سوہلی من توابع لکھنؤ اقامت داشت۔ و اکثر بہ بلگرام تشریف می آورد و ہمیشہ بہ ہدایت و ارشاد طالبان اشتغال داشت۔ و خلقی کثیر بہ تمسک ارادتش دست بہ دامن مدعا زد۔ میر بہ تاریخ چہاردہم ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۴ اربع و ستین و مائۃ و الف بہ رفیق اعلی پیوست۔ و در سوہلی آرام گرفت۔ خاک پاکش زیارت کدہ خاص و عام است راقم الحروف گوید

آفتاب سحر آگاہے		پیر روشن دل صاحب تکمیل	
گفت تاریخ وصالش ہاتف		زیب خلد آمدہ میر اسمعیل ۱۱۶۴ھ	

درین محل دو کلمہ احوال شاہ عبد الرزاق بانسوی قدس سرہ تیمنا در قلم می آید۔

(۱۷) شاہ عبد الرزاق

ساکن بانسہ من توابع لکھنؤ اصلش از قصبۂ محمود آباد است کہ در جوار بانسہ واقع شدہ پدرش با دختر بعضے از شیوخ قدوائی ساکن بانسہ کدخدا شد۔ شاہ عبد الرزاق از بطن

ان عفیفہ متولد گردید و بہ علاقہ ارث مادر در بانسہ آمدہ توطن گرفت - ابتداے حال بہ نوکرپیشگی کسب معاش می کرد - آخر ترک دادہ عمرے در سیاحت گذرانید - و در سواد گجرات احمد آباد شرف خدمت شاہ عبد الصمد خدا نما قدس سرہٗ دریافت در حلقۂ ارادت درگوش کشید و بہ مقصد اعلیٰ فائز شد - و بہ وطن مالوف برگشت - دوام لباس بہ طور اہل دنیا می بود و بہ شغل زراعت کسب قوت حلال می کرد - چون برہانی ساطع داشت وضیع و شریف منقاد شدند - و علما و فضلا غاشیۂ ارادت بردوش کشیدند - و با آنکہ امّی محض بود آیاتِ قرآنی را از بر خواندہ نوعے تفسیر می کرد و حقائق و معارف بیان می فرمود کہ دانشمندان را حیرت دست می داد - وفاتش بہ پنجم ماہِ شوال ۱۱۳۶ھ ست وثلثین ومائۃ والف واقع شد مدفن قصبۂ بانسہ یزار و یتبرک بہ -

(۷۲) راقم الحروف فقیر آزاد

الحسینی نسبا والواسطی اصلا والبلگرامی جوارا و منشا و حنفی مذہبا و الچشتی طریقۃ در تاریخ بست و پنجم ماہ صفر ۱۱۱۶ھ ست عشر ومائۃ والف لباس ہستی پوشید - و از ریعان آگاہی سررشتۂ تحصیل علم بدست آورد - و کتب درسی از بدایت تا نہایت در حلقہ درس استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی طاب ثراہ مرتب گذرانید و لغت و حدیث و سیر نبوی و فنون ادب از خدمت قدسی منزلت جدی و استاذی حضرت علامی میر عبد الجلیل بلگرامی طاب مضجعہ اخذ نمود و عروض و قافیہ و بعضے فنون ادب از خدمت والا درجت میر سید محمد

خلف الصدق علامہ مرحوم مرقوم تلمذ کرد و در ۱۱۳۷ سبع وثلثین ومائۃ والف شرف بیعت جناب مستطاب سید العارفین میر سید لطف اللہ المعروف بہ شاہ لدہا بلگرامی قدس سرہٗ اندوخت۔ و در ۱۱۵۰ خمسین ومائۃ والف مطابق کلمہ سفر خیر از بلگرام بہ ارادہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وکرامۃ برآمد۔ و در ۱۱۵۱ احدی وخمسین ومائۃ والف مطابق کلمہ عمل اعظم این سعادت عظمیٰ حاصل کرد۔ و در مدینہ منورہ علیٰ منورہا الصلوٰۃ والتحیۃ بخدمت شیخنا و مولانا الشیخ محمد حیات السندی المدنی الحنفی قدس سرہ صحیح بخاری قرات نمود۔ و اجازت صحاح ستہ وسائر مفردات مولانا فراگرفت۔ و در مکہ معظمہ صحبت شیخ عبد الوہاب الطنطاوی المصری دریافت وبرخی از فوائد عظمیٰ اکتسب نمود شیخ عبد الوہاب نور اللہ مرقدہٗ سرآمد علماء عصر ونزیل مکہ معظمہ بود وہمیشہ بہ نشر لوامع علوم می پرداخت۔ در ۱۱۵۷ سبع و خمسین ومائۃ والف بہ جنۃ الماوی خرامید و در جنت المعلیٰ آرامش گزید۔ شیخ عبد الوہاب علیہ الرحمۃ اشعار عربی فقیر را بسیار تحسین کرد وہر گاہ آزاد تخلص بندہ شنید ومعنی آن را فہمید۔ فرمود یا سیدی انت من عتقاء اللہ وازین نفس مبارک حضرت شیخ قدس سرہٗ کہ در حق این سراپا گرفتار سرزدہ امید واری ہا دارم۔ الحاصل فقیر در مکہ معظمہ بہ خانہ شیخ عبد اللطیف قدس سرہٗ اقامت گزید و در ۱۱۵۲ اثنین وخمسین ومائۃ والف مطابق کلمہ سفر بخیر جانب ہند عطف عنان نمود تفصیل سفر حرمین شریفہما اللہ تعالیٰ در آخر این مجلد می طرازد۔ وذکر اماکن مقدسہ بخیر الخاتمہ کلام می سازد۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ و در حین معاودت پنج ماہ اقامت بندر سورت صورت بست۔ از انجا سرے بہ دیار دکن کشید

دلبست وهفتم ذی القعده ۱۱۵۲ اثنین وخمسین ومائة والف وارد خجسته بنیاد اورنگ آباد
گردید ودر تکیهٔ بابا شاه مسافر نقشبندی قدس سره گوشهٔ انزوا گرفت۔ واز برکات روح مقدس
طرفی بربست بعد چندی سلسله جنبان ازل تعالی شانه سکون را با حرکت بدل ساخت
اکثر بلاد دکن سرمشق قدم سیاحت شد۔ وعجائبهٔ صنع آلهی کحل الجواهر بصیرت درچشم کشید
لله الحمد والمنه ازان روزے که ناصیهٔ اخلاص باآستان بیت الله آشنا شد بیگانگی
ازرسوم ابنائے روزگار بهم رسید۔ ومعنی تخلص آزاد به قدر استعداد جلوه افروز گردید۔ فقیر را
بالنواب نظام الدوله ناصر جنگ شهید خلف نواب آصف جاه ربط عجیبی اتفاق افتاد
وموافقتی که بالاتر ازان متصور نباشد دست بهم داد۔

چون نواب نظام الدوله بعد رحلت پدر بر مسند ایالت دکن نشست۔ بعض
یاران دلالت کردند که حالا هر رتبه که خواهید میسر است اختیار باید کرد۔ ووقت را غنیمت
باید شمرد۔ گفتم آزاد شده ام بندهٔ مخلوق نمی توانم شد۔ دنیا به نهر طالوت می نماید
غرفه ازان حلال است زیاده حرام واین شعر فرموخوانده شد

درین دیار که شاهی بهر گدا بخشند		غنیمت است که ما را همین بما بخشند

کلاه تزکیهٔ نفس شکستن عهد همرنگی باآئینه جوهر نما بستن است اما نعمت آلهی را حق است
بر زبان که بے تحدث ادا نه تواند شد۔ ایزد سبحانه سرو آزاد همت را نشو و نمائے استقامت
کرامت نماید۔ وگل سبد توفیق را آب رنگ ثبات مرحمت فرماید انه علی مایشاء
قدیر وبالاجابة جدیر۔ اکنون من تقریب چو نذکر بعض اکابر که درین سطور اسمار ایشان بر زبان

قلم گذشت می پردازم۔ داد ہم خامۂ خوش رفتار را جلوریز می سازم۔

(۷۳) شیخ محمد حیات السندی المدنیؒ قدس سرہ

از علماء ربانیین و عظماء محدثین است۔ روزے از اصل و نسب شیخ استفسار کردم به خط شریف بر قطعہ کاغذے نوشتہ داد۔ والد الفقیر محمد حیات السندی المدنی اسمہ ملا فلاریہ من قبیلہ چاچر الساکن فی اطراف عادل پور والسید موسی القادری الساکن فی کوتہ یعرفہ انتہی چاچر بہ جیمین فارسیین بروزن ساغر قومی از کشور سند و عادل پور از توابع بھکر فقیر آن را دیدہ ام۔ و سید موسی قادری از اعیان حوالی بھکر است و کوت او مشہور مولد و منشا شیخ محمد حیات قدس سرہ سید در عنفوان شباب توفیق زیارت حرمین شریفین یافت و در مدینہ منورہ توطن و تاہل گزید و کمر بہ تحصیل علم بربست۔ و باوجود فقدان وجہ معاش استقامت را کار فرمود و نزد علماء حرمین معظمین سیما شیخ ابوالحسن سندی نزیل مدینہ منورہ نور اللہ مضجعہ کسب کمالات نمود و برخی پیش شیخ عبداللہ بن سالم البصری المکی قدس سرہٗ تلمذ کرد و تمام عمر در خدمت حدیث شریف صرف ساخت۔ و تبحرے عظیم درین فن اندوخت و ہمیشہ ناشر علوم لطیفہ و عامر اوقات شریفہ بود۔ خواص و عام حرمین مکرمین و مصر و روم و شام اعتقاد و اخلاص خاص داشتند و از ذات ہمایون کسب برکات می نمودند وقتے کہ فقیر از مدینہ منورہ بہ مکہ معظمہ زادہما اللہ شرفا و کرامۃ معاودت نمود۔ شیخ قدس سرہٗ مکتوبی نامزد فقیر نمود و اسم فقیر سید علی بے اضافت غلام تحریر فرمود از جہت آنکہ در حدیث

شریف آمده که ہمہ کس عباد اللہ اند اطلاق عبودیت نسبت به مخلوق نباید کرد - فقیر در جواب نامه نوشت باین مضمون که مسلم روایت میکند "عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلے الله علیه وسلم قال لایقولن احدکم عبدی وامتی کلکم عباد الله وکل نساءکم اماء الله ولکن یقل غلامی وجاریتی وفتای وفتاتی" ونجاری روایت میکند "لایقل احدکم عبدی وامتی ولیقل فتای وفتاتی وغلامی" نیز قلمی ساختم که اگر واضع اسم غلام را بمعنی عبد اراده کرده باشد و دیگرے معنی فرزند اراده کرده تلفظ نماید او را می رسد که لکل امرء ما نوی شیخ قدس سره بعد وصول خط داد انصاف داد و بعد ازین اسم فقیر غلام علی تحریر فرمود وچه خوب واقع شد آنچه ابن نجار در تاریخ بغداد در ذکر احمد غزالی آورده که نوبتے قاری در مجلس او این آیه خواند قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسهم الآیه فقال شرفهم بیاء الاضافة الی نفسه بقوله یا عبادی ثم انشد ٥

وهان علی اللوم فی جنب حبها	وقول الاعادی انه لخلیع
اصم اذا نودیت باسمی واننی	اذا قیل لی یا عبدها لسمیع

شیخ محمد حیات قدس سره در تاریخ بست و ششم صفر روز چهارشنبه سنه ۱۱۶۳ ثلث وستین ومائة والف ودیعت حیات سپرد - و در بقعهٔ مبارک بقیع مدفون گردید - "رحلة شیخی" تاریخ یافته ام تا در رحلت پنج عدد محسوب است زیرا که معتبر در قاعدهٔ جمل صورت کتابت باشد نه تلفظ شلی[۱] در عقد الجواهر گوید - وقتیکه لفظ در رسم الخط مختلف واقع شد مثل حصی و یحیی که در نطق الف است

[۱] نوٹ لفظ شلی معلوم نشد که کدام نسبت است ۱۲

و در رسم یا - و مثل حمزۃ و طلحۃ کہ در نطق تا است و در رسم ہا - بعضی گویند معتبر مکتوب است نہ ملفوظ - و بعضی گویند معتبر لفظ است نہ رسم - سید عبد اللہ بدہر مینی گی گوید قول اول معتمد علیہ است و قول ثانی نادر -

(۴۷) شیخ عبد اللطیف

مولد و منشا او امروہہ از مضافات دہلی نسبش بہ شیخ عبد اللہ المعروف بہ شیخ ابن قدس سرہ می رسد کہ از مشاہیر اولیاے آن مقام است - و در تاریخ پانزدہم ذی الحجہ ۹۷۷ھ سبع و سبعین و تسعمائۃ متوجہ عالم قدس گردید - شیخ عبد اللطیف در عنفوان شباب ہمت بہ احراز فضائل صوری گماشت - و از امروہہ برآمدہ مدتہا در بلگرام و قنوج بہ کسب علوم پرداخت و اکثر کتب درسی در حوزۂ درس میر سید نعمت اللہ نبیرہ و وارث سجادہ میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہما گذرانید - و فیضہا برگرفت - و بہ خدمت شیخ حبیب اللہ قنوجی بیعت کرد - و نقد ہستی در بوتۂ ریاضت گداختہ سرمایۂ کنز مخفی بدست آورد - آخر بہ حرمین شریفین شتافت و در مکۂ معظمہ بار اقامت کشاد - بعد چندے قصد ہند کرد بہ ارادہ این کہ والدۂ خود را از ہند بہ حرمین شریفین برد - چون بہ وطن اصلی برگشت والدۂ از این عالم انتقال کردہ بود - باز بہ حرم محترم معاودت نمود - و قریب پنجاہ سال در ام القری شرفہا اللہ تعالیٰ بسر برد - ہر سال مناسک حج بجامی آورد و قریب سی نوبت بہ زیارت مدینۂ منورہ علی صاحبہا الصلوٰۃ و التحیۃ سرمایۂ افتخار اندوخت - بسیار لطیف طبع رقیق القلب بود - و در مروت قدر دانی ارباب کمال نظیر نہ داشت - ہر سال در موسم حج تلاش می کرد کہ اگر صاحب کمالی یا احدے از شرفا و نجباء ہند وارد شدہ باشد

ملاقات کند۔ و بہ قدر استطاعت خدمتی بہ تقدیم رساند۔ محرر اوراق ہرگاہ از مدینہ منورہ بہ اُم القریٰ عود کرد۔ شیخ عبد اللطیف خبر مقدم فقیر یافتہ بہ استقبال شتافت و مقید شد کہ در مخلص خانہ نازل باید شد۔ قریب پنج ماہ درین بلدۂ طیبہ بہ خانۂ شیخ اقامت داشتم۔ مروت ہا ازین عزیز مشاہدہ شد کہ جز بہ زبان بے زبانی ادا نہ توان کرد۔ جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء، و بہ مصاحبت و مجالست اوقات بہ حضور وافر گذشت۔

می گفت۔ روزے پیش باب السلام حرم مکی درویشی ہندی نژاد بہ نظر در آمد بہ غایت کثیف و بد معاش بہ مجرد افتادنِ نظر کراہت دست داد۔ در ہمان لحظہ پرتو غیرت آلہی بر دل تافت۔ نفس خود را ملامت کردم کہ از بنی نوع خود این قدر وحشت و نفرت چرا۔ الحال سزا یت این است کہ با این شخص در یک ظرف ہم طعام شوی۔ بخانہ آمدم و طعامی مہیا ساختم و نزد درویش رفتہ گفتم کہ سرے جانب غریب خانہ باید کشید۔ درویش دم نہ زد و بہ خانۂ من قدم رنجہ فرمود طعام پیش آوردم۔ و با او در یک ظرف ہم لقمہ شدم۔ درویش از اول صحبت تا آخر حرفی نہ زد و طعام را تناول نمودہ بہ محل خود برگشت۔ روز دیگر باز طعامی مہیا ساختم۔ و درویش را از باب السلام بہ خانہ آوردہ در یک ظرف ہم لقمہ شدم چہل روز کامل برین منوال گذشت۔ روز چہلم درویش بہ سخن در آمد و گفت عمر ہا سیاحت کردم انسانی بہ قماش تو نہ یافتم و من کیمیا سازم۔ در پاداش خدمتی کہ بجا آوردی ترا این صنعت تعلیم می کنم۔ گفتم من ہم کیمیا سازم۔ گفت چگونہ؟ گفتم قوت بازوے کہ بآن کسب قوت حلال می کنم کیمیاے من است و لب بوریا را اگر دانیدم۔ دراہم و دنانیری کہ از کسب بازوے خود حاصل کردہ بودم افتادہ بود التفات نہ کرد۔ و بہ دستور او در مقام اصرار بود

دمس در مقام انکار - آخر خود بہ خود آتش و بوتہ آورد و مس را در بوتہ گداخت و خاکسترے از کاغذ پارہ پیچیدہ برآوردہ در بوتہ ریخت - فی الحال قرص طلا بر بست - گفت این را غنیمت باید شمرد کہ من اکنون قصد ہندوستان دارم مبادا بر فقدان این نعمت حسرت کشی - گفتم حرفی دارم گفت چیست - گفتم اگر ورود صحرائے اتفاق شود کہ در آنجا مس بہم نہ رسد می تواند خاک را زر ساختن - گفت این خود مقدور انسان نیست - گفتم پس چرا نظر بر آن کس نہ باید داشت کہ خاک را زر می سازد - درویش بر استقلال من آفرین کرد و رخصت گرفت و باز در نظر نیامد -

شیخ عبد اللطیف در اوائل قدوم خود بہ مکہ معظمہ یک سال کامل در جبل ثور منزوی بود و ریاضت شاقہ کشید این جبل از شہر مسافت دو فرسنگ دارد و بر قلۂ این کوہ غارے نمونۂ برج ثور واقع شدہ و شب ہجرت ماہ جہان افروز رسالت را در بر کشیدہ بہ تقریب جبل ثور نقلی از خود م بیاد آمد کہ در موسم تابستان کہ ہوائے سموم برق تاز و جوش حرارت خارا گداز بود دست و نہم محرم مکرم ۱۱۵۲ھ اثنین و خمسین و مائۃ والف قصد زیارت جبل ثور کردم ہمین کہ قدم از شہر بیرون گذاشتم - حرارت تشنگی غلبہ کرد آب ہمراہ نہ گرفتہ بودم بہ خیال آنکہ در اثنائے راہ بہم می رسد در راہ جز عرق سعی آبے تراوش نہ کرد چند کس دیگر در عرض راہ بہم آمدند - این ہا آب قلیلے با خود داشتند اما شرم زبان سوال را بر بست کہ آب بہ نفس این ہا کفایہ نمی کرد بہ دیگران چہ رسد - این مسافت نشیب و فراز بہ چہ مشقت طے شد جگر از التہاب حرارت کباب گشت - و نفس از طغیان پیوست موج سراب بہ پائے کوہ رسیدہ

صعوبت دیگر پیش آمد کہ باوصف این حالت کوہ آسمان شکوہ را بہ قدم صعود باید پیمود تا کمر کوہ افتان وخیزان خود را رسانیدیم بیشتر طاقت طاق شد۔ وشوق آب در مرآت خیال بہ کیفیت عجیبی نقش بست۔ عزیزے از فقیر دو سہ قدم بالاتر می گذشت وصراحی سفال در دست داشت۔ ناگاہ صراحی با سنگی ملاقات می کند نصف اعلیٰ در دست او می ماند و نصف اسفل بشکل کاسہ امانت نزول می کند۔ وبہ حفظ قادر مطلق تعالیٰ شانہ قطرہ آبے ضایع نمی شود کاسہ را بہر دو دست از ہوا گرفتم واز ان عزیز اجازت خواستہ تجرع نمودم بحق آفرینندہ کہ جان شیرین را خلق کرد آبے سرد بہ این شیرینی وخوش طعمی یاد ندارم ہنوز لذت آن در کام من است۔ وہر گاہ تصور می کنم ذوق خاص در مے یابم وشک نیست کہ کارساز بے نیاز جل شانہ دران ساعت ترحم را کار فرمود وبندۂ سوختہ را بہ ساغر رحمت سیراب نمود فسبحان الذی ہو یطعمنی ویسقین۔

وفات شیخ عبد اللطیف در مکہ معظمہ سنہ ۱۰۵۰ خمسین ومائۃ والف اتفاق افتاد ودر جنت معلی مدفون گردید۔ بہشت نشیمن۔ تاریخ یافتہ شد رحمۃ اللہ علیہ۔ شاہ حبیب اللہ قنوجی پیر بیعت شیخ عبد اللطیف حاوی علوم ظاہر وباطن بود۔ وہموارہ بہ لوازم ریاضت ودرس علوم می پرداخت۔ در ایام طلب علم بہ مطالب کتاب چنانچہ باید نمی رسید۔ ازین وجہ خارخاری در دل داشت۔ شبے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دید والتماس کرد کہ این ہیچمدان را کشایشے در علوم نصیب شود۔ التماس او درجۂ قبول یافت۔ ہمین کہ از خواب بیدار شد ابواب علوم برو مفتوح گشت۔ وبر مسند تدریس نشستہ عالمے را

به تکمیل علوم ظاهر و باطن کامیاب ساخت. و در ۱۱۴۰ه اربعین و مائة والف رو به عالم قدس آورد. کاتب الحروف فقرهٔ الموت جسر یوصل الحبیب الی المولی الحبیب. تاریخ یافت قبرش در قنوج است او مرید شاه عبدالجلیل آله آبادی و او مرید شاه محمد صادق و او مرید شیخ ابو سعید گنگوهی از احفاد امجاد شیخ عبدالقدوس گنگوهی قدس الله اسرارهم. بر ناظران این سواد روشن باد که بابا شاه مسافر اورنگ آبادی قدس سره که فقیر در تکیهٔ آن حضرت مدت هفت سال طرح اقامت ریخت. سلسله ایشان به مخدوم اعظم قدس سرهٔ منتهی می شود. مناقب و مآثر حضرت مخدوم از غایت ظهور مستغنی از بیان است احوال اکابر متاخر مجملا قلمی می گردد.

(۷۵) مولانا میر خورد عزیزان بلخی قدس سرهٔ

خواهر زادهٔ مخدوم اعظم است. صاحب حالات سینه و جذبات قویه بود و در بلخ کوس سیخت می زد. صاحب طبقات شاه جهانی گوید " در سال نه صد و نود و سه به عالم علوی عروج نمود"

(۷۶) مولانا پاینده اخسیکتی قدس سره

اکبر خلفاء مولانا میر خورد عزیزان است. او را نقشبند ثانی و شیخ ولی تراش می گفتند خضر راه از خود رفتن بود. و بلد کوچه به خدا پیوستن ناظران از مشاهدهٔ جمال باکمالش مدهوش می گشتند و خدا طلبان در اندک فرصت به سرحد کمال می رسیدند. در بخارا مسند نشین ارشاد بود و همواره باب سخا و ایثار بر روے خلایق می کشود. صاحب طبقات شاه جهانی گوید " در سال هزار و ده

عالم فانی را بدرود نمود"

(۷۷) شیخ درویش عزیزان قدس سرہٗ

اکمل خلفاء مولانا پاینده اخسیکتی است او را احرار ثانی می گفتند که جامع عنایے صوری و معنوی بود- قریات فراوان در ملک داشت- حاصلات آن راہمہ صرف وارد وصادر می ساخت- بادشاه عصر نذر محمد خان در وقت نماز جمعه به دیدن او آمد شیخ در مراقبه بود دیک دست بالا کرده تا به حدی که نزدیک شد که وقت نماز جمعه بگذرد- کسے را قدرت نه شد که تعرض کند- آخر دست فرود آورده اشاره به اقامت فرمود- بعد فراغ نماز بادشاه به ادب تمام استفسار نمود که این توقف به کیفیت خاص چه بود- فرمود در ہفت کروہی بلخ دہی است در آنجا عبد اللہ خان آدینه مسجد نام مسجدی عالی بنا نهاده در انجا ہمہ مخلصان خود ند- وقت نماز جمعه ہمہ به نماز مقید بودند که سقف مسجد آغاز فرورفتن کرد- دست بالا کرده به نگاہداشت سقف مشغول بودم تا ہمہ بیرون آمدند بعد از ان گذاشته شد تا فرورفت بادشاه مردم را به تحقیق فرستاد ہمان تاریخ بر آمد- موضع اقامت او غجدوان در جوار خواجہ جہان بعد وفات ہمانجا مدفون گشت-

(۷۸) بابا شاه سعید پلنگ پوش

از کمل خلفاء شیخ درویش عزیزان است- وجه تلقب آنکه ہمیشہ پوست پلنگ دربر

داشت - مولد بابا عجدوان است - پدر ایشان متمول بود - بابا در اوائل تحصیل علوم رسمی
می پرداخت - و براقران لواے فوقیت می افراخت - روزے بعد درس با شرکا مقابله
داشت - درین حال دید که جوقی از قلندران در گذر است و شخصے است در میان
ایشان بس منور به مجرد دیدن منجذب شده در پے او رفت چون شخص به مسکن خود رسید التماس
همرنگی نمود - او فرمود فقیری کار دشوار است به تحصیل مقید باید شد که سن شما تقاضاے
آن دارد - در آن وقت هفت ساله بود - دست از طلب باز نه داشت آن بزرگ
او را برهنه ساخته ازارے مرحمت نمود همان ساعت آن قدر جذب قوی در گرفت
که راه بیابان پیش گرفت و قریب یازده سال در صحراها برین منوال برهنه می بود در
قرشی هفته دو بار بازار علی العموم می شود گاهے روز بازار می آمد هر چند مردم لباس می دادند قبول
نمی کرد و بین الجمهور به دیوانه سعید مشهور بود - بعد یازده سال روزی در بازار قرشی در هجوم مردم
به افاقه آمد و لباس شخصے را گرفته خود را پوشیده مردم در شگفت ماندند که دیوانه سعید هشیار
شد - و آن شخصے که ایشان را جذب کرده بود بابا قل فرید نام داشت - بعد افاقه بازار
بخارا به خدمت بابا قل فرید رسید و همراه به حرمین شریفین رفت - و هم در رکاب سعادت فرید
به بخارا مراجعت نمود تا آنکه روزی بابا قل فرید دست او را گرفته به خدمت شیخ درویش
عزیزان گفت که این فرزند ماست تربیت او حواله شما می کنم که مرا وقت نزدیک رسیده
است بابا قل فرید در همان ایام رحلت کرد - بابا شاه سعید خدمت شیخ لازم گرفت
از فیض تربیت والا به درجه کمال و تکمیل فائز گشت بابا قل فرید پیر خرقه است و حضرت

شیخ پیرارادت باباشاہ سعید بعد ورود ہندوستان بہ حراست لشکر نواب غازی الدین خان فیروزجنگ پدر نواب آصف جاہ مامور گردید لہذا ہمیشہ ہمراہ این لشکر می بود۔ وادرا اشراق عام وخارق عادات بسیار است۔

خلیفتی عبد الرحیم بلخی کہ از اعاظم خلفاء باباشاہ مسافر است ودر ۱۱۳۰ ثلثین ومائۃ والف مطابق قطب المحققین دردار السلطنت لاہور متوجہ ملک بقا گردید۔ نقل فرمود کہ وقتے ایشان خورد یعنی باباشاہ مسافر قدس سرہٗ از اورنگ آباد مرا بہ خدمت ایشان کلان یعنی باباشاہ سعید قدس سرہ در لشکر نواب فیروزجنگ فرستادند در اثناء راہ در خواب مے بینم کہ دو فیل پیش وپس می روند وفقیر درمیانہ است۔ فیل پیش صغیر الجثہ است در کمال مستی وشورش وفیل قفا عظیم الجثہ با تمکین وکمال آہستگی در رفتار۔ بعد بیدار شدن چنین بہ خاطر رسید کہ فیل پیش ایشان کلان اند وفیل قفا ایشان خورد دیگر ایشان خورد در مرتبہ عظیم تر باشند۔ چون بہ خدمت ایشان کلان رسیدم شش ماہ در خدمت بودم گاہے ہیچ خاطرے را بہ خود راہ نہ دادم مگر روزے بہ سعادت حضور فائز بودم۔ وسخن در حقائق ومعارف می رفت ہمان واقعہ رویا در باطن خطور کرد ایشان کلان دفعۃً این آیہ فرو خواندند لا نفرق بین احد من رسلہ وکرت دیگر روزے با جمعی حرف می زدند کہ بہ خاطر گذشت چون اندیشہ را بیہوشگی بہ کلی حاصل شود چرا بہ معاش ومعاشرت روآید فورا ملتفت شدہ فرمودند تقاضاء این نشاء چنین است۔ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام با وجود مرتبہ نبوت ازین فارغ نہ بودہ اند۔ روزے فرمودند چہل سال است کہ خواب از چشم من پریدہ

و آنی تصرف نه نموده رحلت ایشان ہفتم رمضان سنہ ۱۱۱۰ عشر و مائة و الف در لشکر
نواب فیروز جنگ در سواد شہر گلبرگہ واقع شد نقش مبارک را به اورنگ آباد آورده در تکیہ
شریف دفن کردند این مصراع تاریخ است ع۔

قصرِ جنت بود مکان سعید
سنہ ۱۱۱۰ھ

(۷۹) باباشاہ مسافر قدس سرہٗ

لوائے ولایت بر دوش وارشد خلفا ر باباشاہ سعید پلنگ پوش است ؎

	شاہ مسافر بہ در حق مقیم	لمولفہ	قطب زمان صاحب شاہِ عظیم	
	تاج دہِ قیصر و خاقان و جم		خسروِ بے تاج و نگین و علم	
	دامن ہمت بہ دو عالم فشاند		ریشہ بہ اسرار حقیقت دواند	
	روشنیِ دل اثرِ فکر او		خود شکنی ہا اثرِ ذکر او	
	یک نظر او دو جہان را پسند		بادشہ سلسلۂ نقشبند	

باباشاہ سعید می فرمود شانزدہ کس از ما رخص شدند ہمہ مختفی رفتند۔ مگر شاہ مسافر کہ
شیخی بار اظاہر کرد۔ مولد و منشاء باباشاہ مسافر غجدوان است و نام اصلی او حافظ محمد عاشور
باباشاہ سعید ایشان را مسافر خطاب فرمود در اوائل بہ خدمت میر عطاء اللہ ساکری
پیوست و بہ طریق کبرویہ ریاضت ہا کشید۔ بعد چندے میر عطاء اللہ ایشان را رخص
بہ سیاحت نمود از انجا در غور آمدہ دوازدہ سال اقامت نمود۔ و با مشایخ آنجا صحبت داشت

از آنجا به کابل آمده بابا شاہ سعید را دریافت و بہ حلقۂ ارادت درآمد و بعد ہفت سال رخصت گرفتہ بہ حرمین شریفین شتافت۔ و بعد تحصیل این سعادت در اوائل عہد خلد مکان بہ ہند معاودت نمود و در اورنگ آباد جاے کہ الان تکیۂ مرقد مبارک است طرح اقامت ریخت و تا نفس واپسین بربنہ خاست و حاشیہ نشینانِ بساطِ ارادت را بہ صدرِ کمال و تکمیل رسانید۔ و چہارم رجب سنہ ۱۱۲۶ ست و عشرین و مائۃ و الف دامن از عالم سفلی برچید و پہلوے پیر خود جانب قبلہ آسایش گزید میرزا عنایت اللہ بیگ اندجانی متخلص بہ راجی گوید ؎

مسافر شاہ اربابِ معارف	مقیم عرش شد از فرش این طاق
خرد تاریخ سال رحلتش گفت	مسافر شد ز عالم قطبِ آفاق

(۸۰) بی بی خورد قدس سرہا

مولد و منشاء او بلگرام است۔ آوردہ اند کہ پدر و مادر خواستند کہ او را کدخدا سازند ابا کرد آخر نہ گذاشتند و مراسم طوی شروع کردند و وقتے کہ مشاطہ او را آراستہ بہ جلوہ آورد۔ جلوۂ دیگر نمود و تبسم کنان در انجمن روحانیان خرامید۔ مادر و پدر از مشاہدہ این حال داغ شدند و باہمان لباس و زیور زیر خاک سپردند۔ و زدان خبر یافتہ شب بر سر تربت او آمدند و خواستند کہ قبر او را وا کردہ زیور و لباس بہ دست آرند بہ حکم قادر مطلق تعالی شانہ ہمہ نابینا شدند۔ و در مقام حیرت فرو ماندند۔ صبح از ظہور این کرامت شورے در خلق افتاد و خاک پاک او تا صبح قیامت زیارت گاہ خلائق شد محلہ خورد پورہ بہ نام اوست رحمۃ اللہ تعالی علیہا۔

فصل دوم

در ذکر فضلا نور الله مضاجعهم

و پیش از شروع تراجم اکابر کلی چند مناسب فصل در دامن قرطاس ریخته می شود که اگر هوشیار مغزی چشم التفات کشاید به استشمام روائح میل نماید۔

بر ضمایر غواصان منازل اخبار و عابران مراحل آثار مبرهن است که در قرون سالفه پیش از آن که دین اسلام بر منصهٔ ظهور جلوه افروز شود عالی فطرتانی گذشته اند که خود را در بوتهٔ ریاضت گداخته روح مجرد ساختند و عالم ملک و ملکوت را به نظر دقت سیر کردند۔ و حقایق اشیا را به قدر طاقت بشری دریافتند و ضوابط و قوانین علوم وضع کردند و احسانی عظیم بر زمانیان استقبال واگذاشتند۔ صاحب کشف الظنون به عبارت عربی گوید۔ خلاصهٔ کلامش این که

مردم عالم دو قسم اند فرقه هستند که به شان علم اهتمام کرده اند و اصناف معارف به ظهور آورده و فرقهٔ دیگر اند که اعتنا کرده اند به شان علم به حیثیتی که اسم عالم بر ایشان اطلاق توان کرد۔

از جمله قسم اول اهل مصر و روم و هند و فرس و عبر و عبرانیین یعنی بنی اسرائیل و کلدانیین و آن گروهی بودند در زمان قدیم سکن این ها زمین عراق و جزیرهٔ عرب و لغت این ها سریانی بود و از جملهٔ قسم ثانی بقیهٔ امم سوای مردم چین و ترک و چون آفتاب عالم تاب اسلام

سر از اُفق عرب برآورد مضمون قولِ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام گل کرد کہ ادابت لی الارض فارایت مشارقها ومغاربها وسیبلغ امتی ما ادی لی اوائل برانداختہ شد۔ و مسلمانان کتب عمل سابقہ فراوان سوختند۔ و علما مطالعہ توریت و انجیل وغیرہما را منع کردند بلکہ بعضے بہ تحریم رفتند۔ کرمانی شارح بخاری گوید در تحریف توریت و انجیل اختلاف کردہ اند۔ آیا در لفظ است یا در معنی بعضے میل کردہ اند بہ شق ثانی و جائز داشتہ اند مطالعہ و این قول باطل است و جائز نیست مطالعہ بہ اجماع و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم با عمر رضی اللہ عنہ صحیفہ توریت دید و غضب فرمود" انتہی کلام الکرمانی۔

و چون سعد بن وقاص ملک فارس را فتح کرد و کتب فلاسفہ بیش از حصر بدست افتاد امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ را نوشت چہ باید کرد۔ عمر رضی اللہ عنہ نوشت :۔

اطرحہا فی الماء فان یکن هدی فقد هدا نا اللہ باهدای منہا وان یکن ضلالا فقد کفانا ها اللہ فطرحوها فی الماء والنار"

الحاصل جمیع مسلمین اتفاق کردند بر اخذ و عمل کتاب الٰہی از دست رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین از جہت برکت صحبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و قرب عہد مبارک و کثرۃ علم و این چنین تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ حاجت بہ تدوین علوم شرائع نہ داشتند بہ حدے کہ بعضے کتابت علم را مکروہ پنداشتند و استدلال کردند بہ حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کہ استاذن النبی صلی اللہ علیہ

وسلم فی کتب العلم فلم یأذن لہ وشخصے کتابے نوشتہ بر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
عرض کرد۔ عبداللہ کتاب را گرفت و بہ آب محو ساخت۔ آن شخص سبب استفسار نمود فرمود
از بیم آنکہ مبادا بر کتاب اعتماد کنید و حفظ را ترک دہید و چون ملت اسلام وسعت گرفت
و بلاد شرق و غرب بہ تصرف اسلامیان در آمد و صحابہ رضی اللہ عنہم در اقطار امصار متفرق
شدند و رخت زندگانی از جہانِ فانی بربستند و فتنہ ہا سر از گریبان برآورد و تخالفِ عقول و آرا
گل کرد و وجود علما و حفظۂ علوم رو بہ کمی آورد و ہمت ہا قاصر افتاد۔ و خلائق بہ بقیۂ علما و مجتہدین
رحمہم اللہ تعالی رجوع آوردند و امر فتوی شیوع گرفت۔ و بیم آن شد کہ احکام شریعت
غرا اضمحلال پذیرد۔ و حق با باطل التباس گیرد در اواخر عہد تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین
علمای ملت اسلام اساس تدوین گذاشتند و حقّی عظیم برین امت مرحومہ ثابت کردند جزاہم
اللہ عنا خیر الجزا و اختلاف است درین کہ اول کسیکہ در عہدِ اسلام تصنیف کرد کیست بعضی
گفتہ اند عبدالملک بن عبدالعزیز بصری متوفی در سنہ ۱۵۶ست و خمسین و مائۃ بعضے گفتہ اند
ربیع بن صبیح متوفی در سنہ ۱۶۰ ستین و مائۃ و بعد ازان تصنیف کرد سفیان بن عیینہ۔ بعد ازان
امام مالک رضی اللہ عنہ موطا را در مدینۂ منورہ۔ بعد ازان عبداللہ بن وہب در مصر و معمر
بن عبدالرزاق در یمن۔ و سفیان ثوری و محمد بن عقیل و ابن عران در کوفہ۔ و حماد بن سلمہ
و روح بن عبادہ در بصرہ۔ و ہشیم در واسط۔ و عبداللہ بن مبارک در خراسان۔ و مطمح نظر
این اکابر در تصانیف خود ضبطِ مبانی و کشفِ معانی قرآن و حدیث بود رحمہم اللہ تعالی
و چون امر خلافت بر بنی عباس قرار گرفت خلیفہ ثانی منصور دوانیقی از اثر صحبت اعاجم رغبتی

به علوم فلاسفه بهم رساند۔ خصوص تنجیم را بسیار دوست گرفت۔ و منجمین را فراوان تربیت و نوازش
نمود۔ چون نوبت خلافت هفتم مامون بن هارون رسید میل کلی به این علوم پیدا کرد۔ و
بنیادی که جد او گذاشته بود به اتمام رسانید۔ و علوم فلاسفه را از معادن و مواضع اصلی استخراج
نمود۔ و ایلچیان نزد ملک روم فرستاد و کتب فلاسفه را خواهش نمود۔ ملک روم آن قدر
کتب که بهم رسید از افلاطون و ارسطاطالیس و بقراط و جالینوس و اقلیدس و بطلیموس
وغیرهم پیش خلیفه ارسال داشتند۔ خلیفه ترجمانان ماهر را فرمود تا ترجمه ساختند و در حلقهٔ درس
انداختند۔ دانش پژوهان روزگار کمر همت بربستند و حسب الطاقه ورزش و اتقان علوم
را به درجهٔ کمال رسانیدند۔ و تصانیف لطیفه برای نورسان ریاض استقبال وا
گذاشتند و عمدهٔ این ها معلم ثانی ابونصر فاریابی است و ابوعلی سینا و قاضی ابوالولید بن
الرشیدی و وزیر ابوبکر مشهور به ابن الاصابع اندلسی وغیرهم کشف الظنون گوید در این
جا ملخص کلامش نقل کرده می شود۔

از غرائب آنکه علمای ملت اسلامیه در علوم شرعیه و عقلیه اکثر اعاجم اند الا فن فصاحت
و بلاغت و نظم اشعار آید ار و ترتیب خطب و اخبار که مجموع این فنون را عرب به درجهٔ
قصوی رسانیده اند اما علوم شرعیه بنا بر مجموع بر قوانین و ضوابط است و محتاج به علوم دیگر اند
که وسیله علوم شرائع باشد مثل قواعد عربیت و قوانین استنباط و قیاس و ادلهٔ قاطعه که
به آن رد عقائد باطله توان کرد۔ و مجموع این فنون مفتقر به تعلیم و تعلم اند و مندرج تحت صنائع
که اهل حضارت رامی باشد و گفته اند که جمیع حصر در صفت حضارت تابع عجم است چه این طا

در صنائع و حرف ملکۂ راسخہ دارند و درین باب از سائر امم فائق اند اجرم در ضبط و اتفاق علوم و تدوین فنون ہیچکس بہ اعاجم نمی رسد و از جملہ علمائے عجم در صناعت نحو سیبویہ و ابوعلی فارسی و زجاج کہ ہمہ عجمی الاصل اند۔ و از مخالطت عرب زبان را کسب نمودند و قوانین عربیت بہ ضبط و قید کتابت درآوردند و ہمچنین محدثین و حفاظ مثل اصحاب صحاح ستہ و مفسرین و اصولیین و غیرہم رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اما علوم عقلیہ جملہ صناعت اند۔ و قرعۂ این علوم بنام اعاجم افتادہ تا اینجا خلاصۂ کشف الظنون است و چون ولایت روم و ایران و توران قدیم الاسلام است نہال علم اول درین سرزمین ریشہ دوانید و رتبہ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء بہم رسانید۔ و بعد ازان کہ طلیعۂ اسلام الویۂ تسخیر ہند برافراخت و پرچم اعلام و ظفر انجام برین مملکت سایہ انداخت جمعی از علماء والا قدر بہ پرتو ورود خود شبستان ہند را منور ساختند و بہ افاضۂ انوار علوم عقلی و نقلی چراغانی برافروختند و بعد ازان در ہر عصر جمعی ازین طائفہ علیہ قدم در شہرستان وجود گذاشتند و رایت ترویج علوم و تمہید فنون برافراشتہ تفصیل از کتب تواریخ باید جست درین مختصر تیمناً چندے از مشاہیر این گروہ والا شکوہ را بیان می سازم و بعد ازان بہ ذکر فضلائے بلگرام کہ محرک سلسلۂ تدوین است می پردازم۔

(۱) مولانا حسن

بن محمد بن حسن بن حیدر الصغانی اللاہوری نور اللہ ضریحہ عالم ربانی و دانائے غوامض

صغانی بود و در فقه و حدیث و علوم دیگر پایهٔ عالی داشت۔ ولادتش در لاهور پانزدہم صفر ۵۷۷ھ سبع و سبعین و خمسمائة واقع شد۔ صغانی او را به اعتبار اصل گویند۔ صغان به فتح صاد مهمله و غین معجمه شهریست از بلاد ما وراء النهر ابتداء حال نزد والد خود تلمذ کرد و فنون کثیره تحصیل نمود و استعداد عالی بهم رساند و در ۶۱۵ھ خمسة عشر و ستمائة به بغداد رفت و سالها در آنجا رحل اقامت افگند و به تدریس و تصنیف مشغول گشت از آنجا به مکهٔ معظمه شتافت و مدتے به مجاورت بیت الله سعادت اندوخت و جانب عراق عطف عنان نمود و در ۶۱۷ھ سبعة عشر و ستمائة خلیفهٔ وقت او را بر سبیل رسالت به هند فرستاد۔ و در ۶۲۴ھ اربع و عشرین و ستمائة از هند به عراق برگشت و کرت ثانی بر سبیل سفارت از انجا به هند آمد۔ و در ۶۳۷ھ سبع و ثلثین و ستمائة به بغداد معاودت نمود و او در مکه معظمه و عراق عرب هند از شیوخ فراوان حدیث را سماع نمود۔ و تصانیف غرا پرداخت مثل مشارق الانوار که شهرتے تمام دارد۔ و شرح بخاری۔ و مصباح الدجی والشمس المنیره۔ و در السحابه و شرح آن همه در فن حدیث و کتاب شوارد و عباب و شرح القلادة السمطیه فی توشیح الدریدیه و کتاب الافتعال در لغت۔ و کتاب الفرایض و کتاب العروض۔

وفاتش در بغداد ۶۵۰ھ خمسین و ستمائة در عهد معتصم ختم خلفاء عباسیه اتفاق افتاد فرزندان خود را وصیت کرد که نعش او را به مکه معظمه نقل کنند۔ اول او را در حرم ظاهری واقع بغداد به خانهٔ خودش امانت گذاشتند۔ و در سال مذکور به مکه مقدسه آورده دفن ساختند مولانا در آغاز مشارق الانوار تمناے قبر خود دران بلدهٔ فاخره بیان کرده و گفته اعاننا بها حمید افاقبره

ثم اذا شاء النشرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

(۲) شیخ حمید الدین دہلوی

دانش مند والا قدر بودہ و شرحی مفید بر ہدایہ فقہ نوشتہ۔ و در ۶۶۴ھ سنہ اربع وستین وسبع مائۃ متوجہ دار البقا گردید۔ صاحب کشف الظنون گوید:—

"شرح الشیخ حمید الدین شرح لطیف ممزوج۔ اولہ "الحمد للہ الذی ہدانا فی بدایتنا الی خدمۃ کتابہ

" المبین الی آخرہ" قال العلامۃ ابن الکمال ہو شرح جلیل جمع فیہ لب شروح کثیرۃ لکنہ اطنب

" فی موضع الایجاز واوجز فی موضع التفصیل فلذلک وردت علیہ الاعتراضات اقوال العلامۃ ابن الکمال و

" ان کان فریدہ وہرہ بلا مانع ووحید عصرہ بلا مدافع لکنہ صرف عنان عزمہ عن التحقیق فی اکثر مصنفاتہ

" وسلک طریق الجدل فی اشہر مؤلفاتہ سیما فی شرحہ علی الہدایۃ فانہ وصل فیہ اللجدل الی النہایۃ"

" انتہی کلام کشف الظنون ملخصا۔

(۳) مولانا شمس الدین یحییٰ الاودی نور اللہ مرقدہ

آفتابے است مفیض انوارِ دانش و عالی جنابے ست مفید انواع بینش۔ تلمیذ مولانا ظہیر الدین بھکری و مولانا فرید الدین شافعی شیخ الاسلام اودھ است۔ شیخ نصیر الدین محمود اودھی چراغ دہلوی قدس سرہٗ بہ خدمت مولانا شمس الدین تلمذ نمود و در مدح استاد می گوید ۵

سألت العلم من احیاک حقا	فقال العلم شمس الدین یحییٰ

مولانا از اجلۂ خلفاء سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی است قدس سرہٗ
زبی علما داشت و ہموارہ بہ اشاعۂ علوم و افاضۂ تصانیف می پرداخت ۔ وکار علم و تبحر مولانا
بہ جائے کشید کہ اُستادان شہر دہلی در حلقۂ درس او بہ زانوئے ادب نشستند و در ذیل
تلامذہ منسلک گشتہ بہ شاگردی افتخار نمودند ۔ مولانا تصانیف دارد ۔ اما درین عصر کم یافت
می شود ۔ آرامگاہ دہلی ۔

(۴) قاضی عبد المقتدر

بن قاضی رکن الدین الشریحی الکندی الدہلوی قدس سرہٗ سرآمد روزگار و در فضائل
صوری و معنوی عظیم الاقتدار است ۔ در آوان تحصیل بہ شرف ملازمت شیخ نصیر الدین
محمود قدس سرہٗ می رسید ۔ و ذکر مقدمات علمی در میان می آورد ۔ شیخ او را بسیار دوست
می داشت ۔ و ابحاث او را تحسین می کرد و بہ تحصیل علم ترغیب می فرمود ۔ آخر الامر
دست بہ دامن ارادت زد و کمال صوری را با جمال معنوی ہم آغوش ساخت ۔ ہموارہ
بہ افادۂ طلبہ می پرداخت ۔ و لب تشنگان را بہ سلسبیل علوم سیراب می ساخت و طریقۂ
انیقۂ شیخ نصیر الدین محمود و اکثر خلفاء او نور اللہ مضاجعہم حفظ آداب شریعت و اشتغال
درس بود ۔ شیخ نصیر الدین می فرمود یک مسئلہ شرعی فضل دارد بر ہزار رکعتے کہ
آمیختہ با عجب و ریا باشد ۔

قاضی عبد المقتدر در تاریخ بست و ششم محرم سنہ ۷۹۱ احدی و تسعین و سبعمائۃ مقام
عند ملیک مقتدر قرار گرفت و ہشتاد و ہشت سال عمر یافت ۔ خوابگاہ دہلی ۔ قاضی

در لسان عربی شاعر یا رتبه است قصیدهٔ لامیه از شیخ عبد الحق دهلوی قدس سره در اخبار الاخیار ذکر کرده دریں صحیفه چند بیت به اتباع حضرت شیخ درج می شود

یا سابق الطعن فی الاسحار والاصل ... سلم علی دار سلمی وابک ثم سل
عن الظباء التی من دابها ابداً ... صید الاسود بحسن الدل والبخل
وان ملوک الکرام قد مضوا فلذا ... حتی یجیبک عنهم شاهد الطلل
اضحت اذ ابعدت عنها کواعبها ... اطلالها مثل اجفان بلا مقل
ان الظباء التی یصبحن سافلة ... فیها لها حور غنت عن الحول
ان کن مستغنیات فی تزیینها ... عن الحلی وکحل العین والحلل
فان من ملکت قلبی لها شرف ... علی المها العین والآرام بالطلل
فدی فوادی اعرابیة سکنت ... بیتاً من القلب معموراً بلا حول
یا طالب الجاه فی الدنیا تکون غداً ... علی شفا حفرة النیران والشغل
یا طالب العز فی العقبی بلا عمل ... هل تنفعک فیها کثرة الامل
مکّارة اکلت کالهر ما ولدت ... حبالة قتلت من جاء بالحیل
فلا تکن لمزید الرزق مضطربا ... واقنع بما قسم القسّام فی الازل

(۵) مولانا معین الدین عمرانی دهلوی قدس سره

از علماء فحول جمله فروع و اصول بود - و استاد شهر دهلی عمرنا الله تعالی و معاصر سلطان محمد بن تغلق شاه

آوردہ اند کہ سلطان محمد مولانا معین الدین را بہ ولایت فارس نزد قاضی عضد ایجی فرستاد والتماس نمود کہ بہ ہندوستان تشریف آرد ۔ و متن مواقف را بہ نام او سازد ۔ سلطان ابو اسحٰق والی شیراز مانع شد ۔ و فرمود تخت سلطنت بہ شما تسلیم می کنم ۔ و ہر خدمتے کہ باید بہ تقدیم می رسانم قاضی چون تواضع سلطان را بہ این مرتبہ مشاہدہ کرد از عزیمت ہندوستان در گذشت و در وطن خود قدم اقامت افشرد و مواقف را بہ نام سلطان ابو اسحٰق موشح ساخت ۔ و نام او را تا دور روزگار بہ کرسی عزت نشاند ۔

مولانا معین الدین عمرانی وقتے کہ بہ خطۂ شیراز وارد شد در آنجا آثار فضل و دانش از و بہ ظہور رسید و بہ مزید اعزاز و اکرام اختصاص یافت ۔ از تصانیف اوست حواشی کنز و حسامی و مفتاح ۔

(۶) مولانا خواجگی دہلوی نور اللہ مضجعہ

عالم ربانی و تلمیذ مولانا معین الدین عمرانی است ۔ پس از طے منازل فنون ظاہر جادہ پیمائی طریق باطن شد ۔ و سعادت ارادت شیخ نصیر الدین محمود اودوی قدس سرہٗ دریافت و مراتب تزکیہ و تصفیہ بہ کمال رساند و خلعت خلافت و ارشاد پوشید و بر طریقۂ اینقہٗ حضرت مرشد و برادران طریقت قدس اللہ اسرارہم شغل درس پیش گرفت ۔ ہموارہ بہ دانش آموزی می پرداخت ۔ و طائفہ تحصیلیان را از سرمایۂ علوم بہرہ مند می ساخت ۔ ہنگامی کہ امیر تیمور صاحبقران قصد دہلی کرد میر سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ در عالم رؤیا بر نہضت

افواج تیموری وخرابی ولایت دہلی آگاہ شد۔ ومردم را ازین واقعہ بیدار ساخت۔ مولانا خواجگی بررویاے حضرت سید قدس سرہٗ از دہلی برآمد ورخت سفر جانب کالپی کشید وبقیہ ایام زندگانی ہمانجا بہ پایان رسانید۔ مقبرہ او بیرون شہر کالپی است۔

(۷) مولانا احمد تھانیسری روح اللہ روحہ

فاضل بے نظیر وشاعر خوش تقریر است ومقتبس انوار معنوی ومرید چراغ دہلوی نور اللہ مرقدہٗ او را با مولانا خواجگی دہلوی طاب ثراہ مواخات بود۔ اما در ہجرت از شہر دہلی موافقت اتفاق نیفتاد تا آنکہ عساکر تیموری دررسید وولایت دہلی را تاالان[۱] نمود متعلقان مولانا احمد تھانیسری بہ اسیری درآمدند۔ وبعد فرونشستن غبار فتنہ نجات یافتند۔

صاحب قران امیر تیمور تعریف مولانا گوش کردہ درحضور طلبید وجوہر فضل وکمال معائنہ نمودہ بہ مجالست ومصاحبت مخصوص ساخت۔ بعد معاودت موکب تیموری وبرہم شدن رونق دہلی۔ مولانا احمد نیز با اہل وعیال قصد کالپی کرد۔ ودر آنجا طرح توطن ریخت وتتمۂ عرصۂ عمر را بہ تقدیم عبادت ودرس علوم معمور ساخت۔ قبر مولانا درون قلعہ کالپی واقع شدہ۔ شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ قصیدۂ دالیۂ او را در اخبار الاخیار آوردہ چند بیت از انجا برچیدہ زیور این کتاب ساختہ می شود ؎

اطار لبی حنین الطائر الغرد	وھاج لوعۃ قلبی النائۃ الکمد

[۱] شاید کہ تاراج باشد ۱۲

واذكرتني عهودا بالحمى سلفت — حمامة صدحت من لاعج الكبد
باتت تورقني والقوم قد هجعوا — من بين مصطبح منهم ومستند
ما زار طرفي غمض بعد بعدكم — ولا خيال سرور دار في خلدي
ليت الهوى لم يكن بيني وبينكم — وليت حبل ودادي غير منعقد
كانت مواسم ايام وعزتها — ولت سراعا على رغم ولم تعد
كانه لم يكن بين الحمى انس الى — اللوى وكان الحي لم تفد
لا عيش بعد ليلات اللوى رغدي — ولا وصول الى ذاك الحمى بيدي
حل الاحاديث عن ليلى وجارتها — وارحل الى السيد المختار من ادد
محمد احمد الهادي لامته الى — الصراط صراط غير ملتحد
بر رؤف رحيم سيد سند — سهل الفناء رحيب الباع والعضد
افديك بالروح والقلب المشوق معا — والنفس والمال والاهلين والولد
قد عاقني البعد عن مرماي يا سكني — وطال شوقي الى لقياك يا سندي
ارجو الوفادة في ارض حللت به — يا لهف نفسي اذا ما كنت لم اقد
عطفا على رفقائي ومكرمة — فليس غيرك يا مولاي ملتحدي
يارب صل وسلم دائما ابدا — على النبي نبي الحق والرشد
وصحبه وذويه الطاهرين ومن — احبهم شغفا في الغيب والعند
ما لاح برق وما سح الغمام على — ربى الفلا فكساها حلة القند

وما تفرد غریب علی فنن		عض کالاروم ترمحفل وملتبہ	

(۸) قاضی شہاب الدین ملک العلماء

بن شمس الدین بن عمر الزاولی الدولت آبادی روح اللہ روحہ عمدۂ دانش مندان ہند است - وشہرۂ بلاد عرب وعجم مولداو دولت آباد دہلی است دانش ہمی نزد - مولانا خواجگی دہلوی وقاضی عبد المقتدر شریحی اندوخت - وچراغ امتیاز در انجمن اقران برافروخت اگرچہ دران عہد دانش مندان دیگر نیز فائق عصر بودند اما طالع شہرتی کہ او یافت احدی را میسر نہ گشت وآثاری کہ ازو بر صحیفۂ روزگار باقی ماند از دیگری پیدا نیست - قاضی عبد المقتدر درباب اومی فرمود پیش من طالب علمی می آید کہ پوست او علم - ومغز او علم واستخوان او علم است ایامی کہ رایات تیموریہ جانب دہلی حرکت کرد - قاضی در رکاب استاد خود مولانا خواجگی طریق مہاجرت از دہلی پیمود - مولانا در کالپی رحل اقامت افگند - وقاضی جانب جونپور رفت - سلطان ابراہیم شرقی اشرق اللہ ضریحہ مقدم اورا مغتنم دانستہ لوازم قدرشناسی افزون از وصف بجا آورد وبہ خطاب ملک العلمائی بلند آوازہ ساخت - عرق حسد ابناء جنس در جنبش آمد - قاضی شکایت حساد بمولانا خواجگی نوشت - مولانا این دو بیت شیخ سعدی شیرازی در جواب قلمی فرمود ؎

ای بیش از آنکہ در قلم آید ثنای تو	واجب براہل مشرق ومغرب دعای تو
ای در بقای عمر تو نفع جہانیان	باقی مباد آنکہ نخواہد بقای تو

گویند در اندک زمانی جماعهٔ حساد فانی گشتند۔ از تصانیف قاضی حواشی کافیه در حین
حیات او مشهور آفاق گشته۔ و ارشاد متن در علم نحو که تمثیل مسئله در ضمن تعبیر التزام
کرده و طرزی تازه بر روے کار آورده و بدیع المیزان متن در فن بلاغت که عبارات
مسجعه دارد۔ و بحر مواج تفسیر کلام اللہ بزبان فارسی و درین تفسیر سعی بلیغ در بیان ترکیب
و معنی و وجوه وصل و فصل آیات بینات به کار برده۔ و شرحی بر اصول بزودی تا بحث
امر۔ و شرحی طویل بر قصیدہ بانت سعاد[۵۱]۔ و رساله فارسی در تقسیم علوم و صنائع۔ و رساله
مناقب السادات و غیر ہا قاضی در تاریخ بست و پنجم رجب المرجب سنه ۸۴۹ھ تسع و اربعین
و ثمانمائة به گلگشت فردوس اعلیٰ شتافت۔ مرقد منورش در بلدهٔ جونپور جانب جنوبی
مسجد سلطان ابراہیم شرقی۔

(۹) شیخ علی بن شیخ احمد مہایمی قدس سرہ

از قوم نوایت ست و قوم نوایت در بلاد دکن معروف و مشهور اند۔ طبری در تاریخ خود گوید:۔
نایته طائفه ایست از قریش که از ترس حجاج بن یوسف ثقفی که پنجاه ہزار کس علماء و اولیا
را ناحق کشت۔ از مدینه منوره بر آمدند و خود را به ساحل بحر ہند رسانیدند و دران سرزمین
توطن برگرفتند۔ و این تفرقه در سنه ۱۵۲ھ اثنین و خمسین و مائة ہجری واقع شد۔
مہایم بروزن عظایم یکے از بنادر گجرات احمد آباد شیخ علی تحریر زمان و صاحب ذوق

[۵۱] این شرح در بلدهٔ حیدر آباد دکن بمطبع دائرة المعارف النظامیه چاپ شده ۱۲

وعرفان بود مثبت توحید وجودی وپیرو شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہٗ تصانیف رائقہ مثل تفسیر رحمانی وزوارف شرح عوارف المعارف وشرح فصوص الحکم وشرح نصوص شیخ صدر الدین قونوی قدس سرہٗ وادلۃ التوحید وغیر ذلک در جمادی الاولی ۸۳۵ھ خمس وثلثین وثمانمائۃ متوجہ عالم قدس گردیدہ در مہایم جائے آرامش برگزیدہ زارد یتبرک بہ۔

(۱۰) شیخ سعد الدین خیر آبادی قدس سرہٗ

پدرش قاضی بڈہن نام قاضی قصبۂ اَنام[۱] بود۔ شیخ سعد الدین را طفل گذاشتہ از عالم رحلت کرد۔ آثار رشد در آوان طفولیت از ناصیۂ شیخ سعد الدین ہویدا بود چون اورا در مکتب فرستادند ہر روز لوح خود را ضبط می کرد وہر شب ہزار بار می خواند۔ قرآن مجید را ہم براین نمط تختہ تختہ یاد گرفت۔ ودر عنفوان سن تمیز بہ خدمت مولانا اعظم لکھنوی روح اللہ روحہ پیوست وکمر بہ کسب علم بربست۔ ودر فرصت کمی تبحر بہم رسانده سرآمد علماء عصر گردید۔ ودست ارادت بہ شیخ مینائے لکھنوی داد وساغر لبریز از مینائے معرفت نوش کرد۔ شیخ مینا چہارم صفر ۸۷۴ھ اربع وسبعین وثمانمائۃ بہ گلشن مینو خرامید۔ شیخ سعد الدین بعد انتقال مرشد ایامے در لکھنو اقامت داشت۔ آخر الامر در عالم رویا از حضرت مرشد اشارہ شد کہ ترا بہ خیر آباد باید رفت شیخ حسب الارشاد بہ خیر آباد شتافتہ رنگ توطن ریخت۔ حق تعالی اعتبار واشتہار عظیم کرامت نمود۔ وفتوحات از ہر جانب ریزش کرد

[۱] شاید کہ اُنّاؤن باشد ۱۲

ہمہ در مہانداری وارد و صادر صرف شد۔ و بلغوری[۵۱] برائے مستحقین تعین فرمود۔ واقربارا
از انام بہ خیرآباد طلبید و عمارت ہا طرح انداخت۔ با این ہمہ روزے کہ ازین جہان رحلت
کرد جامۂ کفن از خانۂ پیدا نہ شد۔ بر طریقۂ حضرت مرشد حضور زیست و سالہا مسند تدریس
و ارشاد را رونق بخشید۔ و شروح غرا بر متداولات بہ قلم آورد۔ مثل شرح بزدوی و حسامی
و کافیہ و مصباح و امثال آن و مجمع السلوک نام شرحی بر رسالہ مکیہ نوشتہ درین کتاب
ملفوظات و حالات شیخ مینا بسیار درج کردہ ہرگاہ از شیخ خود نقل می کند می گوید۔ قال شیخی شیخ
مینا ادامہ اللہ فینا" مزار فائض الانوارش در خیرآباد حاجت روائے خلایق است۔

(۱۱) مولانا عبداللہ تلنبی

تلنبہ بضم تاء فوقانی و فتح لام و سکون نون و فتح باء موحدہ آخر ہا زدہ شہری است
مشہور از ملحقات ملتان پیشتر و علماء است و قافلہ سالار فضلا مستجمع معقول و منقول و متکمل
فروع و اصول عمر ہا در وطن مالوف بر چار بالش افادہ نشست و شش جہت را بہ نشر
لوامع علوم منور ساخت۔ آخر الامر از خرابی ملتان او و شیخ عزیز اللہ تلنبی رخت رحلت
بہ دار الخلافہ دہلی کشیدند و علم معقول را درین دیار مروج ساختند۔ و پیش ازین غیر شرح
شمسیہ و شرح صحائف از علم منطق و کلام در ہند شایع نہ بود۔ سلطان سکندر لودی مقدم
ایشان را گرامی داشت و مراسم اعزاز و اکرام فوق الحد بہ تقدیم رساند۔ وفات مولانا

---

۵۱ بلغوری آش گندم۔

عبداللہ در ۹۲۲ھ اثنین وعشرین وتسعمائۃ اتفاق افتاد ولٰئک لھم الدرجات العلیٰ تاریخ یافتہ اند آرام گاہ دہلی۔

(۱۲) مولانا الہداد جونپوری قدس سرہٗ

ذات والاصفاتش بہ مقتضائے اسم خود موہبت ربانی وعطیۂ یزدانی بود مفتاح خزائن قال ومصباح مجالس حال تلمیذ مولانا عبداللہ تلنبی نوراللہ ضریحہ ومرید راجی حامد شاہ مانک پوری است۔ عمر گرامی را بیشتر بہ تدریس وتصنیف صرف ساخت ولتصانیف رائقہ وتوالیف فائقہ پرداخت۔ مثل شرح ہدایہ فقہ در چند مجلد۔ وشرح بزدوی وحواشی بر حواشی ہندیہ وحاشیۂ تفسیر مدارک۔

(۱۳) شیخ علی متقی قدس سرہٗ

جونپوری الاصل برہانپوری المولد است۔ در وصیت نامۂ خود می فرماید بہ عبارت عربی تلخیص کلامش این کہ۔

والد من در صغر سن مرا مرید شیخ باجن برہانپوری ساخت۔ چون بہ سن تمیز رسیدم شیخ را پیر خود گرفتم بہ موافقت والد خود بنا بر قول بزرگان کہ گفتہ اند کہ اگر طفل مرید شیخی کردہ شود بعد بلوغ مختار است اگر خواہد ہمان شیخ را پیر خود گیرد۔ واگر خواہد شیخی دیگر اختیار کند وچون والد وشیخ من فوت کردند خرقۂ مشائخ چشت از شیخ عبدالحکیم بن شیخ باجن مذکور پوشیدم

بعد ازان صحبت شیخی خواستم کہ مرا ارشاد کند و دلالت بہ طریق حق نماید قصد بلاد ملتان کردم و مدتے صحبت شیخ حسام الدین متقی دریافتم لبعد ازان بہ حرمین شریفین رفتم۔ و با شیخ ابوالحسن بکری ہم صحبت داشتم۔ و خرقہ قادری و شاذلی و مدنی اخذ نمودم۔ و نیز ہر سہ خرقہ از شیخ محمد بن محمد سخاوی پوشیدم۔ انتہی۔

آن جناب در ۹۵۳ھ ثلث و خمسین و تسعمائۃ بہ صوب حرمین شریفین خرامید و در مکہ معظمہ رحل اقامت افگند۔ و از کثرت ریاضت و تقوی و نشر علوم ظاہر و باطن غلغلہ بہ ملاء اعلیٰ رسانید۔ خواص و عوام بقاع مقدسہ بہ کمال فضل و ولایت او اعتراف داشتند۔ شیخ ابن حجر مکی مفتی حرم محترم۔ صاحب صواعق محرقہ در ابتدای حال استاد شیخ بود آخر خود را تلمیذ می خواند و رسم ارادت بجا آورد و خرقہ خلافت پوشید عدد تصانیف او از صد متجاوز است۔ کتاب جمع الجوامع و جامع صغیر شیخ جلال الدین سیوطی را بر ابواب فقہیہ ترتیب داد۔ و وجوہ تصرفات را بہ قدر طاقت استیعاب نمود شیخ ابوالحسن بکری می فرمود۔ "للسیوطی منۃ اللّٰہ علی العالمین وللمتقی منۃ اللّٰہ علیہ" وفات او دوم جمادی الاولیٰ ۹۷۵ھ خمس و سبعین و تسعمائۃ اتفاق افتاد۔ شیخ مکہ تاریخ است۔ عمر گرامی نود سال

شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ در ترجمہ مشکوۃ در کتاب الامارہ والقضا از شیخ عبدالوہاب متقی نقل کردہ می فرمود:۔

"یک باری بہ خاطر شیخ علی متقی رحمۃ اللّٰہ رسید کہ ثواب عدالت بے شمار است اگر بہ دست

" آید غنیمت است۔ چندگاہ بہ این نیت منصب عدالت اختیار باید کرد و نیز امتحان باید کرد کہ

"شغل دنیا با حضور و جمعیت خاطر جمع می شود یا نہ۔ چون سلطان محمود گجراتی کہ بہ غایت معتقد و
"منقاد حضرت شیخ بود۔ این حکایت شنید و غنیمت دانست۔ و سعادت کارخانہ سلطنت
"شمرد۔ پس شیخ منصب داروغگی اختیار کردند۔ و بہ دار العدالہ نشستند و جمعی از خادمان
"و باجیان کہ در خدمت می بودند رشوت گرفتن بنیاد نہادند۔ بہ سلطان رسید کہ شیخ با آن
"تقوی و دیانت کہ داشتند رشوت می گیرند۔ و افراط و تفریط می نمایند۔ سلطان باور
"نہ داشت گفتند جماعہ کہ ہمیشہ با ایشان می باشند۔ رشوت می ستانند البتہ شیخ نیز می دانند
"و روا می دارند۔ چون شیخ شنیدند کہ بہ سلطان این چنین رسانیدہ اند۔ چندگاہ در مقام
"اصلاح این کار بودند آخر دیدند کہ راست نمی آید۔ روزے در چبوترۂ عدالت نشستہ بودند
"عصائے خود گرفتہ برخاستند و بہ یاران سلام علیک کردند و برخاستہ دویدند و گفتند
"کہ این ہر دو کار جمع نمی شود۔ و العاقبۃ بالخیر"

(۱۴۲) شیخ محمد بن طاہر الفتنی قدس سرہٗ

خادم حدیث نبوی و ناصر سنن مصطفوی است۔ بعد تحصیل کتب متداولہ جادہ نورد حرمین شریفین گردید و علماء مشائخ ان دیار کرامت آثار را دریافت۔ سیما شیخ علی متقی کہ از حاشیۂ محفل اشرف فیوض فراوان اندوخت و بہ سعادت ارادت والا فائز گشت۔ و عنان بہ وطن اصلی گردانید۔ و ہنگامۂ افادۂ علوم و اعلاء کلمۃ الحق گرم ساخت۔ و بر وفق وصیت شیخ خود قدس سرہٗ ہمیشہ مداد برائے امداد نسخہ نویسان علوم حل می کرد بہ حدے کہ در وقت

درس گفتن ہم بہ حل کردن مرکب اللہ مشغول می بود تا دست نیز در کار باشد۔ تو الیف مفیدہ دارد۔ مثل مجمع البحار و غرائب الحدیث و مغنی در اسماء الرجال وغیرہا۔ و او در شکست بواہیر مہدویہ کہ ہم قوم او بودند۔ و اقتدای سید محمد جونپوری می کردند مثل استاد خود کمر بربست و عہد کرد کہ تا داغ بدعت از پیشانی این طائفہ نہ شوید دستار بر سر نہ بندد۔ چون اکبر بادشاہ در سنہ ۹۸۰ ثمانین و تسعمائۃ گجرات را تسخیر کرد۔ و در پتن با شیخ ملاقات واقع شد۔ بادشاہ دستار بدست خود بر سر شیخ پیچید و فرمود باعث ترک دستار بہ سمع رسیدہ نصرت دین متین بر وفق ارادۂ شما بر ذمۂ معدلت من لازم است۔ دران سال حکومت گجرات بہ خان اعظم میرزا عزیز کوکہ تفویض یافت۔ و بہ اعانت خان اعظم اکثر رسوم بدعت برانداختہ شد اما عنقریب صوبہ گجرات بر عبد الرحیم خانخانان قرار گرفت و بہ حمایت او طائفہ مہدویہ باز از کمین بر جستند۔ شیخ دستار از سر بکشاد و عزم آگرہ کرد کہ ماجرا را بہ سمع اکبری رساند و تدارکی بہ عمل آرد۔ شیخ وجیہ الدین علوی قدس سرہٗ ہر چند بہ طریق کنایہ منع کرد و فرمود عالم مظہر اسماء جمالی و جلالی است۔ حفظ آثار و احکام ہر اسم صراطی است مستقیم سود مند نیفتاد۔ و رخت کوچ بربست۔ جمعی از مخالفان در پے افتادند و مابین اجین و سارنگپور ریختہ شہید ساختند۔ فی سنہ ۹۸۶ ست و ثمانین و تسعمائۃ نعش او را از مالوا بہ فتن[۵۱] بردہ در مقابر اسلاف او دفن ساختند۔ یکے از احفاد او شیخ عبد القادر بن شیخ ابوبکر مفتی مکہ معظمہ بود و در علم و فضل و فصاحت و بلاغت سیما فقاہت ممتاز عصر می زیست۔ و سالہا بر مسند افتاء حرم محترم بر بلندی

---

[۵۱] فتن یعنی پٹن گجرات ۱۲

داشت - واز تو الیف اوست فتاوی در چہار مجلد و نسخہ منشآت - وفاتش در ۹۳۸ھ ثمان و ثلثین

و مائۃ والف واقع شد - شیخ عبد اللہ طرفہ انصاری مکی شافعی استاد شیخ عبد القادر در مدح

تلمیذ قصیدہ پرداختہ - درآنجا نسب شیخ محمد طاہر جد او بہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ می رساند و می گوید

	قد کان جد ابیک بل ضریحہ		من اوحد العلماء و الفضلاء
	اعنی محمد طاہر من منبجی		الصدیقی حقیقۃ بغیر مراد

اما شیخ محمد طاہر بہ اتفاق جمہور از قوم بوہرہ است و کلام شیخ عبد الحق دہلوی در اخبار

الاخیار ہم تصریح می کند - و صدیقی بعضے می گویند بہ اعتبار نسب از جانب مادر بود

و بعضے می گویند از جہت اعتقاد بود کہ چون شیعہ خود را حیدری می گویند او خود را

صدیقی خواند -

(۱۵) شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی قدس سرہ

دانائے علوم جہتین و خازن کنوز نشاتین است - ولادت او در محرم ۹۱۱ھ احدی عشر

و تسعمائۃ واقع شد - مولد او چانپانیر است و ہمانجا نشو و نما یافت - و در بلدہ ناحرہ گجرات

فنون متعارفہ از ملا عماد طارمی کسب نمود و رسم ارادت بہ خدمت شیخ قاضن قدس

سرہ بجا آورد - و چون محمد غوث گوالیاری قدس سرہ بہ احمد آباد تشریف فرمود و شیخ وجیہ الدین

در جمال ہمایون محویتی بہم رسانید - و در سایہ تربیت شیخ کار تمام کرد - و سالہائے دراز

بر مسند افادہ و افاضہ نشست و شرق و غرب عالم را از فیض اقدس معمور ساخت - تعداد

تصانیفش حاشیہ بیضاوی حاشیہ نخبہ در اصول حدیث حاشیہ عضدی حاشیہ تلویح حاشیہ بزدوی حاشیہ ہدایہ فقہ حاشیہ شرح وقایہ حاشیہ مطول ومختصر حاشیہ اصفہانی حاشیہ شرح عقائد تفتازانی حاشیہ بر حاشیہ قدیم محقق دوانی حاشیہ شرح حکمۃ العین شرح مقاصد حاشیہ شرح قطبی حاشیہ شرح چغمنی شرح تحفۂ شاہی شرح رسالہ فارسی ملاعلی قوشجی حاشیہ شرح ضیائیہ شرح ارشاد قاضی شہاب الدین دولتآبادی شرح ابیات مشکل شرح جام جہان نما شرح کلید مخازن رسالہ حقیقت محمدیہ - وفاتش روز یکشنبہ بست ونہم صفر ۹۹۸ھ ثمان وتسعین وتسعمائۃ واقع شد لہم جنات الفردوس نزلاً - تاریخ است صحیح احمد آباد -

(۱۲) شیخ مبارک بن شیخ خضر ناگوری

از فحول علما وصنادید فضلا است - جدش شیخ موسیٰ از دیار یمن برآمدہ گرد جہان گردید وفراوان عجائب صنع الٰہی مشاہدہ کرد - ودر مائۃ تاسعہ در قصبۂ ایل از توابع سیوستان سند بار غربت کشاد ومتوطن ومتاہل گردید - شیخ خضر در مبادی مائۃ عاشرہ بہ گلگشت ہند شتافت وبلدۂ ناگور را محل اقامت ساخت - شیخ مبارک در ۹۱۱ھ احدی عشر وتسعمائۃ در آنجا جامۂ عنصری پوشید - وبعد وصول بہ ایام شباب جانب احمدآباد رفت واز خطیب ابوالفضل گازرونی ودیگر اکابر آنجا فراوان کمالات اندوخت - ودر ۹۵۰ھ خمسین وتسعمائۃ رخصت نہضت بسمت آگرہ کشید - وقریب پنجاہ سال در آن مکان انجمن افادہ را گرامی بخشید - از غرائب

آنکه بالفعل مجلد ضخیم بدستِ خود تحریر نمود۔ و در پایانِ عمر با آنکه باصره از کار رفته بود به قوتِ حافظه تفسیری به قید قلم آورد۔ در چهار مجلد مسمی به منبع عیون المعانی۔ عبارت را مسلسل تقریر می کرد و دبیران کسوتِ تحریر می پوشانیدند۔ وفاتش هفدهم ذی القعده سنه احدی و الف اتفاق افتاد۔ خوابگاه آگره۔

(۱۷) شیخ ابوالفیض فیضی بن شیخ مبارک مذکور

پنجم شعبان سنه ۹۵۴ اربع وخمسین وتسعمائة در آگره به وجود آمد۔ وفنون متداوله را نزد پدر در چهارده سالگی به انجام رسانید۔ وحکمت وعربیت را بیشتر مشق کرد۔ وغلغلهٔ یکتائی در هم عصران بلند ساخت۔ ودرین وادی جرسی می جنبانند ؎

دو	آنم که فنونِ ذوفنون دارم		انوارِ چراغِ رهنمونان دارم
دو	این کالبدم ز خاکِ هند است ولی		در هر بنِ مو هزار یونان دارم

چون جوهر قابلیت او به عرض اکبر بادشاه رسید در سنه ۹۷۴ اربع وسبعین وتسعمائة منشورِ طلب صادر گشت۔ وبعد ادراکِ ملازمت موردِ عنایات گردید۔ وبه مزیدِ تقرب ومصاحبت اختصاص یافت۔ وبه خطاب ملک الشعرائی تارکِ مباهات به شعری رسانید۔ اوصاف شیخ آنچه به شاعری تعلق دارد در دفتر شعرا به تحریر می آید۔

واو در سنه ۹۹۹ تسع وتسعین وتسعمائة به رسمِ سفارت از درگاهِ اکبری جانب راجه علیخان والی خاندیس رخصت یافت۔ وبعد ابلاغ احکام از همانجا به اداے سفارت نزد برهان شاه

والی احمد نگر بامور گردید۔ و در ۱۰۰۲ھ اثنین والف به پایه سریر اکبری سعادوست نمود۔ و دہم صفر ۱۰۰۴ھ اربع والف قالب تہی کرد۔ و نزد پدر خود مدفون گردید۔ وقت احتضار نیم شبے اکبر بادشاہ بہ عیادت آمد۔ و سر او را گرفتہ برزانوے خود گذاشت۔

برہان فضیلت شیخ فیضی سواطع الالہام تفسیر بے نقطہ است کہ درین ہزار سال پیشتر ہیچ مستعدی را میسر نہ شد۔ طرفہ این کہ این چنین کار دشوار را در عرض دو سال از مبدء بہ منتہی رسانید۔ میر حیدر معمائی کاشی تاریخ اتمام تفسیر کہ در ۱۰۰۲ھ اثنین والف صورت گرفت۔ سورۂ اخلاص برآورد و دہ ہزار روپیہ صلہ یافت۔ فضلاء عصر برین تفسیر توقیعات نوشتند مثل شیخ یعقوب کشمیری و سید محمد شامی و ایضاً ملا ظہوری ترشیزی قصیدۂ غراسے و قریب ہفتاد رباعی در لطائف اہمال نظم کرد۔ و ملا ملک قمی نیز رباعیات در سلک نظم کشید چون نسخہ تفسیر کم یاب[۱] است تفسیر سورۂ کوثر کہ اقصر سور است بہ تحریر می آید۔ تا کیفیت آن فی الجملہ چہرۂ وضوح وانماید :-

" بسم الله الرحمٰن الرحيم لما رحل ولد رسول الله صلعم وادركه السام
" وسمعه العاص وكلم وهو عسو ر لا ولد له لو ادركه السام هلك و
" حسم اسمه صلعم ارسل الله انا اعطيناك محمد الكوثر
" العطاء الكامل علما وعملا والمورد الاحمر ماء والاحمد هواء وورد
" ماء المدام وهو مورد رسول الله صلعم اعطاه الله صلعم كرما او

[۱] ۱۳۲۱ درسنہ ہجری بمقام لکھنؤ مطبع منشی نولکشور تفسیر مذکور چھاپہ شدہ ۱۲

" المراد الاولاد او علماء الاسلام او کلام الله المرسل فصل دواما
" لربك لله لا لما سواه کما هو عمل مراء مراء عمد لا اسهوا وانحر واسلح
" لله واعطه اهل السوال وهو عکس الکلام الاول المصرح لاحوال
" اهل السهو والصد واعلمهم ان شانئك عدوله هو الابتر المعدوم لا ولد له
" ادام الله اولادك ومر اسم اوامرك ومکارم عمرك ومحامد مر اسمك "

حواشی

سام مرگ - وصم عیب کردن - عسور بالفتح دشوار زاینده - حسم بالفتح بریدن - امرء بالفتح گوارا تر - مرائی ریاکننده - سرح ذبح کردن - مراد از کلام اول سورۂ ماعون است - وایضاً سوارد الکلم نام رساله دارد غیر منقوط در علم اخلاق - وترجمہ لیلاوتی[۱] که کتابے است بزبانِ ہندی در علم حساب -

(۱۸) شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ

اشتهار ش گوش جهانیان را نواخته وخامه مورخان به تحریر مناقب همایون اجمالاً وتفصیلاً پرداخته - سطرے چند بر لوح سنگی نقش کرده ورتبه مزار فائض الانوار تعبیه کرده اند - درین جریده بر عبارت لوح اکتفا می رود - وآن این است :-

" تجلی از احوال کرامت منوال این مقتداے وقت صاحب المفاخر ابوالمجد عبدالحق رحمة الله رحمة

---

[۱] این کتاب لیلاوتی بزبان فارسی در لکهنو بزمانۂ سلطنت سلاطین اوده چهاپه شده ۱۲

" واسعه آنکه از مبادی شعور به طاعتِ حق و طلبِ علم کمر بسته نزدیک بآوان بلوغ اکثر علوم دین
" تحصیل کرد۔ و در سن بست و دو سالگی از همه آن فارغ شده و کلام مجید از بر گرفته بر مسندِ افاده
" نشست ۔ و هم در عنفوانِ جوانی جاذبهٔ الٰهی در رسید ۔ به یک بار دل از یار و دیار بر کنده متوجه به
" حرمین محترمین گشت ۔ مدتے مدیده به آن مقاماتِ شریفه اقامت ورزیده به اقطاب زمان
" و اولیاء کبار صحبت ہا داشته به ودائع ارجمند و رخصت ارشاد طالبان اختصاص یافت
" و علاوه (این) تکمیل فن حدیث نموده با برکات فراوان به موطن مالوف مراجعت فرمود۔ و مدت
" پنجاه و دو سال به جمعیت ظاهر و باطن تمکن یافته تکمیل فرزندان و طالبان بجا آورد۔ و به نشر
" علوم سیّما علم شریف حدیث پرداخته به نهجی که در دیارِ عجم احدی را از علماء متقدمین و متاخرین
" دست نه داده است ممتاز و مستثنیٰ گردید۔ و در فنون علمیه خاصه فن حدیث کتب معتبره تصنیف
" کرد۔ چنانکه علماء زمان اعتنا به آن ورزیده دستور العمل خود دارند۔ و اہلِ دانش از خواص و عوام
" به جان خریداری می نمایند۔ تصانیف این فیاض والا از صغیر و کبیر به صد مجلد و به حسب شمار
" ابیات پانصد هزار رسیده است ۔ در محرم ۹۵۸ه این نور اتم پرتو ظهور به عالم عنصری داد۔ و در سنه ۱۰۵۲
" به تمام آگهی و کشاده پیشانی به عالم قدس خرامید۔ تاریخ ولادت شیخ اولیا۔ و تاریخ رحلت فخر العالم است"

(۱۹) شیخ نور الحق

خلف الصدق شیخ عبدالحق دهلوی قدس الله اسرارهما تلمیذ و مرید و مقبول والد بزرگوار و وارث
کمالاتِ صوری و معنوی آن یگانهٔ روزگار است ۔ چون صاحب قران شاهجهان انار الله برهانه

از ایام شاہزادگی بر جواہر استعداد عالی او اطلاع داشت۔ وقت بر افراختن رایاتِ توجہ جانب دکن شیخ را قضاء مستقر الخلافہ اکبرآباد تفویض فرمود مدتے بہ قضاء آن مصر جامع پرداخت۔ وحق این منصب نازک نوعی کہ باید بہ تقدیم رساند۔ تصانیف فراوان دارد۔ چنانچہ شیخ عبدالحق قدس سرہٗ بہ تحریر ترجمہ مشکوۃ دست احسان کشادہ او نیز بہ تحریر ترجمہ صحیح بخاری صلائے فیض عام دادہ نود سال عمر یافت و در سنہ۱۰۷۳ ثلث وسبعین والف بہ جوار رحمت آسود آرام گاہ دہلی۔

(۲۰) ملا محمود جونپوری

نقاوۂ علماء اشراقیین وسلالۂ حکماء مشائین است۔ نسبش بہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ منتہی شود۔ در فنون عقلی ونقلی سیما حکمت سرآمد افاضل ومشار الیہ انامل بود نزد استاد الملک شیخ محمد افضل جونپوری تلمذ نمود و در عرض ہفدہ سالگی فاتحۂ فراغ خواند وکمیت قلم در میدان تصنیف جولان داد۔ وشمس بازغہ در حکمت وفرائد در فن بلاغت۔ املا کرد مدۃ العمر قولے از وسر بر نہ زد کہ از ان رجوع کردہ باشد ہر گاہ سائلی مسئلہ می پرسید اگر دل حاضر می بود بہ جواب می پرداخت والا می گفت درین وقت خاطر متوجہ جواب نیست واو صاحب قرآن ثانی شاہجہان را بہ رصد بستن راغب ساخت۔ وزیر از بعضے وجوہ رائے بادشاہ را بر گردانید وگفت مہم بلخ در پیش است وخزائن فراوان مطلوب وزمینے کہ برائے رصد تجویز کردہ بود بعد چندے ظاہر شد کہ یکے از حکماء پیشین آن محل را برائے رصد اختیار

کردہ بود۔

شیخ محمد افضل استاد علامہ فرمود از وقتے کہ علامہ تفتازانی و جرجانی از عالم رفتہ اند کسے اجتماع دو فاضل بہ این فضیلت در یک شہر نشان نہ دادہ۔ یعنی ملا محمود و شیخ عبد الرشید کہ ذکرش می آید۔

شاہ شجاع بن صاحب قرآن شاہجہان نزد علامہ تلمذ کردہ و بہ امیر الامرا شایستہ خان فرائد گذرانید۔ وا و را رسالہ ایست در فن نایکا بھید بہ زبان فارسی و آن چنان است کہ ہندیان معشوقہ را بہ اعتبار او انداز و درجاتِ عمر و مراتب الفت و سبلے الفتی وغیر ذالک چندین قسم گفتہ اند و ہر قسم را نامی معین ساختہ و اشعار آبدار در ہر قسم بہ نظم آوردہ۔ رحلت ملا محمود نہم ربیع الاول ۱۰۶۲ھ اثنین وستین والف اتفاق افتاد روزگار ناتوان بین در حین حیات استاد بساط زندگانی ملا محمود در نوردید۔ تا چہل روز استاد را کسے تبسم نہ دید و بعد چہل روز استاد بہ شاگرد ملحق گردید۔ شخصے این مصراع تاریخ یافت

ع زمحمود و افضل بگو آہ آہ

۱۰۶۲ھ

(۲۱) شیخ عبد الرشید جونپوری ملقب بہ شمس الحق قدس سرہٗ

از کبار اولیا و اعاظم علما است شاگرد شیخ فضل اللہ جونپوری و مرید پدر خود شیخ مصطفیٰ وا و مرید شیخ محمد بن شیخ نظام الدین امیٹھوی است قدس اللہ اسرارہم۔ و خلافت از سلاسل دیگر نیز داشت۔ در اوائل حال مشغول درس بود۔ آخر ہمہ را ترک دادہ بہ مطالعہ کتب حقائق

سیّما تصانیف شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ میل کلی بہم رساند و عبارات شیخ را
کہ محل طعن علماء ظاہر است بر محامل نیک فرود می آورد۔ و با ارباب دول آمیزش نمی کرد
صاحب قرآن شاہجہان بہ استماع اوصافِ قدسیہ خواہش ملاقات نمود۔ و منشور طلب
مصحوب یکی از ملازمان آداب دان فرستاد۔ شیخ اباکرد و قدم از کنج عزلت بیرون نہ گذاشت
تصانیف مفیدہ دارد مثل رشیدیہ در فن مناظرہ و زاد السالکین و شرح اسرار الخلوہ
کہ مختصری است از ابن عربی و رسالہ محکوم مربوط ترجمہ لبعض مواضع کلام ابن عربی و حواشی
متفرقہ بر شرح مختصر عضدی و حواشی فارسی بر کافیہ و مقصود الطالبین در اوراد و وظائف
و دیوان شعر شمسی تخلص می کرد۔ سنت نماز صبح خواندہ تحریمہ فرض بستہ بود کہ داعی حق را
لبیک اجابت گفت۔ فی ۱۰۸۳ھ ثلث و ثمانین والف۔

(۲۲) ملا عبد الحکیم سیالکوٹی برّد اللہ مضجعہ

علامۂ زمان و افتخار زمانیان است۔ الحق در جمیع فنون درسی مثل او از زمین ہند
بر نہ خاست۔ آثار دانش باین کیفیت و کمیت و حسن قبول بر صفحۂ روزگار نہ گذاشت۔ مولد
و منشاء او سیالکوٹ از توابع لاہور ست در عنفوان سن تمیز دامن ہمت بہ طلب علم بر زد و بیشتر
نزد ملا کمال الدین کشمیری کہ متوطن بلدۂ سیالکوٹ و بلند پرواز عالم ملکوت بود تلمذ نمود۔ و در روز
کمی ہلال استعدادش بدر کامل گشت و عرصۂ جہان را بہ لوامع فیض مملو ساخت۔ در عہد
جہانگیری بہ معاش ضروری ساختہ در وطن مالوف بسر مے برد۔ چون نوبت دارائی

ہندوستان بہ صاحب قرآن شاہجہان انار اللہ برہانہ رسید وطائفہ علمای شعر ارا رواجی دیگر پدید آمد۔ ملا درین عہد بارہا خود را بہ درگاہ خلافت رسانید۔ ہرگاہ وارد حضور می گردید بہ رعایت نقود نا معدود مخصوص می گشت۔ و دوبار بہ زر سنجیدہ شد و مبالغ ہم سنگ ہم گرفت و چند قریہ بہ رسم سیورغال انعام شد۔ ملا بہ حضور خاطر و فراغ بال در وطن مالوف اقامت داشت و تخم علم و فضل در سرزمین سینہ ہا و سفینہ ہا می کاشت۔ تصانیف او در بلاد عرب و عجم سائر و دائر است۔ بہ این تفصیل۔ حاشیہ تفسیر بیضاوی۔ حاشیہ مقدمات تلویح۔ حاشیہ مطول۔ حاشیہ شریفیہ۔ حاشیہ شرح مواقف۔ حاشیہ شرح عقاید تفتازانی۔ حاشیہ حاشیہ خیالی۔ حاشیہ شرح شمسیہ۔ حاشیہ حاشیہ عبد الغفور۔ تکملہ حاشیہ عبد الغفور حاشیہ شرح مطالع حاشیہ شرح عقائد ملا جلال دوانی۔ درۂ ثمینہ در اثبات واجب تعالیٰ حواشی در کنار شرح حکمۃ العین۔ حواشی در کنار شرح ہدایہ حکمت۔ حواشی در کنار مراح الارواح۔ دوازدہم ربیع الاول ۱۰۶۷ھ سبع وستین والف طومار حیات بپیچید۔ و در سیالکوٹ مدفون گردید۔

(۲۲۳) ملا عصمت اللہ سہارنپوری نور اللہ مرقدہ

از مشاہیر علمای ہند ست اگرچہ مکفوف البصر اما بینایان را راہ دانش و بینش می نمود عمرہا درس گفت و تصانیف مفیدہ بہ قلم آورد۔ از تحریراتش حاشیہ شرح ملا متداول است وفاتش در ۱۰۳۹ھ تسع وثلاثین والف اتفاق افتاد۔ درین سال قلم ستانہ می خرامد آہنگی از مقام حجاز سر می کند۔ در سال مذکور نوزدہم شعبان شب چہار شنبہ باران شدید بر زمین

مکۂ معظم بارید۔ و سیلے عظیم در درون مسجد درآمدہ تا طراز جامۂ کعبہ بلند گردید مقام زیر آب ماند۔ و
ناودان فرو افتاد۔ و درون خانہ یک قدِ آدم آب ایستاد۔ مقدار قامت آدمی مسجد از خاک
و خاشاک پُر گشت۔ و مزۂ آب زمزم تغیر یافت بہ حدے کہ از گلو فرو نمی رفت و بستم
شعبان روز پنجشنبہ بعد عصر خانۂ کعبہ فرو نشست۔ و بنائے کہ حجاج کردہ بود افتاد از جہت
شامی تمام و از جہت شرقی حتی الباب و از جہت غربی سہ ربع۔ اللہ اکبر بعد ظہور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سقوط کعبہ شریفہ گاہے واقع نہ شد۔ درین حادثہ چہار ہزار خانۂ عباد موافقت
خانۂ خدا کرد۔ و قریب بالفصد کس بہ طوفان فنا رفت۔ سلطان مراد رابع بن سلطان احمد
والی روم انار اللہ برہانہ بہ تعمیر خانۂ مبارک امر فرمود۔ و در سنہ اربعین والف عمارت
ہمایون بہ اتمام رسید۔ و بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہ سلطان مراد بہ احراز این سعادت عظمیٰ
فائز گردید۔ و عمارت مسجد حرام کہ الآن موجود است پیش ازین سلطان سلیم ثانی رفع اللہ
قدرہ در سنہ ۹۸۰ ثمانین و تسع مائۃ بنا نہادہ۔ و جانب شرقی و شمالی مرتب ساختہ بہ معمورۂ
اخروی شتافت۔ فرزند ارجمندش سلطان مراد ثالث اکرام اللہ مثواہ بہ تعمیر باقی
برداخت۔ و در سنہ ۹۸۴ اربع و ثمانین و تسعمائۃ بہ انجام رسانید۔ حسن این عمارت عالی شان
تعلق بہ مشاہدہ دارد۔

(۲۴) میر محمد زاہد الہروی الکابلی

پدرش قاضی محمد اسلم در بلدۂ فاخرۂ ہرات متولد گردید۔ و در دار الملک کابل توطن

برگزید - قاضی از اولاد مولانا خواجه کوہی است که از مشاہیر مشایخ خراسان بود - در اوائل سلطنت جہانگیری بہ ارادۂ تحصیل علم جانب لاہور شتافت - و در حلقۂ درس شیخ بہلول که از صنادید علماء آن مکان بود تلمذ نمود - و بعد از تکمیل تحصیل بہ مستقر الخلافه اکبرآباد رفته باریاب محفل جہانگیری گردید و بہ واسطہ قرابتی که با مولانا میر کلان محدث نور اللہ ضریحہ داشت مورد عنایات سلطانی شد - و منصب قضاء کابل تفویض یافت - مولانا میر کلان نبیرۂ مولانا خواجه کوہی است - علم از علماء اعیان عصر فرا گرفت - و حدیث از میر جمال الدین محدث و سید میرک شاہ سند کرد - و سعادت زیارت حرمین شریفین اندوخت و بسیارے از اکابر سلسلہ علیہ نقشبندیہ را دریافت - و چون وارد ہند گشت - اکبر بادشاہ مراسم احترام فوق الحد بجا آورد - و برائے تعلیم شاہزادہ سلیم برگزید - و جم غفیر از مردم این ملک از مولانا علم حدیث اخذ نمودند - ملا علی قاری از مولانا حدیث سند کرد - چنانچہ در عنوان مرقاۃ شرح مشکوۃ می گوید که :-

" ثم انی قرات بعض احادیث المشکوۃ علی منبع بحر العرفان مولانا الشہیر

" بمیر کلان و ہو قرا علی زبدۃ المحققین و عمدۃ المدققین میرکشاہ و ہو علی

" والدہ السید السند مولانا جمال الدین المحدث صاحب روضۃ الاحباب

" و ہو علی عمہ السید اصل الدین الشیرازی رحمہم اللہ تعالیٰ "

مولانا در محرم سنہ ۹۸۳ ثلاث و ثمانین و تسع مائۃ در عمر صد سالگی متوجہ دار البقا گردید - خوابگاہ آگرہ - چون قاضی محمد اسلم مدت ہا بہ قضاء کابل پرداخت - و بہ تدین و تورع اشتہار یافت

جهانگیر بادشاه اورا درحضور طلبیده قضاء عسکر ارزانی داشت - وچون صاحب قرآن
شاهجهان سریر سلطنت را آرایش داد - قاضی را بران عهده بحال داشت و به منصب هزاری
پایه اش افزود - قاضی مدت سی سال قضاء عسکر را باکمال دیانت اداکرد - وهمیشه منظور
نظر خسروانی بود - ودر ۱۰۵۲ھ اثنین وخمسین والف بادشاه اورا به زر کشید وشش هزار
وپانصد روپیه هم سنگ تسلیم شد - ودر ۱۰۶۰ھ ستین والف روزے اسپان را به طریق
معتاد از نظر بادشاهی می گذرانیدند - رائضے[۵۱] اسپ به جولان آورد ناگاه به قاضی می رسد
وقاضی را از استیلاء داهیه پا لغزی دست می دهد وبر زمین می افتد - قریب چهار ماه ازین
آسیب صاحب فراش بود - بعد حصول عافیت التماس رخصت کابل نمود - درجه
پذیرائی یافت - وسیورغال کابل وجز آن که زیاده بر ده هزار روپیه به طریق انعام علاوه منصب
به او مقرر بود به دستور سابق مسلم ماند - ودر آغاز ۱۰۶۱ھ احدی وستین والف قضا کرد - قبرش
در بلده لاهور است - خلف الصدق او میر محمد زاهد پهلوان میدان تحقیق وپیش روکوچه تدقیق
است - وقت طبعش خون از رگ اندیشه چکانیده ولطافت ذهنش رنگ سخن را به مرتبه
بورسانیده - علم از پدر بزرگوار ودیگر علماء روزگار اخذ کرد - امابه قوت ادراک خداداد قدم از
استادان بیش گذاشت ورایت فوقیت درمستعدان زمان برافراشت - ودر رمضان
۱۰۶۴ھ اربع وستین والف از پیشگاه صاحب قرآن ثانی شاهجهان به خدمت واقعه نویسی
دارالملک کابل مامور شد - ودر سال هشتم جلوس عالمگیری به منصب احتساب اردوے

۵۱ رائض کسے که اسپان را ریاضت آموزد - چابک سوار -

پادشاهی معزز گردید۔ وبعد چندی صدارت کابل تفویض یافت۔ وبه این تقریب در وطن مالوف گوشۂ جمعیتی گرفته متاع گرانمایۂ علم را در چارسوے عالم رواج می داد وکتب غرا به خامه وقت طراز به تحریر آورد مثل حاشیه شرح مواقف وحاشیه شرح تهذیب علامۂ دوانی وحاشیۂ تصور وتصدیق ملا قطب الدین رازی وحاشیۂ شرح هیاکل از محمد اسلم خان فرزندزادۂ میر استفسار رفت که سال وفات میر چیست۔ گفت ۱۱۱۱ھ احدی ومائة والالف مرقد او در کابل است۔

(۲۵) ملا قطب الدین شهید سهالوی نور الله مضجعه

امام اساتذه ومقتداے جهابذه است۔ معدن عقلیات ومخزن نقلیات اصلش از شیخ زادهاے سهالی من اعمال لکهنو است۔ شیخ زادهاے سهالی دو فریق اند۔ انصاری وعثمانی۔ ریاستِ شهر وزمینداری آنجا تعلق به هر دو فریق دارد۔ ملا قطب الدین از شیخ زادهاے انصاری است۔ کسبِ کمال به خدمت ملا شیخ دانیال جوراسی از تلامذه ملا عبد السلام دیوه وقاضی گهاسی نمود۔ ودستِ بیعت به قاضی گهاسی داد قاضی گهاسی عمدۂ تلامذه واکمل خلفاء شیخ محب الله اله آبادی بود۔ ملا قطب الدین عمرها انجمن درس آراست۔ وجهان جهان ارباب تحصیل را به پایۂ تکمیل رساند۔ وامروز سلسلۂ استفاده اکثر علماء کشور هندوستان به او منتهی می شود۔ شیخ زادهاے عثمانی از جهت نزاع شرکت زمینداری با شیخ اسد الله خان زاده ساکن بهیتی پور که از سهالی

بیخ کردہ است اتفاق کردہ بر ملا شبخون آوردند۔ واین چنین عالم عدیم المثل را شربت
فنا چشانیدند۔ ملا بر شرح عقائد علامۂ دوانی حاشیہ دقیقی تعلیق کردہ بود فتنہ جویان
وقت شبخون خانۂ ملا را آتش زدند۔ حاشیۂ مذکور در ضمن اثاث البیت طعمۂ آتش بیداد
گردید۔ شہادت ملا در سنہ ۱۱۰۳ھ ثلث ومائۃ والف واقع شد۔ شخصے مصراع تاریخی در بحر
خفیف یافتہ کہ دران ترکیب توصیفی قطع می شد لہذا فقیر مصراع را در وزن رباعی بردہ
سہ مصراع دیگر ضم ساخت کہ ؎

علامۂ بحر زاخر فضل وہنر	در دامن ارباب طلب ریخت گہر
دل خون شد و تاریخ وفاتش فرمود	قطب عالم شدہ شہید اکبر

(۲۶) مولوی سید قطب الدین شمس آبادی نور اللہ مرقدہٗ

اصلش از سادات امیٹی من مضافات اودہ است۔ از وطن خود نقل کردہ شمس آباد
رامشرق الانوار ساخت۔ شمس آباد از توابع قنوج است۔ سید علامۂ نحریر و فہامۂ بے نظیر
بود تلمذ از فضلاء عصر نمود۔ آخر در حوزۂ درس ملا قطب الدین شہید سہالوی درآمد و قسطی
از علوم فرا گرفت۔ و فاتحہ فراغ خواند۔ و در شمس آباد مسند افادہ گسترد۔ و جم غفیر را بافاضۂ
دانش و بینش مرتبۂ کمال و تکمیل کراست نمود۔ ملا قطب الدین شہید می فرمود
کسے کہ خواہد مغز سخن را دریابد سید قطب الدین را ادراک نماید قریب ہفتاد سال
عمر یافت و در سنہ ۱۱۲۱ھ احدی وعشرین ومائۃ والف ورق حیات گرداند۔

(۲۷) قاضی محب اللہ بہاری

بحرے است از علوم و بدرے است بین النجوم مولدش محب علی پور از لواحق صوبۂ بہار در عنفوان شباب دیار پورب را سیاحت کرد و کتب اوائل و اواسط جا بجا تحصیل نمود انجام کار خود را در حلقہ درس سید قطب الدین شمس آبادی رسانید و بہ رہنمونی این قطب والا درجات کمال را طے کرد و بعد از تحلی بہ زیور فضائل بار سفر جانب دکن بربست و در بارگاہ خلد مکان راہ یافتہ بہ منصب قضاء بلدۂ لکھنؤ اعزاز اندوخت۔ بعد چندے معزول شدہ باز عنان بہ ملک دکن منصرف ساخت۔ و بہ تفویض قضاء حیدر آباد سجل امتیاز بدست آورد۔ ناگاہ بہ علتی معاتب و معزول گشتہ خمار عجبی کشید آخر بہ شفاعت بعضے عمدہا تقصیر عفو شد۔ و بہ تفویض معلی شاہزادہ رفیع القدر بن شاہ عالم نامور کہن بہی پذیرفت۔ و چون شاہ عالم راہ حکومت صوبۂ کابل از پیشگاہ خلافت مقرر گشت در رکاب شاہزادہ بہ کابل رفت و چون خلد مکان رایت عزیمت بہ کشور جاودانی افراشت۔ و شاہ عالم با عساکر منصورہ از کابل متوجہ ہندوستان گردید اختر طالع قاضی محب اللہ عروج عظیم کرد و بہ مرحمت منصبی بلند و صدارت مجموعۂ ممالک ہندوستان و خطاب فاضل خان سرمایۂ مباہات بدست آورد۔ اما عمر وفا نہ کرد شاہ عالم بہ اکبر آباد رسیدہ بود کہ قاضی از منصب حیات معزول گشت فی سنہ ۱۱۱۹ھ تسعۃ عشر و مائۃ و الف نتیجۂ طبع وقادش سلم العلوم در منطق و مسلم الثبوت در اصول فقہ و رسالہ جوہر فرد در مسئلہ

جزء لایتجزی امروز دست گردان علما است۔

(۲۸) حافظ امان اللہ

بن نور اللہ بن حسین بنارسی از حفاظ قرآن واز فحول علماء ہندوستان است در معقول ومنقول کوس شہرت می نواخت۔ ودر علم اصول فقہ علم امتیازمی فراخت متنی درین علم تصنیف نمودہ وبہ مفسر موسوم ساختہ وخود شرح آن نوشتہ محکم الاصول نام گذاشتہ وبر تفسیر بیضاوی وعضدی وتلویح وحاشیہ قدیم وشرح مواقف وشرح حکمۃ العین وشرح عقائد ملا جلال دوانی وغیرہا حواشی دارد وحاشیہ بر رشیدیہ مناظرہ نوشتہ وابحاث باقیہ را ردنمودہ۔ ومحاکمہ در مسئلہ حدوث دہری کہ محقق جونپوری ملا محمود درین مسئلہ با میر باقر استرآبادی معارض است در سلک تحریر کشیدہ واوچندی از خلد مکان بہ منصب صدارت بلدۂ لکھنو مامور بود۔ مشار الیہ بہ تقریب صدارت وقاضی محب اللہ صاحب سلم بہ تقریب قضا دران بلدۂ فاخرہ مجتمع بودند وباہم طریق مباحثہ علمی سلوک می داشتند در آخر ایام حیات از شاہجہان آباد وارد الہ آباد شد واز خدمت والای شیخ محمد یحیی المدعو بہ شیخ خوب اللہ الہ آبادی قدس سرہٗ کہ احوال ایشان بہ تقریب ترجمۂ زائر در مجلد ثانی مذکور می شود استفادہ طریقۂ انیقۂ نقشبندیہ نمود وبآن مشغولی ورزید بعد ظہور اثر معہود این طایفۂ علیہ حضرت شیخ فرمودند کہ ظاہر ابعد اجتماعی کہ سید سند را با خواجہ علاء الدین عطار عطر مرقدہٗ اتفاق افتاد این قسم اجتماع نہ شدہ باشد

لکن شما از سید درین طریق راجح اید و من در جنب خواجہ رتبہ ندارم حافظا امان اللہ تواضع کرد کہ شما قدم بہ قدم خواجہ اید و من با سید مناسبے ندارم عنقریب ہمان ایام در بنارس کہ مسقط الراس اوست انتقال کرد و کان ذلک فی سنہ ۱۱۳۳ ثلث وثلثین ومائۃ والف وہمانجا مدفون گردید۔

(۲۹) شیخ غلام نقشبند لکھنوی قدس سرہٗ

علامہ ایست جامع عجائب وغرائب علوم وخدارسی است خازن اسرار معلوم ومکتوم آبا و کرام آن جناب متوطن قصبہ گھوسی تابع بلدہ جونپور و از عظماء آن مکان اند پدر بزرگوار او شیخ عطاء اللہ بہ اشارہ روحانیت شاہ نقشبند قدس سرہ غلام نقشبند نام گذاشت۔ آن جناب از ابتدا تا انتہا در ظل تربیت میر محمد شفیع قدس سرہ کہ برخے نزد شیخ عطاء اللہ والد شیخ غلام نقشبند تلمذ کردہ بود جا گرفت۔ وہمت بہ احراز فضائل صرف کردہ در سن ہزدہ سالگی منتہی الجموع فنون کمال گردید و در سن بست ویک سالگی تیمنًا قدرے نزد شیخ الشیخ خود شیخ پیر محمد لکھنوی قدس سرہٗ خواندہ رسم فاتحہ بجا آورد۔ فرمود در ابتداء تحصیل شبے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم کہ تکمہ ہائے پیش جامئہ مرا بدست مبارک وا می کنند۔ در عین خواب تعبیر الہام شد کہ ابواب علم بر من کشایند و شرح صدر می فرمایند۔ محل اقامت میر محمد شفیع شاہجہان آباد بود۔ وتکیۂ ایشان دران مصر جامع مشہور ست۔ شیخ غلام نقشبند برائے زیارت میر قدس سرہٗ ہم در ایام حیات وہم بعد از ممات او بہ شاہجہان آباد می رفت

وکسب برکات مے نمود۔ چون شیخ پیر محمد قدس سرہٗ ازین عالم رحلت کرد
جمیع خلفا و ارادت مندان بر سجادہ نشینی میر محمد شفیع قدس سرہٗ اتفاق
کردند و سجادہ را بہ انتظار قدوم میر معطل داشتند۔ تا آنکہ میر بہ لکھنو
رسید و بہ خاطر آورد کہ شیخ غلام نقشبند را بر سجادہ باید نشاند و برائے جلوس او روزے
مقرر فرمود و با فی الضمیر با احدے تا بہ حدے کہ با شیخ غلام نقشبند ہم ظاہر نہ کرد اہالی و موالی
شہر در روز موعود فراہم آمدند و بر مزار شیخ محفل عظیمی الانعقاد یافت۔ میر محمد شفیع برخاست
و سجادہ پیش صف اکابر فرش کرد و دست شیخ غلام نقشبند گرفتہ بر سجادہ نشاند۔ و خود در قدم
افتاد۔ حضار محفل وضیع و شریف تبعیت میر کردند۔ و سر در قدم گذاشتند قدر و منزلت شیخ
غلام نقشبند ازینجا توان دریافت کہ حضرت میر او را شایستۂ خلافت دیدہ بجائے پیر
نشاند و آداب مریدانہ بجا آوردہ فی الواقع شیخ غلام نقشبند سجادہ را رونق دیگر داد و مرجع
طلاب ظاہری و باطنی گردید۔ و جہانے را بہ یمن تربیت از کمالات چنین گران مایہ ساخت
سلسلۂ اکثر فضلاء عصر بہ آنجناب منتہی می شود۔ شاہ عالم بہادر شاہ ایشان را تکلیف ملاقات
کرد۔ اعزاز و اکرام بیش از حد بہ تقدیم رساند۔ مزاج اقدس ہمہ مصروف حفظ شریعت بود و بر وفق
الحب للہ والبغض للہ چون از کسے امرے ناملایم شرع سر می زد غبار سخت بر دامن خاطر
والا می نشست و اگر آن کس توفیق توبہ می یافت زیادہ تر از سابق مورد الطاف می گردید۔

نقل است کہ روزے قلندرے از فرقۂ بے قیدان در مجلس شیخ وارد شد۔ شیخ از مشاہدۂ
بعضے اوضاع خلاف شرع برآشفت۔ و فرمود این طائفہ را نہ دیدار خدا میسر می شود و نہ شفاعت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم - قلندر گفت یا شیخ باش ما را ہم دیدار خدا میسر می شود و ہم شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و شما را ہیچ نہ خواہد شد - شیخ پرسید چرا؟ گفت شما خود مدۃ العمر پیرامن گناہ نہ گردیدہ اید فردا بے مواخذہ شما را داخل بہشت می کنند - و ما خود غرق گناہیم فردا ما را در حضور رب العزۃ تعالی شانہ می برند - و حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بہ شفاعت ما مشتی عاصیان قدم رنجہ می فرمایند - شیخ را ازین کلام رقتے دست داد - و چہ خوب می گوید صاحب بردہ

لعل رحمۃ ربی حین یقسمہا	تاتی علی حسب العصیان فی القسم

مناسب این نقل فقیر را واقعۂ عجیبے مشاہدہ افتاد - در ایام اقامت مدینۂ منورہ موافق غرۂ شعبان ۱۱۵۱ھ احدی وخمسین ومائۃ والف بہ اتفاق چندے از آفاقیان قصد زیارت قبا کردیم - و بہ سیر بستان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفتیم - این بستانی است در قبا مشہور کہ آن را بستان قویم نیز گویند بہ ضم قاف و فتح واو - و در جماعت قلندری بود از ما وراء النہر شخصے دید کہ قلندر خوشۂ تاکے غورہ دزدیدہ در زنبیل خود پنہان کرد - آن شخص یاران را از خیانت قلندر آگاہ ساخت - یاران زبانِ ملامت دراز کردند کہ سرقہ ہمہ جا مذموم است سیما در چنین مقام شریف لطیف - چون از ہر جانب قلندر را ہدف ناوک طعن ساختند قلندر گفت یاران شما خود عاقل آید - مے دانید کہ این خوشۂ خام قابل تناول نیست اما مرا در ارتکاب این فعل مقصدی است گویند اگر کسے مال شخصے را خیانت کند - در دیوان قیامت مالک و خائن را یک جا کنند - من مردی ام سر تا پا غرق معاصی - روے و راہے نہ دارم کہ فردا در جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم باریاب شوم - خوشۂ از باغ حضرت دزدیدہ ام

کہ شاید بہ تقاضائے این خوشہ مراد جناب حضرت بر بند۔ و بہ مشاہدۂ جمال جہان آرا
شرف اندوز شوم۔ از استماع این سخن حاضران را حالتے دست داد مردے باشندۂ روم نعرہ
زد و بر زمین افتاد و غلطیدن گرفت و در قفائے قلندر رو دیدہ رومالے گرہ بستہ در زنبیل قلندر
انداخت۔ چون تحقیق کردہ شد زر سرخ و سفید رائج آن دیار کہ مقابل چہل روپیہ ہند
باشد در رومال بستہ بود۔ قلندر را باداش حسن نیت در اینجا خود نقد دادند در انجا تا چہ دہند
وفات شیخ غلام نقشبند قدس سرہٗ سلخ ماہ رجب ۱۱۲۶ھ ست و عشرین ومائۃ والف واقع شد
آرامگاہ مبارک لکھنؤ تصانیف ایشان۔ تفسیر انوار القرآن ربع قرآن باحواشی۔ تفسیر سورہ اعراف
باحواشی تفسیر سورۂ مریم۔ تفسیر سورۂ طٰہٰ۔ تفسیر سورۂ محمد۔ تفسیر سورۂ یوسف۔ تفسیر سورۂ الرحمٰن۔ تفسیر
سورۂ عم باحواشی۔ تفسیر سورۂ کوثر۔ تفسیر سورۂ اخلاص۔ تفسیر آیۂ اللّٰہ نور السموات والارض تفسیر آیۂ
انا عرضنا الامانۃ۔ تفسیر آیۂ افحسبتم۔ تفسیر آیہ ولا تقولن لشیٔ انی فاعل ذلک غدا۔ تفسیر آیۂ الرحمن علی العرش استوی تفسیر آیۂ
کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ کتاب فرقان الانوار لامعہ عرشیہ در مسئلہ وحدت وجود شرح قصیدۂ خزرجیہ در علم عروض وغیر ذلک

(۳۰) شیخ احمد المعروف بہ ملا جیون امیتوی نور اللّٰہ ضریحہ

بن شیخ ابو سعید بن شیخ عبد اللّٰہ بن شیخ عبد الرزاق بن مخدوم خاصہ قدس سرہٗ واین
مخدوم خاصہ از مشاہیر بزرگان امیتی من توابع لکھنؤ است۔ و نسبش بہ صدیق اکبر رضی اللّٰہ
عنہ منتہی می شود۔ مولد و منشا ملا جیون امیتی است۔ حامل کلام الٰہی و در دانش عقلی
و نقلی بحر لا متناہی بود۔ آغاز حال بہ ارادۂ کسب علم در قصبات پورب گردید۔ و از فضلائے عصر استفادہ

نمود۔ وفاتحۂ فراغ از ملا لطف اللہ گوروی گرفت۔ آخر کشش طالع او را به خلد مکان رسانید
وسلطان به خدمت او تلمذ کرد۔ ملا ساده وضع واز تکلفات رسمی بیگانه بود۔ بادشاه با او
حسن ظنی داشت۔ واعزاز واحترام فراوان می کرد۔ وهم چنین شاه عالم بهادر شاه نسبت
سینۂ پدر عمل می نمود ولوازم تکریم فوق الحد بجا می آورد۔ ملا حافظۂ خیلے بلند داشت عمارات
کتب درسی صفحه صفحه ورق ورق از بر می خواند۔ وقصیدۂ طولانی را به یک شنیدن یاد می گرفت
سعادت زیارت حرمین شریفین زادهما اللہ شرافته اندوخت۔ وایام زندگانی به شغل درس
وتحریر تصانیف صرف ساخت۔ وفاتش در ۱۱۳۰ه‍ ثلثین ومائة والف در دار الخلافه
شاهجهان آباد اتفاق افتاد۔ نعش او را به امیتی برده دفن ساختند۔ از مصنفات اوست
تفسیر آیاتی که مستنبط مسائل فقهی است مسمیٰ به تفسیر احمدی ونور الانوار شرح منار اصول فقه

(۱۳۱) سید سعد اللہ بن سید غلام محمد سلونی قدس سرهٗ

مجد د قول سلونی وکواکب فلک رهنمونی است۔ ولادت او در قصبۂ سلون از
مضافات اله آباد واقع شده وهمانجا نشو ونما یافته۔ واو دختر زادۂ شیخ پیر محمد سلونی است که
از کبار اولیا بوده۔ وبست ودوم محرم ۱۰۹۹ه‍ تسع وتسعین والف به عالم قدس خرامیده
مناقب او مشهور عالم است۔

سید سعد اللہ در صغر سن به اکتساب علم موفق گشت۔ ودر فرصت قلیل مسافت
طلب طے کرد۔ ودر عین شباب مسند تدریس آراست وپهلو به مدرسان کهن سال زد

وتصانیف غرا بر داخت۔ خاصہ در علم حقائق وحکمت ومعقولات تحریرات علیا جلوہ پیرا ساخت۔ مرید پدر بزرگوار خود است۔ واو مرید جہجانی واو مرید صوفی فیروز واو مرید سید وجیہ الدین علوی احمد آبادی قدس اللہ اسرارہم۔ سید سعادت زیارت حرمین شریفین اندوخت۔ وچندی در اُم القری طرح اقامت ریخت۔ وقبولے عظیم یافت۔ اکابر واصاغر بقاع مقدسہ شرّتہ اعتقاد بدست آوردند۔ وفنون ظاہر وطریق باطن اخذ کردند۔ شیخ عبداللہ البصری المکی قدس سرہ المتوفی ۱۱۳۴ھ اربع وثلثین ومائۃ والف کہ اعلم علماء زمان وبالاتفاق استاد جہانیان است والیوم سلسلہ اجازت اکثر علماء عرب وعجم بہ اومی رسد۔ طریقہ علیہ قادریہ از خدمت سید اخذ کرد فرزند ارجمندش شیخ سالم رسالہ اجازت والد ماجد جمع کردہ است در آنجا می نویسد:۔

"مشایخہ فی الطریق واساتذہ فی ارشاد والتحقیق جملۃ اجلاء منہم العلامہ المحقق السید سعد اللہ

" الہندی عن السید عبدالشکور عن شاہ مسعود الاسفرائینی عن الشیخ علی الحسینی عن الشیخ

" جعفر احمد الحسینی عن الشیخ ابراہیم الحسینی عن الشیخ عبداللہ الحسینی عن الشیخ عبداللہ الحسینی

" عن الشیخ عبدالرزاق عن سیدنا عبدالقادر الجیلانی قدس اللہ اسرارہم"

سید سعد اللہ بعد معاودت از حرمین شریفین در بندر مبارک سورت بار اقامت کشاد ومرجع ومعتقد فیہ عالمیان گشت۔ خلد مکان اخلاص واعتقاد عظیم داشت۔ رحلت سید بست وہفتم جمادی الاولیٰ ۱۱۳۸ھ ثمان وثلثین ومائۃ والف واقع شد۔ آرامگاہ بندر سورت۔

(۳۲۲) مولانا نور الدین نور اللہ ضریحہ

بن شیخ محمد صالح احمد آبادی۔ علامۂ زمان و یگانۂ اقران است۔ در عین عصر مثل اوئی کم گذشتہ۔ نزد ملا احمد سلیمانی احمد آبادی و ملا فرید الدین احمد آبادی تلمذ کرد و سرآمد ارباب دانش گردید۔ و در ۱۱۴۳ھ ثلث و اربعین و مائۃ والف شرف زیارت حرمین شریفین دریافت و سال دیگر مراجعت نمود۔ و بہ خدمت محبوب عالم احمد آبادی ملقب بہ شاہ عالم ثانی قدس سرہٗ بیعت کرد و خلافت خانوادہا حاصل نمود۔ و مدرسہ خانقاہ رفیع البنیانی تعمیر کرد۔ و از ابتداء تحصیل تا انتہاء عمر بہ تدریس و تصنیف پرداخت و عالمے را بہ تبحر رساند و زیادہ بر یک صد و پنجاہ تصنیف صغیر و کبیر در سلک تحریر کشید۔ مثل تفسیر کلام اللہ مختصر و تفسیر نورانی فی السبع المثانی دوازدہ ہزار بیت و تفسیر ربانی بر سورۃ البقرۃ سی ہزار بیت۔ و حاشیہ بر اوائل تفسیر بیضاوی و نور القاری شرح صحیح البخاری و حاشیہ قویمہ بر حاشیہ قدیمہ و حاشیہ شرح مواقف۔ و حل معاقد حاشیہ شرح مقاصد۔ و حاشیہ شرح مطالع۔ و حاشیہ تلویح۔ و حاشیۂ عضدی۔ و معول حاشیہ مطول۔ و حاشیۂ شرح وقایہ۔ و حاشیہ شرح ملا۔ و حاشیۂ منہل۔ و حاشیہ شمسیہ منطق و شرح تہذیب المنطق کہ ادق تصانیف اوست۔ و طریق الامم شرح فصوص الحکم۔ و شرح مثنوی مولوی روم۔

ولادت او در احمد آباد ۱۰۶۴ھ اربع و ستین و الف و وفات شب نہم ماہ شعبان ۱۱۵۵ھ

خمس وخمسین ومائة والف واقع شد۔ اعظم الاقطاب ۱۱۵۵ھ تاریخ یافته اند۔ عمر شش نود ویکسال قبرش قریب خانقاهش۔ سید سعد الله بلگرامی قدس سره چندی در مدرسه مولانا اقامت داشت چنانچه در فصل اول گذارش یافت۔

(۳۳) ملا نظام الدین

خلف الصدق ملا قطب الدین شهید سهالوی طاب ثراهما۔ اُستاد جهان وتحریر زمان بود۔ ابتدائے حال به طلب علم گرد قصبات پورب برآمد۔ واز علماء عصر فنون درسی اکتساب نمود۔ آخر به جناب شیخ غلام نقشبند لکهنوی قدس سره پیوست۔ وبقیه کتب تحصیلی گذرانید۔ وفاتحه فراغ خواند۔ وهم در لکهنو رحل اقامت افگند وتمام عمر به تدریس وتصنیف اشتغال ورزید واعتبار واشتهار عظیم یافت۔ امروز علماء اکثر قطر هندوستان نسبت تلمذ به مولوی دارند۔ وکلاه گوشهٔ تفاخر می شکنند۔ وکسے که سلسلهٔ تلمذ باومی رساند بین الفضلا علم امتیاز می افرازد۔ ومردم بسیار را دیده شد که تحصیل جاهاے دیگر کردند وبراے اعتبار فاتحهٔ فراغ از مولوی گرفتند۔ مرید شیخ عبد الرزاق بانسوی است۔ واز خدمت میر سید اسمعیل بلگرامی خلیفه شیخ عبد الرزاق مسطور قدس الله اسرارهما نیز ارشاد وتلقین گرفت وفیض ها اندوخت۔ از تالیفات اوست حاشیه شرح هدایه حکمت حکیم صدرا ے شیرازی وشرح مسلم الثبوت۔

فقیر به تاریخ نوزدهم ذی الحجه ۱۱۴۸ھ ثمان واربعین ومائة والف در بلدهٔ لکهنو یک صحبت مولوی را دیدم۔ طریقهٔ سلف صالحین داشت۔ وشعشعهٔ تقدس از ناصیهٔ همایون می تافت

نہم جمادی الاولی روز چہار شنبہ سنہ ۱۱۶۱ھ احدی وستین ومائة الف سفر گزین ملک جاودانی شد آرام گاہ لکھنو محرر سطور گوید

عالم کامل امام عصر استاد جہان	طائر روحش بہ سیر جنة الماوی شتافت
سال تاریخ وفات او بطور تعمیہ	گفتہ شد ملا نظام الدین دل فردوس یافت سنہ ۱۱۶۱ھ

برملتفتان این اوراق وحقائق جویان الانفس وآفاق جلوہ پیرا باد۔ کہ سرزمین پورب از قدیم الایام معدن علم وعلما است۔ سید محمد کرمانی صاحب سیر الاولیا کہ مرید سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی است قدس سرہٗ می گوید۔ "کہ مولانا فرید الدین شافعی شیخ الاسلام اودہ بود۔ مولانا علاء الدین نیلی اودی پیش شیخ الاسلام قاری کشاف بود۔ ومولانا شمس الدین یحیی ودیگر علماء اودہ سامع بودند" ترجمہ مولانا شمس الدین یحیی در اوائل این فصل گذشت۔ اگرچہ جمیع صوبہ جات ہند بوجود حاملان علوم تفاخر دارند سیما حصار پایہ تخت خلافت کہ بواسطہ مرجعیت صاحب کمالان ہر قسم در آنجا فراہم می آیند۔ واز تراکم افکار واجتماع عقول اہل ہر عصر کمالات نفس ناطقہ را چہ علم عقلی ونقلی وچہ غیر آن بپایۂ بالاتر می رسانند۔ اما صوبہ اودہ واللہ آباد خصوصیتی دارد کہ در ہیچ صوبہ نتوان یافت۔ چہ تمام صوبہ اودہ واکثر صوبہ الہ آباد بفاصلۂ پنج کروہ نہایت دہ کروہ تخمیناً آبادی شرفا ونجبا است کہ از سلاطین وحکام وظائف وزمین مدد معاش داشتہ اند۔ ومساجد ومدارس وخانقاہات بنا نہادہ ومدرسان عصر در ہر جا ابواب علم بروے دانش پژوہان گشادہ وصلاے

اطلبوا العلم درداده۔ وطلبہ علم خیل خیل از شہرے بہ شہرے می روند۔ وہر جا موافقت دست
بہم داد۔ بہ تحصیل مشغول می شوند۔ وصاحب توفیقان ہر معمورہ طلبہ علم را نگاہ می دارند۔ و
خدمت این جماعہ را سعادت عظمی می دانند۔ صاحب قرآن ثانی شاہجہان انار اللہ
برہانہ می گفت "پورب شیراز مملکت ما است"۔ وتا حدود سنہ ۱۱۳۰ ثلثین مائۃ والف
ہنگامۂ علم وعلما درین گل زمین گرمی داشت۔ تا آنکہ برہان الملک سعادت خان نیشاپوری
در آغاز جلوس محمد شاہ حاکم صوبہ اودہ شد واکثر بلاد عمدۂ صوبہ الہ آباد نیز مثل دار الخیور
جونپور، بنارس وغازی پور و کرہ، مانک پور و کورہ جہان آباد وغیرہا ضمیمہ حکومت گردید
ووظائف وسیور غالات خانوادہاے قدیم وجدید بیک قلم ضبط شد۔ وکار شرفا ونجبا بہ
پریشانی کشید۔ واضطرار معاش مردم آنجا را از کسب علم باز داشتہ در پیشہ سپاہگری
انداخت ورواج تدریس وتحصیل بآن درجہ نہ ماند ومدارسی کہ از عہد قدیم معدن علم وفضل
بود بیک قلم خراب افتاد وانجمن ہاے ارباب کمال بیشتر برہم خورد انا للہ وانا الیہ راجعون
وبعد ارتحال برہان الملک نوبت حکومت بہ خواہر زادہ او ابو المنصور خان صفدر جنگ
رسید ووظائف واقطاعات بدستور زیر ضبط ماند۔ ودر اواخر عہد محمد شاہ سنہ ۱۱۵۹ تسع و
خمسین ومائۃ والف صوبہ داری الہ آباد نیز بہ صفدر جنگ مقرر شد۔ وتتمہ وظائف
آن صوبہ کہ تا حال از آفت ضبط محفوظ ماندہ بود بہ ضبط در آمد ودر عہد احمد شاہ
صفدر جنگ بہ پایۂ وزارت اعلیٰ صعود نمود۔ ونائب صوبہ کار بر ارباب وظائف
تنگ تر گرفت۔ وتا حین تحریر کتاب این دیار پامال حوادث روزگار است۔

لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ با وجود این خرابی بازار رواج علم خصوص معقولات بہ کیفیتی کہ آنجا است در قلمرو ہندوستان ہیچ جا نیست ہنوز علما و فحول جلوہ طراز اند۔ و بہ وصول اقصیٰ مراتب کمال ممتاز مصرعہ

باصد جہان کدورت باز این خرابہ جاے است

در صوبۂ اودہ محروسہ بلگرام از قدیم منشار فضلاء کرام و مظہر علماء عظام است و فراوان دانش مند ازین شہر برخاستہ و مجلس افادہ و استفادہ بہ کمال خوبی آراستہ اما کسے بہ استیفاء احوال این اکابر توفیق نہ یافت لاجرم قدما بیشتر بہم عنانی منہم من لم نقصص سبیل گم نامی پیمودند و شرذمہ قلیل بہ تبعیت منہم من قصصنا علیک۔ در عرصۂ معارف جلوہ نمودند۔ و اصل این است کہ مردم ہند در حفظ احوال مشائخ طریقت قدس اللہ اسرارہم اہتمامی داشتہ اند و بہ ضبط احوال دانش مندان کم پرداختہ۔ و کتابے مستقل درین باب از سلف و خلف استماع نیفتاد۔ کتاب عین العلم ناطق است کہ مصنف او از اجلۂ علما و اتقیاء روزگار بود۔ بقول اصح ہندی الاصل است ملا علی قاری در شرح عین العلم گوید:۔

”ہو من فضلاء الہند وصلحاءہم علی ما صرح بہ الشیخ

ابن حجر العسقلانی فی شرح مقدماتہ“

کسے از مورخان ہند احوال او را ضبط نہ کرد و با وجود این چنین تصنیف عالی گویا نامش از صفحۂ روزگار محو گردیدہ ازینجا است کہ احوال فضلاء شہر نوعی کہ باید بدست نیامد ناگزیر بہ مضمون فان لم یصبہا وابل فطل کار بستم و آنچہ در کتب معتبرہ اجمالا مشاہدہ شد و آنچہ

روات ثقات استماع افتاد قلمی ساختم - اسامی بزرگان جامع علوم صوری و معنوی در فصل نخستین گذارش یافت درین فصل نیز بعضے اکابر مجمع البحرین اند چون غالباً به صفت فضیلت اشتهار داشته اند - این فصل را به ذکر مناقب و نشر مآثر و الا زیب و زینت داده می شود - علامهٔ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی در مثنوی امواج الخیال به توصیف فضلائے شہر می پردازد ؎

دو	دقت منشان نکته پرداز	در هر سر کوچه اش سخن ساز
دو	بشگافته هر یکے به تحقیق	از دقت نغز مغز تدقیق
دو	بر ابروے خود نموده واجب	تنقیح اصول ابن حاجب
دو	بر چشم شمرده فرض چون دین	تلویح رموز حکمة العین
دو	ابروے بیان شان رفیع است	مفتاح معانی بدیع است
دو	هر بحث که دل کند بصد غور	در حیز حل کشند فی الفور
دو	از منطق شان خطا نفور است	تصدیق به حکم شان ضرور است
دو	هر فرد یگانه اماثل	شیرازهٔ نسخهٔ فضائل
دو	دانائے حقائق کیانی	اشراقی حکمت یمانی

(۳۴) سید رفیع الدین بلگرامی

از اولاد سید محمد صغری است - سلسلهٔ نسبش بدین طریق - سید رفیع الدین بن سید

بدر الدین بن سید تاج الدین جد القبیلہ یکے از قبائل اربع محلہ سید وارہ بن سید حسین معروف بہ سید دولارہ بن سید حسن بن سید محمود بن سید بدہ بن سید جمال الدین بن سید ابراہیم بن سید ناصر بن سید سالار بن سید محمد صغری قدس سرہ کہ ترجمہ اش در فصل اول گذارش یافت

سید رفیع الدین در مبادی عہد جوانی و تباشیر صبح زندگانی بہ ارادہ طلب علم از وطن مالوف برآمد۔ و قلمرو فنون عقلی و نقلی یک قلم در نوردید۔ و عروس علم را بہ زیور حسن عمل آرایش داد۔ و بہ مصداق عاد القمرانی ابراجہ پرتو قدوم بر سواد بلگرام افشاند و بقیۃ العمر سالکان مسالک تلمذ را بہ درجات کمال رساند۔ خط شان نسخ بہ پختگی و شیرینی می نوشت۔ و کتب درسی بیش از حصر در قید کتابت آورد۔ امروز صحائف کثیرہ مثل مطول و تلویح اصول بہ خط شیرین نمط او موجود است ہر یک کتاب را من اولہ الی آخرہ تحشیہ نمود و دلیلے بر فضیلت و استعداد خود واگذاشت در خاتمہ تلویح بہ خط خاص خود می نویسد:۔

"قد وقع الفراغ من تسوید هذه النسخة الشریفة المسماة بالتلویح فی

"شرح التوضیح بمدرسة استاذی العلامة النافع للخاصة والعامة اعلم

"العلماء اکمل الاتقیاء حامی اهل الشرع والایمان ماحی آثار الظلم و

"الطغیان الحضرة العلیه شیخ حسین بن شیخ داؤد متع الله الطالبین بطول

"بقائه فی افضل الایام یوم الجمعة الثامن عشر من شهر ربیع الاول

"سنة خمس وتسعین وتسع مائة فالکاتب رفیع الدین بن بدر الدین

" بن تاج الدین بن الحسین الحسینی والمامول من القابین لهذا الکتاب
" والمستفیدین به ان یذکروا الکاتب المذنب فی اوقاتهم الشریفة بدعاء
" الخیر وسلامة الایمان واللہ سبحانہ هو المستعان "

(۳۵) سید حسین

بن سید نوح عرف سید پیاره بن سید محمود اکبر قدس سرهٗ - ترجمۂ سید محمود اکبر اصالةً وترجمۂ سید محمد نوح ضمناً در فصل گذشته گذشت - سید حسین سید والانژاد و فاضل خوش استعداد بود - صاحب همت عالی و نهج قویم و مظهر انک لعلی خلق عظیم باوصف این فضائل کمال صلاح وتقوی داشت و در نهایت تواضع و شکست نفس معاشرت می کرد عمرے دراز یافت واز ابتدا تا انتها در وطن مالوف به طور انزوا گذرانید وهمواره به شغل کتاب وعبادت رب الارباب ذخیره اخروی اندوخت در یکے از قبالات شرعیه دستخط سید حسین و برادرش سید حسن که ترجمۂ او می آید مشاهده افتاد تاریخ تحریر قباله سنه ثمان والف هجری رحمته الله علیه

(۳۶) سید حسن برادر اعیانی سید حسین مسطور

عالم عامل و فاضل کامل بود و در فروع حنفیه مهارت کلی داشت - کتاب قدوری فقه من اوله الی آخره محشی به خط شریف او امروز موجود است در عصر خود ممتاز اقران می زیست و تمام عمر در وطن بسر برد - دنهم شعبان المعظم متوجه دار البقا گردید رحمة الله علیه -

(۲۷) قاضی الہداد

ازشیوخ فرشوری بلگرام ساکن محلہ سیدوارہ است کہ نسب ایشان بہ قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم می رسد۔ فرشوریان بلگرام راشعوب وقبائل بسیار است ومناصب شرعیہ شہر مجموع از عہد قدیم باین دودمان تعلق دارد ازچندی قضا در شیوخ عثمانیہ نقل کرد وافتاد عدالت ولقب قضا در قبیلہ خاص قاضی الہداد باقی است۔ چون قاضی الہداد در عصر مشتری وار بر آسمان رشد بر آمد منصب قضا از قاضی کمال عثمانی کہ ابا عن جد تعلق بہ عشیرہ عثمانیان داشت اخذ کرد۔ او بہ کمال تدین این منصب جلیل القدر را سر انجام می داد تا آنکہ قاضی محمود ابن قاضی کمال بدرگاہ اکبر بادشاہ شتافتہ وبر اوج ترقی صعود نمودہ بہ والا پایہ امارت رسید۔ دوم شوال سنہ الف فرمان قضاے آل تمغا بنام پدر بزرگوار خود حاصل نمودہ منصب موروثی را بدست آورد۔ تا الیوم این منصب بہ اولاد وے مقرر است اما ازان وقت لقب قضا در قبیلہ قاضی الہداد حاوی فضل خدا داد بود۔ ودر تفقہ ودیانت وامانت ابو یوسف عصر می زیست۔ ابتداے حال شوق دانش اندوزے در سرش افتاد بہ رہنمونی خضر توفیق جادۂ طلب در نوردید۔ واز خدمت شاہ عبد الرحمن جانباز لاہر پوری قدس سرہٗ نظر تربیت یافت وکتب تحصیلی گذرانیدہ کمال مولویت بہم رسانید آنگاہ رخصت انصراف یافتہ بہ دار الکرام بلگرام معاودت فرمود وبر استحقاق بر مسند قضا متمکن گشت۔ وطیلسان راستی ودرستی بر دوش گرفت۔ مردم دور دست رجوع فتوی بادمی کردند۔ ودر احقاق حق ورفع منازعت توسل می جستند۔ قاضی چون

از کار حکومت باز می پرداخت متوجه درس می شد - و به افاضهٔ انوار دانش و بینش حلقهٔ درس را رشک حلقهٔ چشم می ساخت - و قتی نسخهٔ از تهذیب المنطق بدست کاتب الحروف افتاد - توجیهی به خط قاضی زادهٔ طبع خود شس بر حاشیهٔ نسخهٔ مذکور به نظر در آمد خالی از برجستگی نه بود - بر بعضے سجلات شرعیه دستخط او معائنه افتاد - تاریخ تحریر سجل بست و هشتم شعبان سنه ۹۹۹ تسعه و تسعین و تسع مائة -

(۳۸) قاضی عنایت الله

خلف الصدق قاضی الهداد مذکور - از آغاز تحصیل تا انتها در حلقهٔ درس والد ماجد تلمذ کرد و قسطی وافر و نصیبی متکاثر از فضیلت برگرفت - و بر مسند افتاء شهر متمکن گشت - و این منصب والا را بر وجه احسن به تقدیم رساند - و چون میر سید طیب بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس الله اسرارهما متوجه سیر دهلی گردید - قاضی عنایت الله را حسب الاستدعاء مشار الیه مرید بقیة المحدثین شیخ عبد الحق دهلوی قدس سرهٔ ساخت و شجرهٔ طیبهٔ بزرگان سلسله از خدمت شیخ برای قاضی آورد رحمة الله علیه -

(۳۹) شیخ کمال بن شیخ مکرم رحمة الله تعالی

از شیوخ فرشوری بلگرام و عظمای این مقام است منصب تولیت اراضی مدد معاش از عهد قدیم به عشیرهٔ خاص شیخ کمال تعلق دارد - والی یومنا هذا باقی است مردم

ارباب علم و فضل بسیار ازین دودمان برخاسته اند شیخ کمال بدر آسمان کمال و سرآمد اقران و امثال بود و در جمیع علوم درسی از علامهٔ تفتازانی و فهامهٔ جرجانی یاد می داد - زهے صاحب دولتے که از بدایت عمر تا نفس واپسین به خدمت علم شریف گذرانید و اوقات گرامی را منقسم به چهار جزو ساخت - جزوی براے تقدیم عبادت مولی تعالی شانه و جزوے براے اثبات صور علمی در مرآت ضمائر معنی طلبان و جزئی براے آراستن طرهٔ خط بر عارض قرطاس و جزئی براے اداے حقوق اقارب و احباب خط عربی در نهایت جلا و شیرینی و پختگی می نوشت - کتب درسی از صرف و نحو و منطق و حکمت و معانی و بیان و فقه و اصول و تفسیر و غیرها مجموع به دست مبارک کتابت کرد و هر یک کتاب را من اوله الی آخره محشی ساخت به حیثیتی که متن محتاج شرح و شرح محتاج حاشیه نه ماند - و این کتب را نمونهٔ صحائف آسمانی و نسخهٔ الواح ربانی توان گفت که در تمام کتاب یک نقطه غلط نه توان یافت حقا ثم حقا که بدست یاری خامهٔ مشکبار ریاحین عجیبی بر تربت خود نشاند و روائح ثواب تا دم صبح قیامت وقف دماغ خود ساخت - چه جرعه کشان مدارس علم در هر عصر فیض ها ازین صحف مکرمه برگرفتند و زمزمهٔ دعوات اجابت طراز به ملاء اعلی رسانیدند و می رسانند - درین ایام به تصرف حوادث روزگار کتب مذکور از کتب خانهٔ او متفرق شدند - برخے جا بجا در بلگرام است - و پارهٔ در اطراف و اکناف دائر گشت از بعضے قبالات شرعیه به وضوح پیوست که شیخ کمال در سنه ۹۹۴ اربع و تسعین و تسع مائه بر صدر حیات متمکن بود و این بیت در مرثیه او به نظر رسیده ۵

دردا و حسرتا که زوال کمال شد	بر طالبان حیات دو روزه وبال شد

(۴۰) شیخ عبدالکریم بلگرامی

از عشیرهٔ شیخ کمال مرقوم است - دانش مند والا منزلت وصدر نشین مسند تولیت بود در عنفوان نشو ونما کلام اللہ را از برکرد وعلم از علمای قبیلهٔ خود فرا گرفت ودر جمیع علوم عقلی ونقلی سیما فنون عربیه علم انا ولا غیری افراشت - مقامات حریری تمام بر نوک زبان داشت ونثر عربی به خوبی انشاء می کرد - شغل شریفش ہموارہ ریاض طاعت آراستن بود وحدیقهٔ افادہ پیراستن خط عربی وفارسی جید می نوشت - ودر تیز دستی قصب السبق می ربود - استاذ المحققین میر طفیل محمد نور اللہ مضجعہ مے فرمود - کہ برائے من در عرصہ سہ روز حاشیہ شمسیہ کتابت کرد - در پایان عمر چند مقامہ بر طرز مقامات حریری وشرح فارسی بر مقامات در سلک تحریر کشیدہ برراس مائۃ ثانی عشر رخت سفر بہ عالم قدس کشید -

(۴۱) مولوی شیخ عبدالغفور

برادر صغیر اعیانی شیخ عبدالکریم مذکور از مشاہیر علماء شہر وبخاریہ فضلاء عصر است تحصیل کمالات از اکابر دودمان خود واستادان دیگر کرد ودر فنون عقلی ونقلی تبحر اندوخت ودوام بہ اشاعہ فیض وافادہ طلبہ پرداخت وفراوان تلامذہ را بہ پایہ دانش مندی رساند استاذ المحققین میر محمد طفیل نور اللہ مرقدہٗ بہ زودی اصول در خدمت مولوی گذرانید مے فرمود مولوی با من مکرر نقل کرد کہ از مطالعہ کتب فلاسفہ مرا میلانی بہ مذہب این طائفہ بہم رسید روزگارے درین تیہ سرگردان بودم تا آنکہ شبے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم

کلمہ چند مرا ارشاد فرمودند و زنگار شکی کہ بر مرآت خاطر نشستہ بود دور ساختند۔ وحقیقت دین اسلام چون روز روشن بر من منکشف شد۔ فالحمد للہ علی افضالہ نقش نگین او دربک الغفور ذوالرحمۃ۔ صاحب منشات جامع القوانین کہ در مکتب ہا عظیم رواج دارد شاگرد مولوی است نامش خلیفہ شاہ محمد مدنی در بلگرام بسر برد و بہ خدمت مولوی عبد الغفور تلمذ نمود۔ و در منزل میر سید اسمعیل فاضل کہ ترجمہ اش می آید اقامت داشت۔ در منشات خود نامہ بہ اسم مولوی عبد الغفور درج ساختہ ہر چند کلامش رتبہ ندارد اما مقصود اینجا تذکرۂ حال مکتوب الیہ است نہ عبارت آرائی کاتب۔ سرخی مکتوب این است:۔

"مکتوب سوم در جواب عنایت نامہ فیض شمامہ قبلہ ارباب فضائل کعبہ اصحاب فواضل مولوی شیخ
عبد الغفور زینت بخش بلگرام لازال معمورا بالکرام تحریر یافت"

والقاب در نفس مکتوب چنین نوشتہ:۔

"پیوستہ ذات قدسی صفات آن مجمع فیض سبحانی منبع علوم روحانی کاشف دقائق معقول و منقول
واقف حقائق فروع و اصول مقتدائے کاروان منازل تحقیق پیشوائے رہروان مراحل
تدقیق مد اللہ ظلال نوالہ وکمالہ فیض بخش عقیدت آشیایان وہدایت فرمائے عبودیت گرایان باد"

(۴۲) شیخ عنایت اللہ

خلف الصدق شیخ عبد الکریم مسطور رحمہما اللہ تعالی اعجوبۂ زمانہ و نادرۂ یگانہ است۔ علم از پدر بزرگوار و دیگر دانش مندان روزگار اخذ نمود۔ و در جمیع فنون عربی و فارسی و ہندی از سنسکرت

وسبھا کا دموسیقی ہندی اقتداری بہم رسانید۔ وخطوط ہفت قلم مشق کرد۔ وقرآن مجید را یاد گرفت ودست بہ دامن ارادت میر سید احمد کاشفی الکالپی قدس سرہٗ زد۔ ونسبت ہم پیرگی با سید العارفین میر سید لطف اللہ بلگرامی داشت۔ وتصفیۂ قلب وتزکیۂ باطن وتہذیب اخلاق بہ منتہی رسانید ومصاحبت امرا پردۂ روے کار ساخت۔ خیر اندیش خان کنبوعالمگیری اعزاز واکرام افزون از حد می کرد۔ وبہ علاقۂ محبت او چندے در مقام آمادہ رحل اقامت افگند۔ واز عجائب اطوارش اینکہ ہمیشہ طرف سحر برمی خاست ونقشے از نغمات ہندی می خواند بعد ازان تہیۂ نماز صبح می کرد ولباس فاخرہ پوشیدہ وسلاح بستہ بہ وضعی کہ بہ دربار امرا می رفت خود را آراستہ متوجہ نماز می گردید۔ وارکان نماز را بہ خضوع وخشوع تمام ادا می کرد۔ چون سبب اختیار این وضع استفسار کردند فرمود ہرگاہ بہ دربار ارباب دول ثیاب تکلف پوشیدہ وسلاح برخود راست کردہ می رویم در بارگاہ سلطان ازل بہ طریق اولی با ہیئت آراستہ باید رفت۔ وبہ منطوق حدیث شریف "صفہم فی القتال وصفہم فی الصلوۃ سواء ظاہرا وباطنا" خود را مستعد جہاد باید ساخت۔

وللناس فی ما یعشقون مذاہب

بعضے رباعیات مولانا سحابی استرآبادی کہ مضامین آن تعلق بہ آیات قرآنی دارد شیخ عنایت اللہ بران رباعیات شرحی نوشتہ۔ انتقال او از کدورت گاہ فنا بہ صفوت کدۂ بقا در عشرۂ ثانی بعد مائۃ والف واقع شد۔



(۴۳) میر سید اسمٰعیل بلگرامی

از اولاد سید محمد صغری است و داماد میر سید طیب بن میر عبدالواحد اکبر قدس اللہ اسرارہما سلسلۂ نسب او باین طریق ۔ میر سید اسمٰعیل بن سید قطب عالم بن سید دولارہ بن سید عبدالنبی جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سید وارہ بن پیاری بن سید حسن بن سید محمود ۔ مدہن تتمہ نسب در ترجمہ سید رفیع الدین عنقریب گذشت ۔ سید از فحول علما و جہابذۂ فضلا است ۔ و بہ دو واسطہ شاگرد امیر فتح اللہ شیرازی در عقلیات برہان ساطع بود و در نقلیات حجت قاطع جم غفیر دانش آموزان را کامل و مکمل ساخت و بر حاشیۂ علامۂ دوانی بر تہذیب المنطق حاشیہ مدون مستعدانہ نوشت و با وصف علو مرتبۂ دانش بسیار کوچک دل بزرگ ہمت بود ۔ و ید فیض رسانی طولی داشت ۔ و علم موسیقی ہندی خوب می دانست و از مہرۂ دقائق این فن می زیست ۔ ابتدائً بہ قصد تحصیل علم از بلگرام رخت سفر بربست ۔ و بہ خدمت ملا عبدالسلام دیوہ پیوست ۔ و نسخہ ہاے متداولہ درسی اکثر بہ خدمت ملا گذرانید ۔ و رتبۂ فضیلت بہم رسانید ۔ بعد از ان بہ خدمت مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی شتافت ۔ و استدعار سبق نمود ۔ مولوی عذر آورد کہ از ہجوم طلبا گنجایش وقت علیحدہ نیست مگر آنکہ سماعت سبق فلان شخص اختیار افتد ۔ میر بہ جہت ناخن بندی سماعت قبول کرد ۔ اما در وقت درس مہر سکوت بر لب زدہ می نشست و اصلا حرف نمی زد ۔ برین اسلوب مدتے بسر آمد ۔ روزے مولوی عبدالحکیم فرمود مدتہا گذشت ۔ گاہے حرفی از شما سر بر نہ زد ۔ سید عرض کرد کہ در وقت

غیر منصب من ہمین سماع است - اگر وقتے علیحدہ قسمت فقیر مقرر شود بہ قدر استعداد حرف
توان زد - مولوی فرمود درین ایام بین العصر والمغرب فرصتی ہست براے سبق شما مقرر کردیم
سید روز دیگر درس مستقل شروع کرد و بحث و گفتگو را بجاے رساند کہ وقت نماز شام
رسید - مولوی نماز را ادا کردہ باز متوجہ درس شد - و تا نماز عشا گفتگو بحال بود - مولوی چون
دید کہ سر رشتہ سخن آخر نمی شود فرمود فردا اول روز باید آمد درس ہاے دیگر را موقوف
کردہ اول بہ تحقیق این مبحث می پردازیم - فردا صبح باز سید حاضر شد و طلبا و دیگر نیز حاضر شدند
و از چاشت تا استوا بحث قایم بود سہ روز متواتر برین منوال گذشت و سلسلۂ بحث انقطاع
نہ پذیرفت آخر مولوی با سید فرمود بارے حل این مقام بر شما ہم بہ نوعی ظاہر شد - سید عرض
کرد کہ یکے از محشیان درین محل حاشیہ بہ قلم آوردہ و حاشیہ کہ از تحریرات خودش بود برآوردہ
از نظر گذرانید مولوی جواہر تحسین افشاند و فرمود مطلب حاشیہ بسیار دقیق و نازک واقع شدہ
اما عبارت خالی از اطناب نیست - بعد ازین مولوی استفسار کرد کہ تحصیل شما از کجا ست -
عرض کرد کہ از خدمت مولوی عبد السلام دیوہ - مولوی توہم کرد کہ مبادا ملا عبد السلام براے
الزام من شاگرد خود را فرستادہ باشد - سید قسم یاد کرد کہ این امر را اصلا دخلی نیست - و محض
بارادہ استفادہ در جناب عالی رسیدہ ام - و لبقیہ کتب بخدمت مولوی خواند و فاتحۂ فراغ
گرفت و روزگارے بہ تعلیم و تدریس گذراند - بعد چندی بہ نواب نجابت خان صفوی پیوست
و بہ مزید تقرب اختصاص یافت و با وصف ملازمت پیشگی ہموارہ ہنگامہ درس می آراست
نوبتے دو کس از فضلاء بالا دست سرکار نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم صاحب قران شاہجہان

که یکے در قومیت شیخ بود و دیگرے افغان بخانه نواب نجابت خان آمدند و در مجلس نواب با بعضے فضلاء سرکار نواب گفتگوئے واقع شد۔ نواب مغلوبیت فضلاء خود استشمام کرد سید اسمعیل حاضر مجلس نه بود نواب مسرعی را بطلب سید فرستاد۔ سید بر جناح استعجال خود را رسانید و بپائین مجلس نشست و تقریر طرفین را گوش کرد آنگاه بآن هر دو فاضل خطاب کرد که این طرف هم متوجه باید شد۔ هر دو عنان بحث به جانب سید تافتند۔ سید به زبان شیرین و بحث هائے قوی آنها را مغلوب ساخت۔ فاضلے که افغان بود طریق کج بحثی پیش گرفت تا بجائے که دست به قبضهٔ شمشیر برد سید برجسته شمشیری که بر مسند نواب موضوع بود بدست آورده از نیام کشید۔ مردم درمیان آمده طرفین را باز داشتند۔ نواب نجابت خان علم و شجاعت سید مشاهده کرد بغایت مسرور گردید۔ و فرمود سید ما صاحب السیف والقلم است۔ سید اسمعیل اخر الامر ملازمت پیشگی را گذاشته در بلگرام منزوی گردید۔ و جماعهٔ طلبه را بر مائدهٔ افاده صلائے عام درداد۔ و بقیه ایام زندگانی را به شغل شگرف تدریس و تصنیف تمام ساخت۔ و چهارم شوال روز سه شنبه ۱۰۸۸ھ ثمان و ثمانین والف رخت سفر ازین عالم بربست۔ ختم اولیاء تاریخ یافته اند۔ خوابگاهش بلگرام۔

درین محل شبدیز قلم را سر می دهم و احوال ملا عبدالسلام دیوی و استاد او ملا عبدالسلام لاهوری و امیر فتح الله شیرازی بزبان تقریر حواله می کنم۔

(۴۴) ملا عبدالسلام ساکن دیوه

از مضافات صوبهٔ اوده۔ اصناف علوم را سیما عربیت در سرزمین مولد خود تحصیل نمود۔ تا که

قسمت او را به لاهور آورد - و در ظلّ رافت ملا عبد السلام لاهوری رسانید هر چه خوانده بود بخدمت ملا تصحیح نمود - و قدم بر قدم استاد گذاشت - و چنانچه اتحاد اسمی متحقق بود نسبت فضیلت نیز رتبۂ مساوات بهم رساند - چندی بدانش آموزی مستفیدان گذرانید - آخر ملازمت صاحب قران شاهجهان دریافت - و چندی به منصب افتاء عسکر مامور گردید و در کبر سن دست ازین منصب باز داشته در دار السلطنت لاهور رنگ انزوا ریخت و تشنه کامان علوم را به کوثر افاده سیراب می ساخت - و حاشیه بر تفسیر بیضاوی در سلک تحریر کشید -

(۴۵) ملا عبد السلام لاهوری

معدن عقلیات و نقلیات بود - و فنون ادب و فقه و اصول را نیکو می دانست علم از امیر فتح الله شیرازی وغیره فرا گرفت و قریب شصت سال درس گفت و جمعی کثیر را بپایۂ فضیلت برساند - و حاشیه بر تفسیر بیضاوی تعلیق نمود و قریب نود سال عمر یافت - می گفت سخنانِ بسیار بر کتب متداوله داشتم - و برارباب استعداد عرض کردم - و در معرض قبول افتاد اما از کثرتِ اشتغالِ درس فرصت تحریر نیافتم - الحال که ضعف قوی مستولی گشت و قوتِ حافظه رو به انحطاط آورد همه از خاطر بر آمده - بر فقدان این صور ذهنی تاسف مے نمود - در سنه سبع و ثلثین والف کتاب زندگانی برهم نهاد -

(۴۶) امیر فتح الله شیرازی

در حکمت علمی و نظری یکتاے روزگار بود - و در دانشگاه خواجه جمال الدین محمود و مولانا کمال الدین

شروانی و مولانا کرد و میر غیاث الدین منصور شیرازی تلمذ نمود - و قدم از اساتذہ پیش گذاشت
عادل شاہ بیجاپوری بہزاران خواہش او را از شیراز بہ دکن طلبید و وکیلِ مطلق خود ساخت
روزگارے برین منوال گذشت - آخر در سنہ ۹۹۱ احدی و تسعین و تسع مائۃ اکبر بادشاہ
او را منشور طلب فرستاد - وحسب الطلب بہ فتح پور سیکری رسید - خانخانان و حکیم
ابوالفتح استقبال کردہ بہ ملازمت آوردند و مورد اصنافِ نوازش گردید - و در کمتر فرصت
بدولتِ مصاحبت فائز شد و قامت امتیاز بخلعتِ صدارتِ کل آراست - و دختر
مظفر خان تربتی بسلک ازدواج در آورد - گویند بہ منصب سہ ہزاری رسیدہ بود - و در
سنہ ۹۹۳ ثلث و تسعین و تسع مائۃ بخطاب امین الملکی بلند رتبہ گردید - و حکم شد کہ راجہ
تودرمل مہمات ملکی و مالی را بہ صواب دید میر سرانجام دہد میر فصلی چند متضمن کفایت سرکار
و رفاہ رعایا از نظر گذرانید - درجہ استحسان یافت و در ہمین سال بخطاب عضد الدولہ
ناموری اندوخت - و برہنمونی راجہ علی خان والی خاندیس دستوری یافت - از انجا
بہ ناکامی برگردید - و بخان اعظم کہ برائے تاخت ولایت دکن و مالش سران آن دیار تعین
شدہ بود پیوست - چون خان اعظم با شہاب الدین احمد خان و دیگر سرداران کمکی بدسلوکی
پیش گرفت - راجہ علیخان نفاق امرا مشاہدہ کرد - لشکر دکن بخود متفق ساخت - و کمر بمقابلہ
بست - ہر چند میر خواست کہ او را براہ آرد صورت نہ بست - ناچار بہ گجرات نزد خانخانان
رفت کہ او را بہ کمک بر آن ہم بعلتی دست نداد - از انجا خود را بحضور بادشاہی رسانید
و در سنہ ۹۹۷ سبع و تسعین و تسع مائۃ وقت معاودت بادشاہ از سیر کشمیر بہ عارضہ جسمانی در شہر

ماند وجان بقابض ارواح سپرد۔ اول درخانۂ میر سید علی ہمدانی قدس سرہ گذاشتہ بودند بحکم پادشاہ از انجا برآوردہ بر فراز کوہ سلیمان کہ جاے دلکشائے ست نقل کردند۔ پادشاہ از فوت میر بسیار متاسف شد وبر زبان گذرانید کہ میر وکیل وحکیم وطبیب ومنجم ما بود اندازۂ سوگواری کہ تواند شناخت اگر بدست فرنگ افتادی وہمگی خزائن در برابر خواستی درین سودا فراوان سود کردمے۔ وآن گرامی گوہر رابس ارزان خریدمی۔ شیخ فیضی گوید ؎

شہنشاہ جہان را در وفاتش دیدہ پرنم شد	سکندر اشک حسرت ریخت کافلاطون زعالم شد

از مصنفات او تکملۂ حاشیۂ علامۂ دوانی بر تہذیب المنطق وحاشیہ بر حاشیۂ مذکور متداول است۔ تصانیف علمار متاخرین ولایت مثل محقق دوانی ومیر صدر الدین ومیر غیاث الدین منصور۔ ومیرزاجان میر بہندوستان آورد۔ ودر حلقۂ درس انداخت۔ جم غفیر از حاشیہ محفل میر استفادہ کردند۔ وازان عہد معقولات را رواجی دیگر پیدا شد۔

(۷۴) ملک بہاوالدین نور اللہ ضریحہ

ساکن محلہ خورد پورہ معروف بہ ملک بہلی بفتح بار موحدہ وہاء مختفی ولام مشدد مکسور بکسر مجہول ویار تحتانی در آخر انصاری الاصل است از فرزندان شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری قدس سرہٗ دودمان او بملک اشتہار دارد۔ وجہ تلقب از ملک فیض اللہ کہ از بنی اعمام ملک بہاؤالدین است استفسار رفت گفت کہ بزرگان ما را در فرامین وسجلات ملک الامرا نوشتہ اند۔

ملک بهاؤالدین فاضلی است صاحب ذہن بلند و طبع دقت پسند اول بہ گوپامو

رفتہ نزد ملا وجیہ الدین گوپاموی تلمذ کرد۔ بعدہٗ از خدمت مولوی قطب الدین شہید سہالوی

تحصیل نمود و در جمیع فنون درسی سرمایۂ فراوان اندوخت سیما ام العلوم نحو و صرف کہ درین

دو فن مہارتی عظیم داشت۔ و در وطن مالوف قدم افشردہ علی الدوام بافائدہ طلبا می پرداخت

و در عشرۂ اولی بعد مائۃ و الف متوجہ نزہت کدۂ بقا گردید۔ قبرش زیر بلندی روضۂ خواجہ

عماد الدین بلگرامی قدس سرہٗ جانب دروازہ واقع شدہ ترجمۂ فرزند ارجمندش شیخ فخر الدین

احمد در فصل اول گذارش یافت۔

(۴۸) سید ضیاء اللہ بلگرامی قدس سرہٗ

از اولاد سید محمد صغری ساکن محلہ میدانپورہ و از اعاظم علما و اتقیا است سلسلۂ نسبش برین طریق سید

ضیاء اللہ بن سید خان محمد بن سید عبد الغفار بن سید تاج الدین جد القبیلہ یکی از قبائل اربعہ محلہ سید وارہ بن سید حسین

عرف سید و وارہ بن سید حسن بن سید محمود مذہن۔ نسب مافوق در ترجمۂ سید رفیع الدین مسطور گردید تزویج سید عبد الغفار

جد سید ضیاء اللہ با دختر سید محمد اشرف بن سید احمد عرف اوجھی از قبیلۂ تزویج بہیہ شدہ بود و چون

سید محمد اشرف پسرے نداشت سید عبد الغفار داماد خود را متبنی ساخت۔ سید

عبد الغفار باین علاقہ از محلہ سید وارہ نقل کردہ سکونت میدانپورہ گرفت۔ سید ضیاء اللہ

در آغاز سن آگہی کلام اللہ را با تجوید حفظ کرد۔ و کسب فضائل منظور نظر ہمت ساخت

و در قصبات پورب بطور طلاب این دیار سائر و دائر گشت۔ و از علمای عصر فنون درسی

اخذ نمود۔ و با جناب سید احمد بن سید محمد الکالپوی قدس اللہ اسرارہما غائبانہ عشق باخت
و این بیت بنظم درآوردہ ؎

کالپی مکہ بلگرام یمن ٭		اے تو احمد منم اویس قرن	

بعدہٗ بہ ملازمت اقدس حضرت امیر رسید و بعضے نسخ تصوف فراگرفت۔ و در بلگرام
بر سجادۂ خداپرستی و تدریس علوم تمکن ورزید و جم غفیر طلبہ را بہ کام دل فائز ساخت۔ حضرت
سید لغایت متقی و پرہیزگار بود۔ و در نصرت دین متین و اقامت احکام سنت سنیہ قدمی
راسخ داشت و در تاریخ بست و پنجم ماہ شعبان روز سہ شنبہ ۱۱۴۰ الہ اربع و مائۃ و الف
شبستان خاک را ضیا بخشید۔ و حسب الوصیہ پایان مرقد خواجہ عماد الدین بلگرامی
قدس سرہٗ بیرون حریم متصل دیوار جنوبی مدفون گردید راقم الحروف گوید ؎

خورشید سپہر علم و فضل و تقوےٰ		آن میر ضیاء اللہ روشن سیما	
دامن افشاند بر شبستان جہان		تاریخ شنو بمنزل قدس ضیا	

تاریخ انتقال سید ضیاء اللہ مرحوم در ید بیضا ۱۱۰۳ الہ ثلاث و مائۃ و الف ثبت
شدہ و در نسخ اوائل مآثر الکرام ہمین سال ثبت است۔ آخر بہ تحقیق رسید کہ تاریخ انتقال
مشار الیہ ۱۱۴۰ الہ اربع و مائۃ و الف است۔ رباعی موافق این سال بنظم درآمد۔ سید ضیاء
اللہ و پدر علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل کہ ذکرش تحریر می یابد ہم عمر بودند و از ایام صبا اخلاص و ربط
خاص داشتند۔ سید ضیاء اللہ این نامہ بمیر احمد ترقیم نمودہ کرشمہاے موزون کہ در صورت
سخن تجلی داشت اگرچہ نمکین بود و شیرین افتاد برین عید می خواستم قربان شدن ایام تشریق

گذشتہ بود براے نثار زر ہامی جستم جز نقد جان بدست نیامد - ازین حسرت جواہر منثور تلاشش می کردم از چشم ریخت منظوم بر آمد ؎

اول بہ کرشمہ اشس سلامی
وز دیدہ بہ غمزہ اشس پیامی

از نالہ بعشوہ اشس دعائے
وز ہجر بہ وصل او ثناے

از اشک بہ پاے او سجودے
واز آہ بگوشس او درودے

از گریہ بخندہ اشس نیازے
واز غم بہ نشاطِ او گدازے

از دست دعا بدامنِ او
وز روح نثار بر تن او

شوقی ز نیاز من نیازشس
آہی ز خروشس من بنازشس

چون خط شریف دلبر آمد
از نخل امید من بر آمد

لطفی کہ بنامہ اشس نہان بود
بر گشتہ تیغ ہجر جان بود

ہجری کہ بود مراد دلبر
از وصل ہزار بار خوشتر

چون جان برضای دوست بستست
از ہر چہ رضای اوست است

ہمت بمراد او کنم صرف
شد ختم سخن بذکر این حرف

ترجمہ سید قادری خلف الصدق سید ضیاء اللہ از فصل اول نگارش یافت دفرزند دیگرشس سید احمد بن سید ضیاء اللہ بہرہ از علم داشت وحافظ قرآن وقاری خوش الحان بود وبہ تحریر خط نسخ یاقوت راعرق آب خجالت می ساخت ۔ کلام اللہ وتفسیر مدارک بخط او امروز سواد باصرہ را نورے تازہ وجلائے بے اندازہ می بخشد

در سن ہشتاد سالگی بست ویکم ذی الحجہ ۱۱۴۳ھ ثلث واربعین ومائۃ والف بہ گلگشت فردوس اعلی اشتافت۔ و در باغ مقابر آبای خود مدفون گردید و فرزند دیگرش میر سید اشرف بن سید ضیاء اللہ بزرگ عہد بود و بہرۂ از فضیلت داشت وپیوستہ بہ مطالعہ کتاب وتلاوت قرآن وعبادت عالم آفرین تعالی شانہ وتعمیر وقت می کوشید تا آنکہ در عشرۂ رابع بعد مائۃ والف متوجہ نشیمن قدس گردید و برابر والد مرحوم خود بائین درگاہ خواجہ عماد الدین قدس سرہٗ آسایش گرفت۔ سید غلام حسین بن سید محمد اشرف سطور کتب درسی بہ ترتیب از جناب استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی روح اللہ روحہ تحصیل نمود۔ جوانی صالح ومتقی بود ومدۃ العمر پیرامن مناہی نگردید و در عمر سی ویک سالگی با برادر اعیانی خود سید احمدی در ماہ شعبان ۱۱۴۴ھ اربع واربعین ومائۃ متوجہ سفر از وطن شد واین اول سفر او بود۔ در اثناء راہ قریب اٹاوا از دست قطاع الطریق ہر دو برادر بعز شہادت فائز شدند۔

(۴۹) سید عنایت اللہ

بن سید عبد الستار بن سید حاتم بن سید بدر الدین جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سید وارہ فقیہ بے بدل وطبیب بالا دست بود وطبعی بلند وذہنی آسمان پیوند داشت و در عصر خود ریشۂ عجیبی در روایت کشی دواند۔ واستخراج مسائل فقہی را بپایۂ اعلی رساند مفتیان زمانہ اقرار نامہ تفوق او در دست داشتند۔ و روایت طلبان از بلاد دور دست

بخدمت ادمی رسیدند - ابتداے حال قرآن مجید را یاد گرفت و در حوزۂ درس میر سید اسمعیل بلگرامی تربیت یافت - و منازل تحصیل علمی بہ ترتیب عبور نمود و اکثر بہ مطالعہ کتاب اشتغال داشت - فوتش در ۱۱۲۰ھ عشرین و مائۃ و الف واقع شد و در باغ احداث کردہ خود مدفون گردید از اولاد او دو پسر رتبۂ فضیلتی بہم رسانیدند - اول سید محبوب فاضل مستعد بود ہموارہ با فائدہ طلبہ می پرداخت - استاد المحققین میر طفیل محمد روح اللہ روحہ با او خوشش طبعی ہاے نمکین داشتند - در عشرۂ ثالث بعد مائۃ و الف ازین عالم درگذشت - دوم سید مرتضی معروف بہ سید نواب نسخ متداولات را تحصیل کرد - وطبابت از پدر آموخت و سر آمد اطبای شہر شد - خصوص در نبض شناسی دستی عالی بہم رسانید و در ازالۂ مرض مسیحائی بکار می برد تالیفی درین فن جمع کردہ و یازدہم ذی القعدہ ۱۱۵۸ھ ثمان و خمسین و مائۃ و الف نبض حیات او ساقط شد - و در مقابر اسلاف خود آرمید عمرش قریب بہ ہشتاد سال -

(۵۰) میر سید خیر اللہ بلگرامی

از احفاد سید محمود اکبر است برین نہج سید خیر اللہ بن سید عبد الحمید بن سید طیب بن سید عبد القادر بن سید ابو القاسم بن سید خان محمد بن سید محمود اکبر بلگرامی قدس سرہٗ از مستعدان زمانہ و صاحب کمالان یگانہ است ظریف طبع لطیفہ سنج خوش خلق بود و فضائل رضیہ و شمائل سنیہ بسیار داشت و خالی از تشنۂ معنی نبود و مثنوی مولوی را ہم را

دران عصر بہ از و کسے درس نمی گفت وہمیشہ بتقدیم عبادت وشغل کتاب سرمایۂ
اخروی می اندوخت - خلیفہ شاہ محمد صاحب جامع القوانین مثنوی مولوی روم از
خدمت میر سند کردہ ومکتوبے بنام میر در منشات خود آوردہ - عنوان مکتوب این است :-

"مکتوب نہم - بخدمت خلاصہ خاندان اصطفا نقاوۂ دودمان ارتضا - شرافت ونجابت
"دستگاہ میر سید خیر اللہ تحریر یافت - برضمیر خورشید نظیر آن زینت افزاے محفل سخن
"رونق بخش مضامین نو وکہن - نگاہ آموز چشم بینش - چراغ افروز بزم آفرینش نمک خوان
"اہلیت مردمک دیدۂ قابلیت - مبدع قوانین مروت - مخترع آئین فتوت - اختر منیر برج
"نقابت گوہر بے نظیر درج نجابت مجمع الاخلاق منبع الاشفاق واضح ولائح باد"

سید خیر اللہ پنجم شوال روز چہار شنبہ ۱۱۱۴ھ اربعۃ عشر ومائۃ والف بہ جنت الماویٰ
خرامید ودر بلگرام در مقابر آبائے خود مدفون گردید - انتقال میر بموت فجاۃ واقع شد
"روی بیہقی فی شعب الایمان عن ابی اسکن الھجری قال مات خلیل اللہ فجاۃ ومات
داؤد فجاۃ ومات سلیمان بن داؤد فجاۃ ھو تخفیف علی المؤمن وتشدید علی الکافر"

درین محل خامۂ تر دست سلسلۂ گفتگوے دیگرے جنباند وتبقریب واقع سید خیر اللہ واقعہ
سید محمد نوح والد مولف کتاب بعرض ارباب عبرت می رساند - نہم محرم شخصے در بلگرام بموت فجاۃ
در گذشت والد مرحوم بدفن میت پرداختند وبخانہ برگشتند - این سانحہ سرمۂ عبرت در چشم
ایشان کشید وطلسم ہستی ہباءً منثورا بنظر درآمد یا میر سید محمد خلف الصدق علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل
خطاب کردند کہ دو قضیہ ازین قبیل مشاہدہ شد یکے انتقال سید خیر اللہ بن سید عبد الحمید

دوم وفات سید محمود پدر سید لطف اللہ کہ ترجمۂ او در فصل اول در سلک ارادت مندان سید العارفین قدس سرہ نگارش یافت - شب دہم محرم در بلگرام جنازہ جا تشریف بردند آخر در محلہ خود یعنی میدانپورہ بر آمدند - و بر صفہ تابوت امام علیہ السلام نشستند و بعد فصلی بفظ اللہ بر کشیدند و جان بجہان آفرین تسلیم نمودند ؎

سبکروان ز خم آسمان بر آمدہ اند		ز راستی چو خدنگ از کمان بر آمدہ اند	

واین حادثہ شب دہم محرم یک پاس شب باقی ماندہ ۱۱۶۵ھ خمس و ستین و مائۃ والف واقع شد روز شہادت امام علیہ السلام وقتے کہ آفتاب بہ یک نیزہ رسید در باغ محمود نزد قبر والد خود سید فیروز در خلوت کدۂ خاک آسایش گزیدند - عمر شریف ہفتاد سال - راقم الحروف گوید ؎

میر سید لوح آن نخل ریاض بکرست		روز عاشورا علم افراخت در ملک بقا	
سائلی پرسید از آزادِ سالِ رحلتش		گفت حشر والد با باشہید کربلا ۱۱۶۵ھ	

(۵۱) سید محمد فیض بلگرامی

بن سید محمد صادق بن سید صدر جہان بن سید خاتم بن سید بدر الدین جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سید وارہ کسب علوم متداولہ از خدمت میر سید اسمعیل بلگرامی نمود - وعلم حدیث از قطب المحدثین میر سید مبارک بلگرامی سند کرد - و با علامہ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی رابط خاص بہم رسانیدہ و قواعدِ علمی بیش از حصر اخذ نمود - در شمائل النبی ابی عیسی ترمذی و حصن حصین

ترجمہ بزبان فارسی نوشت نام و تاریخ افتتاح ترجمہ شمائل نبی ب ے الف ولام و تاریخ ختم کہ در سنہ ۱۰۹۶
ست تسعین والف دست داد سید ضیاء اللہ بلگرامی درین قطعہ نظم ساختہ

چو سید فیض منطوق فضائل	مبرجم ساخت از جہد کماہی
سزد گر چرخ ذکر سعی خیرش	علم گرداند از مہ تا بہ ماہی
بحمد اللہ کہ شد این گنج معنی	نصیب عہد عالمگیر شاہی
ز یمن صحبت سید مبارک	خدا کردش باین دولت مباہی
خرد تاریخ ترتیبش رقم زد	زہے گنجینۂ فیضِ آلہی

مخفی نماند کہ زمینداری بلگرام تعلق بہ قبائل اربعہ محلہ سید وارہ دارد۔ سید محمد فیض در عصر خود این عہدہ را بہ رونق تمام سر انجام داد۔ ولواے دبدبہ و شوکت بآسمان افراخت اتفاقاً او را با خان عالم نامی حاکم شہر نزاعی روداد بست و نہم رمضان ۱۱۰۳ھ ثلث و مایہ والف کار بجدال و قتال انجامید۔ خان عالم غالب آمد۔ واثاث البیت سید محمد فیض مجموع بتاراج رفت۔ درین ہنگامہ ترجمہ مسطور ہم برہم خورد۔ سید محمد فیض کمر بہ تدارک بست و از بلگرام قصد دکن معسکر عالمگیر خلد مکان کرد۔ علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی بپاس ربط قدیم درین سفر بر قامت سید محمد فیض پرداخت۔ و درین وقت کہ آشنایان بیگانہ می شوند اداے حقوق آشنائی بر خود لازم گرفت سید محمد فیض بہ اردوے عالمگیری رسیدہ ماجرا بہ مسامع خلافت رسانیدہ خان عالم را از حکومت بلگرام معزول ساخت و بہ وطن عطف عنان نمود۔ درین وقت ترجمہ را تلاش کرد۔ چند جزو از وسط کتاب بدست آمد۔ بار دیگر ہمت

به ترتیب ترجمه گذاشت و دوازدهم ذی الحجه سنه ۱۱۱۲ اثنا عشر و مائة والف باتمام رسانید۔ تاریخ ختم ثانی این فقره یافت۔ "قد تم بعون اللہ الاحد و رسولہ احمد" استاد المحققین میر طفیل محمد نور اللہ مرقدہ مدتہا بخانہ سید محمد فیض تشریف داشتہ اند۔ مشار الیہ دقائق خدمت گزاری کما ینبغی مرعی می داشت وفاتش در سنہ ۱۱۳۰ ثلثین و مائة والف واقع شد۔ قبرش در بلگرام بر چبوترہ کہ در حین حیات برائے دفن خود ساخت عمرش قریب بہ شصت سال۔

(۵۲) سید محمد باقر بلگرامی

از سادات پچ ہٹیہ ساکن محلہ میدانپورہ اولاد سید محمد صغریٰ است قدس سرہٗ باین طریق سید محمد باقر بن سید داور بخش بن سید ابوالفتح بن سید عبدالباقی بن سید کمال الدین بن سید حسین بن سید فضل اللہ۔ باقی نسب در فصل اول تحت ترجمہ سید اجل تحریر یافت۔ سید محمد باقر فاضل جیّد صاحب طبع بود۔ و در فن لغت عربی خوض لانہایہ داشت۔ کسب کمال بخدمت سید فرید الدین معروف بہ سید بدلی بلگرامی کرد۔ بعدہٗ بہ جناب سید نور اللہ برادر اعیانی سید العارفین میر سید لطف اللہ قدس اللہ اسرارہما تلمذ نمود۔ ذکر ہر دو استاد والانژاد در فصل نخستین تقدیم یافت آخر الامر از صحبت علامہ نامی میر عبدالجلیل بلگرامی استجلاب فوائد کرد۔ و در ہر فن دستگاہی بہم رسانید و خط شیرین بدست آورد۔ و شان خط علامی مرحوم اختیار کرد۔ و در سنہ ۱۱۳۱ احدی و ثلثین و مائة والف رخت سفر از خاکدان فانی بہ ریاض جاودانی بربست۔ عمرش قریب بہ شصت سال۔ خوابگاہ بلگرام۔

(۵۴) سید عبد اللہ

از بعض طبقات سادات بلگرام ساکن محلہ میدان پورہ ست۔ در علوم عربی وفارسی وہندی استعداد عالی داشت۔ ودر فنون درسی تلمیذ قاضی علیم اللہ گہندوی بود۔ وخطوط بہ ہفت قلم نگارشں می نمود۔ ودر فنون سپاہگری واستعمال اسلحہ وآلات حرب واکثر صناعات اہل حرفہ وقوفی داشت۔ ودر بریدن گل کاغذین کارہاے دست بستہ می کرد۔ ہموارہ صاحب اعتبار زیست۔ واکثر بہ رفاقت نواب مبارز الملک سربلند خان بسر برد وبخدمت عدالت عسکر می پرداخت۔

شیخ قوام الدین احمد آبادی۔ بافقیر نقل کرد کہ چون سربلند خان تولی کرت اولی در سنہ ۱۱۲۴ اربع وعشرین ومائتہ والف ناظم صوبہ احمد آباد شد۔ سید عبد اللہ را منصب صدارت احمد آباد تفویض نمود۔ سید باارباب وظائف وادرارات سلوک پسندیدہ کرد۔ وغربا وضعفا را بہ احسان فراوان نواخت۔ استعداد سید بلند بود۔ شاہ اسد اللہ نبیرہ وصاحب سجادہ شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی قدس سرہ شرح مواقف بخدمت سید گذرانید۔ ومن ہدایہ فقہ تحصیل نمودم وفی مابین مولانا نور الدین وسید من واسطۂ ارتباط شدم۔ وبخدمت مولانا گفتم کہ در عہد حکومت محمد اعظم شاہ فلان فاضل را بتقریب ضیافت خواندید ومباحثہ علمی درمیان آوردہ صحبت را منجر بہ رنجش ساختید۔ الحال چنین نباید کرد۔ این معنی را بخدمت سید ہم اظہار نمودم۔ سید گفت چرا این طور حشر بر زبان آوردید۔ ذکر علمی مضائقہ ندارد بلکہ سبب افادہ

واستفادہ است ۔ سید بخانہ مولانا تشریف آورد ۔ وذکر علمی درمیان آمد ۔ سید باستعداد تمام سخن کرد نوعے کہ مولانا وسائر مستعدان مجلس محظوظ شدند ۔ ولب بہ تحسین وآفرین کشودند ۔ آخر الامر اورا در دار الخلافہ شاہجہان آباد بیماری استسقا عارض شد بہمان حالت در بلگرام آمد وبہ فرصت کمی جان بہ جہان آفرین سپرد وسمت غربی باغ محمود در مقابر قبیلۂ خود مدفون گردید ۔ وکان انتقالہ ۱۱۳۲ھ اثنین وثلثین ومائۃ والف نام قاضی علیم اللہ کچندوی در فصل اول چند جا گذشت دریں فصل ہمین جا بتقریب تلمذ سید عبد اللہ مذکور شد چون این فصل انجمن جماعۂ فضلا است معرف قلم ذکر قاضی برمسامع مجامع عرض می دارد ۔

(۵۴) قاضی علیم اللہ کچندوی

کچندو بہ کاف تازی وجیم فارسی مفتوحتین ونون ساکن ودال مہملہ قصبۂ ایست برلب دریاے گنگ چہار کردہ از بلگرام ۔ قاضی از اولاد اخی جمشید راجگیری واز مشاہیر علماء این دیار است ۔ روزگارے بر قاضی حبیب اللہ سندیلوی تلمذ کرد ۔ وفاتحۂ فراغ از ملا لطف اللہ کاکوروی گرفت ۔ ودر کچندو بر مسند قضاء موروث متمکن گشت وافادۂ طلبہ پیش نہاد ہمت ساخت ۔ بعد چندی عزل قضا اتفاق افتاد قاضی بہ دکن رفتہ خلد مکان را ملازمت کرد ۔ چون سادہ وضع واز فنون زمانہ یگانہ بود ۔ ودر اوصاف واخلاق یاد از صحابۂ کرام می داد ۔ بادشاہ را حسنِ اعتقادی بہم رسید ۔ قضا بدستور سابق

ارزانی داشت۔ ودہی بطریق سیورغال از مضافات بانگرمؤ وصد ہون نقد از طلائے
مسکوک دکن وقت رخصت رعایت نمود۔ قاضی بہ وطن اصلی عود کرد وتتمہ ایام زندگانی
بہ افادۂ علوم ربانی صرف ساخت ودر سنہ ۱۱۱۵ خمسۃ عشر ومائۃ والف بہ روحانیان پیوست
نعش او را از کجنہ و بہ راجگیر بردہ در جوار مرقد منور اخی جمشید قدس سرہٗ
دفن کردند۔

اما مولوی لطف اللہ کوروی استاد قاضی علیم اللہ عمدہ علماء عصر بود۔ ودانشمندان
بسیار از درسگاہ او نشو ونما یافتند۔ از انجملہ مولوی علی اصغر قنوجی نور اللہ ضریحہ بن شیخ عبد الصمد
عالم بالادست وعامل خدا پرست بود۔ نسبتش بہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منتہی می شود
بعضے اجداد او بہ تصاریف روزگار از مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ بہ کرمان افتاد
ودر آنجا بار اقامت کشاد۔ یکے از اسلاف او مولانا عماد الدین کرمانی است صاحب
فتاوائے عمادیہ۔ شیخ مبارک فرزند مولانا عماد الدین مذکور از کرمان متوجہ ہندوستان شد
وطرح اقامت در بلدۂ قنوج ریخت۔ از ان وقت اعقاب او درین بلدۂ فاخرہ سکونت دارند
مولوی علی اصغر در سن شباب شوق علم بہم رساند مختصرات ومتوسطات از مواضع متفرقہ تحصیل
نمود۔ ومطولات از مولوی لطف اللہ کوروی روح اللہ روحہ فرا گرفت۔

شیخ احمد ملا جیون امیتوی کہ ذکرش گذشت ومولوی علی اصغر ہر دو باہم
نزد مولوی لطف اللہ فاتحۂ فراغ خواندند۔ مولوی علی اصغر جانب
لکھنؤ شتافت۔ وبا شیخ پیر محمد لکھنوی قدس سرہٗ بیعت کرد۔ واربعینات کشید۔ واجازت

ارشاد گرفته به قنوج مراجعت نمود۔ وتا نفس واپسین پا در دامن عزلت پیچید۔ ومدت شصت سال درس گفت۔ خلقے کثیر در حوزهٔ درس او منتہاے فضیلت حاصل کردند۔ و در آخر عمر تفسیری بر کلام اللہ نوشت مسمی به ثواقب التنزیل۔

فقیر دو سه صحبت مولوی را دریافت ذات قدس معلی بود۔ در ۱۱۴۰ الله اربعین ومائة والف متوجه دار البقا گردید۔ پیش مسجد خود زیر صفه مدفون گشت۔ راقم الحروف این مصراع تاریخ یافت ؎

شد نہان آفتاب صبح علوم

(۵۵) میر عبد الہادی

بن میر عبد الواحد اصغر بن میر سید طیب بن میر عبد الواحد بلگرامی قدس اللہ اسرارہم سید عالی مقدار و دانش مند بلند اقتدار است۔ نسخہ جامع معقول ومنقول ولوح محفوظ فروع واصول۔ حسن سیرتش تفسیر انك لعلی خلق عظیم وحسن صورتش توضیح ماھذا بشرا ان ھذا الا ملك کریم در ریعان آگاہی نطق ہمت با حراز کمالات انسانی بربست۔ وکتب مبادی تحصیل از خدمت میر سید اسمعیل بلگرامی استفادہ نمود۔ بعد انتقال میر خود را به حلقهٔ درس مولوی سید قطب الدین شمس آبادی رسانید۔ وکتب اواسط از جناب مولوی اخذ کرد۔ از انجا به حوزهٔ درس ملا قطب الدین شہید سہالوی پیوست۔ وبقیه تحصیل به انجام رسانید ورسم فاتحهٔ فراغ بجا آورد۔ وعلم امتیاز در تلامذه

حضرت ملا برافراشت۔ و بہ وطنِ اصلی معاودت نمودہ ہنگامہ درس گرم ساخت۔ اکثر مستعدانِ عصر از جناب سید کسب کمال نمودند و مرتبۂ مولویت حاصل کردند۔ بعد چندین بہ اقتضائے حرکاتِ فلکی عازمِ اردوے خلد ارکان گردید و بہ عطائے منصبی و تفویض بعضے خدمات صوبہ الٰہ آباد و موضع نیدکی از توابع صوبۂ مذکور سمتِ امتیاز پذیرفت۔ آخر دست از ہمہ باز کشیدہ رخت بہ وطن مالوف کشید۔ و مرکز وار قدم افشردہ حلقۂ درس برخود فراہم آورد۔ و لبقیۃ العمر بہ افادۂ علوم و صحبت اہل کمال خوش گذرانید۔ و بستم شہر ربیع الاول ۱۱۳۳ھ ثلث و ثلثین و مائۃ و الف بہ عالم قدس خرامید۔

(۵۶) شیخ جمال اللہ

از شیوخ فرشوریِ بلگرام ساکن محلہ میدان پورہ و احفاد قاضی الہداد است کہ ترجمہ اش بالا گذشت۔ مردے دردمند۔ بسیار خلق و متواضع بود۔ و بہرہ وافی از فضیلت داشت۔ و دوام بہ شغل کتاب و افادۂ طلبہ می پرداخت۔ روزے در مجلس ما فقیر گفت کہ در نہر الفائق و دیگر کتب فقہ گوید در باب امامت صلوٰۃ کہ المتیمم عن الجنابۃ اولی بالامامۃ من المتیمم عن الحدث اگرچہ قول مجتہد ما را سند است و وجہی داشتہ باشد اما دل می خواہد کہ علم بہ وجہ حاصل شود۔ گفتم ہمین وقت وجہی بہ خاطر رسیدہ کہ تیمم جنب بہ منزلۂ غسل است و تیمم محدث بہ منزلۂ وضو پس صاحب طہارت کبریٰ اولیٰ باشد بامامت از صاحب طہارت صغریٰ چہ احتمال دارد کہ جنب و محدث را پیش ازین جنابتی بلا شعور ایشان

عارض شده باشد پس صاحب طهارت کبریٰ از نجاست حکمی سابق وحال طاهر گشت واحتمال ورود مرتفع گردید۔ وصاحب طهارت صغری ازین احتمال خالی نیست ودرصورتیکه مغتسل ازجنابت ومتوضی ازحدث جمع شوند احتمال نجاست حقیقی هم از مغتسل مرتفع می شود۔

واو در پایانِ عمر جانب گجرات احمد آباد حرکت کرد۔ ودرشهر برووده که از گجرات فاصله چهل کروه دارد بیمار شد۔ ودر ۱۱۳۷ھ سبع وثلثین ومائة والف بادیه سفر آخرت پیمود۔ وهمانجا مدفون گشت۔ عمرش قریب پنجاه و پنج سال۔

(۵۷) میر احمد

بن سید عبد الله بن سید محمود اصغر بلگرامی قدس سرهٗ والد میر دراصل سید عبد اللطیف برادر اعیانی سید عبد الله است۔ چون سید عبد الله پسر نه داشت میر احمد را به فرزندی گرفت و در نقش نگین خود احمد بن عبد الله ساخت۔ لهذا این نسبت بین الجمهور اشتهار دارد صاحب فضائل وحسن شمائل بود۔ ودر اقران وامثال وبمزید وجاهت وعمدگی امتیاز داشت۔ ذکر برادرش سید معین الدین درضمن ترجمهٔ سید جان محمد بعد ازین می آید۔

سید احمد را درعرف مدا وسید معین الدین را مونان می گفتند۔ چون هر دو برادر تمام عمر به ثروت وجمعیت گذرانیدند ودرمردم شهر ضرب المثل بود که "مدا مونان سدا سونان" سید احمد خط نستعلیق وشکسته به جودت می نوشت۔ ودرفن سیاق دستی قوی داشت

ضابطہ او چنین بود کہ ہر روز بلا ناغہ بعد ادا ے نماز صبح دو ورق کتابت می کرد۔ وازین التزام کتب بسیار از قلم جواہر رقم او صورت گرفت وامروز حاضر است۔

میر جواد بے مثل وشجاع بے نظیر بود۔ واز طرف نواب مکرم خان بن نواب شیخ میر عالم گیری بہ حکومت موضع بہاسو بعدہ موضع داسنہ وغیرہ از توابع دہلی پرداخت وکوس دیانت می نواخت وبا وصف اشتغال حکومت اوقات گرامی را بہ تقدیم عبادت الٰہی ماموری داشت۔ وچہارم جمادی الاولی سنہ ۱۰۹۶ ست وتسعین والف بریاض فردوس خرامید۔ انتقال او در شہر مراد آباد قریب بلدۂ سنبل واقع شد۔ سید معین الدین برادر خود را وصیت کردہ بود کہ نعش او را بہ وطن رسانند۔ جسد او را اول در مراد آباد بہ خاک امانت گذاشتند وبعد شش ماہ بہ بلگرام آوردہ در باغ محمود دفن ساختند۔ کاتب الحروف آیہ کریمہ وتحیتہم فیہا سلام ۱۰۹۶ھ تاریخ بر آورد۔

میر در عہد سلطان اورنگ زیب عالم گیر خلد مکان مطابق سنہ ۱۰۹۲ اثنین وتسعین والف در کنار باغ محمود چاہے ساختہ کہ ہم چشمی با کوثر دارد۔ وازان وقت مجموع ساکنان محلہ میدانپورہ وحوالی آن آب ازین چاہ می خورند۔ مولف کتاب تاریخ درین قطعہ ضبط کردہ

محیط جود واحسان میر احمد	کہ فیضش در جہان گردید ساری
عمارت کرد چاہے خیر بنیاد	کہ دارد تا قیامت استواری
ز آب حوض کوثر جام سرشار	جزاے این عمل باید زیاری

بکام تشنگان تاریخ سائش		رقمہ کردم زلال خیر جاری سنہ ۱۰۹۲	

میراز اقران سید ضیاء اللہ مرقوم الصدر است و محل ترجمۂ او مقدم بود لیکن برائے
اتصال ترجمۂ او با ترجمۂ علامہ مرحوم میر عبد الجلیل درین مقام آوردہ شد پیشتر گذارش
یافت کہ میر احمد و سید ضیاء اللہ باہم روابطہ روحانی داشتند۔ و درین محل از مکاتیب
جانبین دو نامہ بربالِ کبوتر روزگار مے بندم :-

نامۂ سید ضیاء اللہ بہ میر احمد

در خرمن کائنات کر دیم نگاہ		یک دانہ محبت است و باقی ہمہ کاہ	

سبحان اللہ زہے آن یک دانہ در جنبِ قیمت آن گوہر یک دانہ کم از دانۂ خشخاش است۔ ابوت
نبوت پناہ آدم صفی اللہ علیہ السلام در طلب این دانہ از فقدان نعمتِ بہشت نیندیشید
و ہر تعبے و شدتے کہ فرا پیش آمد بہ اختیار کشید۔ یعقوب علیہ السلام از شوق این دانہ بہ حالے
دانہا سے اشک ریخت کہ وابیضت عیناہ من الحزن مفسرآن شد صدر نشین
محفلِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از آنے کہ استغنا بآن دانہ بہم رساند چندان غنا حاصل
کرد کہ ہر چند کوہہائے مکہ را طلا ساختہ بحضرت حضور پیدا آوردند بگوشۂ چشم نہ گریست۔
ورفعنا لک ذکرک مبین این ہمت است۔ بالجملہ ہیچ متنفسی درین عالم نیست
و نبودہ و نخواہد بود کہ اثرے ازین خیال در سر نداشتہ باشد۔ مجنون بیچارہ سرگشتہ ہمین طلب
از جہان رفت۔ فرہاد مسکین نیز درین ذوق جان داد۔ زلیخا بہ قوت ہمین دانہ پسر را از کنار

"پدر جدا ساخت - وا سے بر دانا سے کہ از طلب این دانہ نادانانہ گذشت - آمدیم برسر
"مدعا بندہ ہر چند با مذاق طیبۂ محبان و حوصلہ ایشان آشنا سے ندارد لیکن بہر حال یک گونہ
"لذت سماع پیدا کرد کہ باستناد آن می زید - وازینجاست کہ خود را خاکپا سے اہل محبت
"می شناسد - اما ہیچ معلوم نشد کہ آن عزیز دانۂ خود را کہ مقسوم ازل است بگرپیش طائر سے
"انداختند کہ چیدہ پرواز کرد یا براتب توسن سفر برآمیختند کہ بہ گلو فرو کشید - کیفیت بے
"توجہی را نوعی کہ واقعی است پیدا بر نگارند کہ رافع خدشات باطن گردد - بر تقدیر سے کہ مخلص
"را از رعایت حقوق دوستانہ مقصر دانستہ عوض نمودہ باشند - جا سے آن دارد - اما چون
"عوض بدی بہ بدی در مذہب دوستی نا محمود است بایستے کہ نظر بر تقاعد و تکاسل این
"طرف نینداختہ بادا سے احسان از خود می شدند - و بہ ابنا سے احوال بہمت اشتمال
"مرہون منت می ساختند مگر عہود حمی و حقوق صبا از یاد رفت ؎

" اے عجب آن عہد و آن سوگند کو		وعدہا سے آن لبے چون قند کو	
" گر فراق بندہ از بد بندگی است		چون تو باید بد کنی پس فرق چیست	"

جواب میر احمد بہ سید ضیاء اللہ

" نامہ عنبرین شمامہ مشام یگانگی را عطر آمود ساخت - و خاطر پراگندہ را بہ جمعیت فراہم آورد -
" ملا زنا گرانباری کوہہا سے محبت بہ حکم انا عرضنا الامانۃ علی السموٰت والارض
" معلوم است کہ ہیاکل افلاک باچنان رفعت و سائر کونات باآن ہمہ عظمت در تحمل این بارجیم

" بریچ تاب خوردند وپشت خم گشته سر انکار باززدند۔ وسرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم بچہ آسانی برگرفت
" واولیاء امت قدس اللہ اسرارہم بہ طفیل متابعت آنرا از دانہ ختنی اش ہم کمتر انگاشتند
" دبدوش نیاز برگرفتہ نعرۂ ہل من مزید زدند۔ لکن ماحیوان صفتان ازان دانہ ہمین دانہ پنداشتیم
" کہ ثمرہ اش سہو ونسیان وبرگش غفلت وعطلت است الحمد للہ والمنہ کہ فریاد انا ظلمنا عذر خواہ
" است واشک ندامت شوئیندۂ داغ گناہ ہے

"	بغیر از عذر تقصیر اندرین راہ		ندارد چارۂ بیچارہ درویش	

" باری باستمداد ہمت عزیزان وبرکت انفاس ایشان امید ہست کہ پردۂ غفلت ونسیان از پیش این
" خیراندیش برانداختہ شود وذرۂ از عالم محبت نصیب گردد ہے

"	کوتاہ کنم سخن کزین بس		وصل است جواب نامہ وبس	"

(۵۸) میر عبد الجلیل نور اللہ ضریحہ

خلف الصدق میر احمد مرقوم باتفاق جمہور از خواص اتقیا واجلۂ علماء عالی مقدارند
ودر تزکیۂ قلب وتصفیۂ باطن وتقدس ذات وجلائل صفات یگانۂ روزگار ہموارہ دل بیاد
سلطان حقیقی بستند۔ دکمر بخدمت سلطان مجازی ہے

مرد حق درعین دنیاداری از دنیا بری ست		ملک در دست سلیمان نیست در انگشتری ست

وازمناقب عظیمۂ ایشان این کہ بہ یمن طالع بیدار شاہ ولایت کرم اللہ وجہہ را در خواب
مے بینند ودست بیعت مے دہند۔ ودر قصیدۂ منقبت زبان بادای شکر این عطیۂ کبری

مے کشایند کہ ۵

دین پناہا تفضّل آگاہا	دلِ پاکِ تو شمعِ عرفان است
کردہ ام بیعتِ تو در رویا +	این سعادت ز فضلِ رحمن است
دستم آخر گرفتۂ بہ کرم	مے شناسم کہ این چہ احسان است
من و این رتبہ از کجا لیکن	مور پروردۂ سلیمان است

و در عالم بیداری اویسی سید یسین حموی صاحب سجادۂ غوث صمدانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ بودہ اند و غائبانہ بیعت حاصل کردہ۔ آن جناب کتب اوائل بہ مشارکت استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی قدس سرہٗ بخدمت میر سید سعد اللہ بلگرامی گذرانیدند بعدہٗ در قصبات پورب سائر و دائر گشتند۔ و کتبِ اواسطہ از مواضع متفرق کسب نمودند و آخر در حلقۂ درس شیخ غلام نقشبند لکھنوی سر رشتۂ تحصیل بہ انتہا رسانیدند۔ و علمِ حدیث از قطب المحدثین میر سید مبارک بلگرامی نور اللہ مضجعہ سند نمودند۔ و در جمیع علوم عقلی و نقلی خصوص حدیث و تفسیر و لغت و فنون عربیت و تاریخ و موسیقی اقتداری عظیم بہم رسانیدند حافظۂ شریف بہ مرتبہ بود کہ قاموس اللغہ من اولہ الی آخرہ از بر داشتند۔ و احادیث نبوی و اسماء الرجال و اشعار و امثال و اخبارِ فنِ تاریخ آن قدر مستحضر بود کہ محاسب اندیشہ بی بہ کمیت آن نمی تواند برد چشم روزگار کہن سال صاحب کمالی باین جامعیت کم مشاہدہ کردہ نام بلگرام بہ میامن وجود فائض الجود شہرۂ آفاق گردیدہ۔ ملاقات آن جناب با سید علی معصوم مدنی مصنف سلافۃ العصر در اورنگ آباد دکن اتفاق افتاد۔ سید علی جی گفت

من در تمام عمر خود جامع علوم مثل میر عبد الجلیل ندیدم - ترجمہ سید علی معصوم در دفتر ثانی مسطور می شود و شیخ غلام نقشبند لکھنوی قدس سرہٗ ہمیشہ تعریف و توصیف می نمود۔ شیخ غلام نقشبند دائرۂ تاریخی از نتائج فکر خود بہ علامۂ مرحوم فرستادند و طریق وضع دائرہ بر زبان قلم نیاوردند۔ آن جناب بقوتِ فکر کنہ دائرہ دریافتہ دائرۂ دیگر با زیادت لطافت از خود طرح کردہ بحضرت شیخ ارسال داشتند۔ حضرت شیخ مکتوبی بخط خاص قلمی فرمودند کہ نسخۂ اش این است :-

"میر والا مدارج انسانی مجمع فیوضات ربانی سلامت گرامی نامۂ خلعت شمامہ مشتمل بر رسیدن بلگرام و تفویض

" خدمت بخشی گری و وقائع نگاری گجرات رسید مسرت فراوان بخشید۔ الحمد للہ کہ بر وفق خواہش دوستان

" با جمعیت این طرف تشریف آوردند۔ فقیر را مخلص صمیم دانستہ از یاد و دعا غافل ندانند حق سبحانہ

" ہمیشہ در ترقی جمعیت نشاتین دارد۔ دیگر رسالۂ اعجاز طراز و دائرہ رسید زبان از مدحت آن قاصر است

" حقا کہ ذات سامی آیات درین زمانہ بے عدیل است اللہ تعالی این افادہ مستدام دارد زہے فطرت

" صائب و ذہن ثاقب کہ سرش معلوم نمودہ دائرہ از خود وضع نمودند غرض کہ کمال سامی از تحریر بیرون است

" دیگر از اشتیاق گرامی صحبت چہ برگذارد اللہ تعالی بوجہ احسن میسر آرد والسلام" انتہی المکتوب۔

و بر طریق دائرۂ مذکور محرر سطور ہم دائرہ تاریخ وصال علامۂ مرحوم طرح کردہ در مجلد ثانی خواہد آمد۔

آن جناب بعنایات سرمدی از دولت نشاتین کامیاب بودند۔ و بمنطوق آیۂ فیض پیرایۂ و آتیناہ فی الدنیا حسنۃ و انہ فی الآخرۃ لمن الصالحین از جمعیت

صوری و معنوی حظی وافر داشتند۔ ابتداے حال باتفاق استاد المحققین میر طفیل محمد روح اللہ روحہ بارادۂ تحصیل علم قصد مستقر الخلافہ آگرہ کردند۔ و با نواب فضائل خان میر منشی خلد مکان کہ دران ایام از ملازمت سلطانی وا ماندہ دران بلدہ گوشہ نشینی اختیار کردہ بود برخوردند و بہ اعانت او چندی درآن مقام رحل اقامت افگندند تا آنکہ شاہ حسین خان از درگاہ خلد مکان بہ دیوانی سرکار لکھنو مامور شدہ از دکن بہ اکبر آباد رسید آن جناب بہ رفاقت شاہ حسین خان از اکبر آباد بہ لکھنو آمدند و مدت پنج سال در آنجا بسر بردند و از خان مذکور رعایات فراوان مشاہدہ کردند۔ ابتداے ترقی صوری از اینجا است و تلمذ بخدمت شیخ غلام نقشبند لکھنوی قدس سرہٗ درین ایام واقع شد و چون شاہ حسین خان از دیوانی لکھنو معزول شدہ۔ بہ دیوانی صوبۂ پتنہ منصوب گردید در رفاقت او بہ بلدۂ پتنہ تشریف بردند و چندی دران الکہ بہ جمعیت گذرانیدند و بہ تقریبی آمدن بلگرام اتفاق افتاد۔ درین ایام سید محمد فیض زمیندار بلگرام بعلت حادثہ خان عالمی چنانچہ در ترجمۂ او سابق تحریر یافت۔ بارادہ درگاہ خلد مکان عازم دکن شد۔ علامۂ مرحوم بنابر ربطی کہ با سید محمد فیض داشتند کمر رفاقت بربستند و باتفاق خود را باردوے خلد مکان رسانیدند ملاقات آن جناب با ناصر علی در اورنگ آباد درین سفر واقع شد و بفرصت کمی معاودت بلگرام دست داد۔ درین ایام خبر رسید کہ شاہ حسین خان در مرشد آباد دار الملک بنگالہ پیالۂ مرگ چشید۔ آن جناب در تاریخ می فرمایند ؎

خانِ خورشید نسب شاہ حسین		ذاتِ او مظہر آیاتِ جلی	

آن امیری که در انواع شکوه	داشته مرتبۂ بے بدلی
گوہر فکر وزیرانِ جہان	پہلوی رائے منیرش علی
در ہزار و صد و ہشت از ہجرت	کرد نہضت بہ ریاضِ ازلی
سال تاریخ خرد گفت چنین	باد حشرش بہ حسین بن علی

بعد وفات شاہ حسین فرزند ارجمندش میر محمد رضا ہم زلف شاہزادہ عظیم الشان بن شاہ عالم از بنگالہ ارادۂ آستانِ خلد مکان کرد و واردِ بلگرام شد و در دیوان خانۂ علامۂ مرحوم روزے چند آرام گرفت و او و علامۂ مرحوم باتفاق در ۱۱۱۱ھ احدی عشر و مائۃ والف رہگرائے دکن شدند۔ و بعد از طی مراحل و قطع منازل در اسلام پور[۵] از توابع بیجاپور سرادقِ عالم گیری را دریافتند۔ روزے علامۂ مرحوم دار و مجلس میرزا یار علی بیگ سوانح نگار حضور معلی شدند۔ میرزا ضابطہ داشت کہ ہمیشہ کتاب قاموس تصحیح و مقابلہ می کرد و اوقات را صرف این شغل می ساخت۔ آن جناب اشکالی چند از قاموس بر مستعدان محفل عرض کردند۔ ناخن اندیشۂ ہیچ کس بگرہ کشائی وا نرسید۔ آخر آن جناب بافادۂ حل مقامات پرداختند و حضار لب بہ تحسین کشودند۔ میرزا یار علی بیگ لوازم قدرشناسی چنانچہ باید بجا آورد و باظہار کمالات صوری و معنوی خاطرِ بادشاہ را متوجہ ساخت۔ بادشاہ بہ منصبِ شایستہ و جاگیر چند از محال سائی پور قریب بلگرام و خدمت بخشی گری و وقایع نگاری گجرات شاہ دولہ پیرایۂ امتیاز بخشید۔ آن جناب تاریخ خدمت چنین انشا کردند ؎

[۵] غالباً اسلام پوری خواہد بود۔

	مرا از جناب خلافت عطا شد خرد گفت تاریخ تفویض خدمت		زروے کرم خدمت عیش افزا وقائع نگاری گجرات زیبا	

آن جناب از دکن اول قصد وطن کردند و در ذیحجہ سال مسطور بوصول بلگرام مسرت اندوختند۔ و در محرم ۱۱۱۳ثلث عشر و مائۃ والف از بلگرام متوجہ گجرات شدند و غرۂ شہر ربیع الاول ہمین سال گجرات را مورد برکات ساختند و قریب چہار سال ہر دو خدمت را باستقلال تمام سرانجام دادند۔ و در ۱۱۱۶ست عشر و مائۃ والف عزل درمیان آمد آن جناب متوجہ وطن شدند و در ماہ جمادی الاولیٰ ازین سال سواد بلگرام را از پرتو قدوم منور ساختند۔ درین وقت از ولادت مولف اوراق سہ ماہ گذشتہ بود۔ میرزا یار علی بیگ غائبانہ نقش قدردانی زد۔ وہم درین سال بخدمت بخشی گری وسوانح نگاری و وقائع نویسی سرکار بھکر و سرکار سیوستان از پیشگاہ خلد مکان براے ایشان گرفت۔ و سند درست کردہ بمصحوب قاصدے اجیر روانہ بلگرام ساخت۔ و قلمی نمود کہ عوض دو خدمت چند خدمت تفویض شد۔ باید کہ تعب سفر دکن نہ کشند و از وطن روانہ مکان خدمت شوند۔ و قاصدے دیگر با نقل سند جانب بھکر و سیوستان فرستاد۔ و از تقرر خدمات با علامۂ مرحوم مروم آنجا را اعلام نمود۔ قضا را قاصدے کہ رخصت بلگرام یافتہ بود در اثناے راہ تلف شد۔ چون زمانہ بسیار از میعاد قاصد گذشت۔ میرزاے قدرشناس سند ثنی از دفاتر بادشاہی درست کردہ با قاصدے ارسال بلگرام نمود۔ آن جناب بعد وصول این نوید در ماہ جمادی الاولیٰ ۱۱۱۷سبعۃ عشر و مائۃ والف از بلگرام سمند عزم جانب

ملک سند به خراشش آوردند۔ و بست و چهارم رجب المرجب سال مذکور بلدهٔ بهکر از
جلوهٔ والا برافروختند و مسند خدمت را به تمکین عالی زینت بخشیدند۔ و بعد رحلت خلد
مکان چون قدر و منزلت آن جناب نقش خاطر شاهزادها و جمیع ارکان سلطنت بود
در طبقات لاحقه بے آنکه از بهکر حرکت کنند ارکان سریر خلافت در هر عهد سند استقلال
خدمات ارسال نمودند تا آنکه در عهد محمد فرخ سیر بادشاه از نیرنگی قدرت الهی پرگنهٔ جتوی
از توابع سرکار بهکر ریزهاے نبات مثل ژاله خورد از ابر بارید۔ و به نزول این حلاوهٔ غیبی
کام و زبان عالمے شیرین گردید۔ آن جناب درین سانحهٔ غریب رباعی انشا کرده در فرد
وقایع معروض بارگاه خلافت داشتند که ؎

فرخ سیر آن شهنشه با برکات — چرخ از ادبش شده شیرین حرکات
در سند از یمن عهد عشرت مهدش — بارید سحاب ریزهٔ قند و نبات

میر جمله سمرقندی که دران زمان رائق و فائق مهمات سلطنت بود و سوانح حضور معلی
باو تعلق داشت در آخر صدر الصدور شد به مجرد ملاحظهٔ فرد وقائع بے آنکه حکم به تحقیق کند
حمل بر خلاف واقع نموده در اوائل سنه ۱۱۲۶ ست و عشرین و مائة و الف معزول ساخت
آن جناب در همین سال از بهکر جانب دار الخلافه شاهجهان آباد حرکت کردند و در خلوتے
که نواب قطب الملک سید عبد الله خان وزیر اعظم و امیر الامرا حسین علیخان یکجا بودند
کیفیت به معرض اظهار آوردند و رباعی مسطور به سمع رسانیدند۔ امیر الامرا در همان مجلس حکم
بحالی خدمات فرمود و آن جناب سند حاصل کرده به بلده بهکر فرستادند۔ و شیخ محمد رضا بهکری

فرستادند۔ و شیخ محمد رضا بھکری را غایبانہ نائب ساختند۔ و در سنہ ۱۱۳۰ ثلثین و مائۃ والف
خود مستعفی شدہ خدمات را بنام فرزند ارجمند میر سید محمد مدظلہ گرفتند و در سنہ ۱۱۳۲ اثنین و ثلثین
و مائۃ والف بعد شانزدہ سال بلگرام را از مقدم سامی مستسعد ساختند۔ و یک سال
اقامت گزیدہ متوجہ دار الخلافہ شاہجہان آباد شدند کاتب الحروف در وقت مقدم شریف
بوطن ہفدہ سالہ بود و این اول رویت است کہ در سن شعور فقیر واقع شدہ و بندہ
و میر محمد یوسف کہ ماہر دو دختر زادہ حقیقی آن جنابیم بہ شرفِ تلمذ سعادت اندوختیم۔ و سند حدیث
مسلسل بالاولیہ و حدیث الاسودین و اجازت اکثر کتب احادیث حاصل کردیم بعدہٗ
در سنہ اربع و ثلثین و مائۃ والف ماہر دو برادر بہ دار الخلافہ شاہجہان آباد رفتیم و در آنجا
قریب سہ سال صحبت عالی دریافتیم۔ و بعض کتب حدیث و برخی از کتاب قاموس
و فنونِ دیگر کسب نمودیم از عہد عالمگیر خلد مکان تا عصر محمد شاہ جمیع امراے عظام اعزاز و
اکرام جناب اقدس بجا می آوردند و تشنہٗ صحبت والا بودند۔ طریقۂ آن جناب صدق و
صفا و طاعت الٰہی و دوام آگاہی بود۔ و کمال تمکین و وقار داشتند۔ و با وصف اختیار
خدمات بادشاہی سرموے از دقائق دیانت و امانت فرو نمی گذاشتند۔ سید حسین امتیاز خان
متخلص بہ خالص صفاہانی از دیار ہند عازم ولایت شد۔ چون بہ سیوستان رسید۔ خدایار
خان مرزبان سند در سنہ ۱۱۲۲ اثنین و عشرین و مائۃ والف سید حسین را بہ قتل رسانید
و اموال لکوک را متصرف شد و بہ علامۂ مرحوم پیغام کرد کہ این خبر در سوانح بادشاہی طوریکہ
واقعی است داخل نباید کرد و ہزار اشرفی طلا کہ مقابل چہاردہ ہزار روپیہ باشد تسلیم می کرد

علامۂ مرحوم دست بر در زدند و فرمودند بہ عنایت الٰہی ثروتی دارم محتاج نیستم اگر
امروز خبر واقعی بہ قسلم نیارم فردا در حضور رب العزت تعالیٰ شانہٗ چہ جواب دہم۔ واکثر
خبر ارباب استحقاق خصوص بطریق اخفامی گرفتند۔ و بر مضمون فیض مشحون ان
تخفوھا و تؤتوھا الفقراء فھو خیر لکم عمل می کردند۔ و بعد ادائے فرائض وسنن اعظم اشغال
مطالعۂ کتاب بود۔ و روز جمعہ بعد نماز صبح تا قبل استوا دلائل الخیرات ختم می کردند۔ و در
میان حرفے نمی زدند۔ و نسخۂ دلائل الخیرات را کہ وظیفۂ خاص بود بدست مبارک
خود تحریر نمودند۔ و امروز این نسخہ موجود است۔ و قریب استوا بہ غسل مسنون روز جمعہ پرداختہ متوجہ
مسجد مے شدند۔ و در ماہ مبارک رمضان روزانہ بہ بیت الخلائی رفتند۔ و در سفر
و حضر نماز تراویح ترک نمی شد۔ و از صفات رضیہ این کہ چون قصد کتابت می کردند
اول تسمیہ و حمد و صلوٰۃ بر قرطاسی معین می نوشتند بعد از آن شروع بہ کتابت مقصود می کردند
و تا آخر عمر این عمل ترک نہ شد۔ کتاب خانۂ عظیمی در زمرۂ باقیات صالحات گذاشتہ اند
اکثر این کتب را بدست مبارک خود اصلاح و مقابلہ نمودہ اند و نسخ بسیار بہ خط خاص
نوشتہ اند۔ در اوائل خط نستعلیق لغایت شیرین می نوشتند۔ بعدہٗ از نستعلیق خطی
طبعی ایجاد کردند۔ بہ نہایت شیرین و دل نشین کہ چشم ناظران را جلا می افزاید۔ و ذوقِ
کتابت بہ شایہ داشتند کہ در اواخر ایام اقامت بھکر کتاب مبارک صحیح بخاری استکتاب
نمودند و در صدد مقابلہ بودند کہ عزل خدمت درمیان آمد۔ آن جناب بہ عزم شاہجہان آباد
خیمہ را بہ نوشہرہ کہ موضعی است در سواد بھکر برآوردند و محض برائے مقابلۂ صحیح بخاری مدت

شش ماه مکث کردند و چون توابع و لواحق بسیار در رکاب بود مبالغ الوف به صرف درآمد والیوم آن نسخه متبرکه در کتاب خانهٔ والا موجود است - تاریخ ولادت باسعادت که به خط خاص مشاهده افتاد - سیزدهم شوال ۱۰۷۱ه احدی و سبعین والف مولد و منشاء بلگرام - و وصال والا شب شنبه بست و سوم شهر ربیع الاخر ۱۱۳۸ه ثمان و ثلثین و مائة والف در دار الخلافه شاهجهان آباد واقع شد - نعش مبارک حسب الوصیه به دار السلام بلگرام نقل کرده روز جمعه اول وقت عصر ششم جمادی الاولی سال مذکور در قدم پدر بزرگوار میر احمد مرحوم دفن ساختند - عمر شریف شصت و شش سال و شش ماه و ده روز از نتایج طبع والا مثنوی است مسمی به امواج الخیال در تعریف بلگرام مطلعش این است ؎

آب و گل من که فیض عام است ‏ ‏ ‏ از خطهٔ پاک بلگرام است

همانا درین مطلع اشعاری است باین که عنصر لطیف به مسقط الراس رجوع می کند و فرع باصل باز می گردد - و از جمله آثار کرامت این که جسد مبارک با وجود حرارت آفتاب و امتداد مدت که در عرض چهارده روز تابوت از شاهجهان آباد بوطن رسید سالم و صحیح برآمد و در هیچ عضو اصلا تغیری راه نیافت جسد مطهر را از تابوت بر چهارپایه گرفتند نوعی که میت تازه را می گیرند - و بر لب قبر آوردند - و چادر زیر کمر گرفته در لحد فرود آوردند استاد المحققین میر طفیل محمد طاب ثراه در قبر درآمده بخاک سپردند - راقم الحروف آیهٔ کریمه اولئک لهم عقبی الدار جنات عدن تاریخ برآورد - و ایضاً آیهٔ کریمه للذین احسنوا الحسنی و زیادة در تفسیر بیضاوی گوید الحسنی الجنة والزیادة هو اللقاء

طرفہ آنکہ آیہ کریمہ للذین احسنوا الحسنیٰ و زیادۃ اکثر بزبان شریف جاری می شد و در
منشات والا بیشتر واقع شدہ۔ میر سید محمد سلمہ اللہ تعالیٰ خلف الصدق ایشان پارۂ
از منشات والا جمع کردہ اند وقتے سید اسمعیل بلگرامی خلیفہ شاہ عبدالرزاق بانسہ
قدس اللہ اسرارہما رقعہ بہ علامہ مرحوم تحریر نمودند۔ نسخہ اش این است :۔

"میر صاحب مشفق مہربان فیض رسان سلامت۔ حقیقت نوم و یقظہ بر ارباب معانی منکشف
" وہویدا است۔ بعضے نوم را بر یقظہ ترجیح دادہ اند و بعضے یقظہ را بر نوم این معنی را مشروحاً تحریر فرمایند
" والسلام علیکم و علی من لدیکم"

علامہ مرحوم جواب تحریر آوردند نسخہ اش این است :۔

" بیدار دل۔ خوابیدہ ہوا۔ ثابت مقام تسلیم و رضا سلامت۔ از معارضۂ نوم در تفصیل یقظہ و نوم
" نگارش رفتہ۔ رمز آگاہا اگرچہ منطوق کلام الناس نیام فاذا ماتوا انتبھوا و حدیث شریف
" اختصام ملاء اعلیٰ در تصعید عمل متیقظ بہ بالا و بہ انحطاط درجہ جواب دارد ؎
" چشم تو نہ بخت ماست بر خواب چرا است
" اما مضمون کریمہ وتحسبہم ایقاظا وھم رقود ونقلبہم ذات الیمین وذات الشمال
" باعتبار کفالہ تقلیب کہ مشتمل است بر اسرار عجیب دلالت بر رفعت شان از خود
" خوابیدگان دارد ؎
" زہے مراتب خوابی کہ بہ ز بیداری است
" داگرچہ ظاہر خطاب تم بانوم ان ناظر بہ تدسیم است۔ اما تغطیہ بہ فضل عبا مشعر بغایت تعظیم و

دو هم چنین مضمون این منظومه ہندی ع

دو یار آیو تب گا تون سوی کیسین بہگت برابت ہوی

دو اگرچہ ایماے بہ تنقیص نوم دارد - اما نحواے دوہرہ ہے ۹

دو	سپنین دیکھو پیین کُھل گئی آنکھہ ابھاگ	اورگنوادت سوی سب ہون توگنوا یوجاگ	

دو از غایت نزاکت کارے مبنی است بہ تفضیل نوم بر بیداری خوشا حالت آن عاشقی کہ در شب

دو ہجرت بہ خوابش آئی و او شرمسار برخیزد - تحقیق مقام آنکہ تا مہرے بہ خیال او داری اگر بیداری ست

دو بہ از نوم و اگر نوم است بہ از بیداری نمک ریزی شبلی در چشم و مژہ براے رفع خواب و خوابیدن جنید ہفت سال

دو و اول در آمدن او بہ بہشت - ہر دو صواب است این است ما حضر فکر سقیم و فوق کل ذی علم علیم

حواشی رقعہ

قولہ - اختصام ملاء اعلی - در حدیث شریف آمدہ کہ در رفع سہ عمل ملائکہ باہم خصومت می نمایند یعنی اطعام طعام و نرمی کلام و نماز در حالی کہ مردم خوابیدہ باشند - حدیث بتمامہ در مشکوۃ در فصل ثالث از باب المساجد و مواضع الصلوۃ مسطور است **قولہ** - باعتبار کفالہ تقلیب یعنی نقلبہم صیغہ متکلم دلالت می کند کہ حق تعالی اخود کفالہ تقلیب اصحاب کہف نمود **قولہ** قم یا لوبان در غزوہ خندق شب فرار کفار ابر و سرما سخت و باد تند بود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حذیفۃ الیمان را براے استخبار لشکر کفار فرستاد و دعا فرمود تا سرما و جوع از و دور شد - ہمین کہ برگشت باز سرما در و اثر کرد - حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فضل عبا

یعنی گوشہ زائد لباسی کہ بر دوشش مبارک بود پوشانید۔ و پاے مبارک بر سینہ او گذاشت تا تسکین یافت و بخواب رفت۔ چون وقت نمازِ صبح نزدیک رسید فرمود قم یا نومان یعنی برخیز اے بسیار خواب **قوله**۔ عبود بفتح عین مہملہ و تشدید باء موحدہ مضموم نام غلامی سیاہ کہ ہفت سال خوابید و اول در بہشت درآید سببش این کہ پیغمبر آن عصر را امت در چاہی حبس کردند عبود ایمان آورد و پنہان از قوم خبرے گرفت۔ قصہ بہ تفصیل در قاموس در بارۂ عبد مذکور ست و چون درین کتاب نسب سادات بلگرام لازم گرفتہ شد ایراد قصیدۂ کہ در بیانِ نسبِ خود بہ نظم آوردہ اند مناسب افتاد و اطناب در مقام خود مضائقہ ندارد۔ قصیدہ این است :۔ ؎

مائیم نخلِ سبزِ ریاضِ پیمبری	احسانِ ماست بر ہمہ از سایہ گستری
نخلی کہ اصلِ ثابت او ختمِ انبیاست	فرعش گذشت از سرِ این چرخِ چنبری
آن ختمِ انبیا کہ بتول است دخترش	آرایشِ منصۂ پاکیزہ گوہری
آن دخترِ نبی کہ بود شوہرش علی	دریاے فیضِ ساقیِ صہباے کوثری
فرزندِ اوست خامسِ آلِ عبا حسین	فرمود در محیطِ شہادت شناوری
سجاد آنکہ آدمِ آلِ حسین بود	ایزد نصیبِ دشمنِ او کرد ابتری
زیدِ شہید مصحفِ اسرارِ اہلبیت	پیداست از مناقبِ او شانِ حیدری
عیسےٰ کہ شد بموتمِ اشبال اشتہر	کردی شکار شیر ز روی دلاوری
سید محمد آنکہ جہان را ز خلقِ او	پیچید در دماغ نسیمِ معطری

سید علی که بر روز عالم پناه او | کیوان ستاده است به عنوان قنبری
سید حسین شمسهٔ ایوان مکرمت | روح الامین کند به رواقش کبوتری
سید علی عراقی کز فیض مقدمش | خاک عراق یافته از عرش برتری
سید حسن که اختر اوج سیادت است | کسب سعادت از نظرش کرد مشتری
سید علی که دشمن شوریده بخت را | سازد کباب آتش خورشید محشری
شادابی بهار گلستان خلق زید | می گرد در تحفظ دلها صنوبری
سید عمر که سرور عالی مقام بود | در بزم او همیشه فلک گرم مجمری
زید سوم که خسرو اقلیم فقر بود | کردی ز روی آئینهٔ دل سکندری
یحی که در ریاض صفات کمال او | یک شهر چشم حیرتیان کرد عبهری
سید حسین منتخب دودهٔ شرف | باشد چراغ انجمن افروز مهتری
داود آنکه دشمن فولاد جسم را | چون موم نرم ساخت ز دست بهادری
والاگهر ابوالفرج واسطی که شست | از آب ذوالفقار بسی نقش کافری
سید ابوالفراس که هنگام کارزار | آمد ز دست او همه کار غضنفری
ثانی ابوالفرج که بآئین جد خویش | روز نبرد شیر نیستان صفدری
سید حسین صاحب شمشیر خونچکان | با قلب دشمنان نگهش کرد خنجری
سید علی که صارم خاراشگاف او | چون ذوالفقار دم زده از فتح خیبری
جد کلان محمد صغری که تیغ او | بر بلگرام یافته فتح و مظفری

مفتوح گشت در زمن شاه التمش — تاریخ آن ز لفظ خداداد بشمری
در سال ششصد و چهل و پنج فوت کرد — آسود بر بساط معلاے عبقری
شعبان ور روز چاردهم صنحوهٔ شنین — کرد از جهان به ملک مقدس مسافری
باشد به بلگرام مزار مبارکش — بر مرقدش کنند ملائک مجاوری
سید عمر فروغ جبین محمدی — او راست بر سپهر شرف شان اختری
سید حسین از نظر التفات او — مینا ز مردمی کند و سنگ گوهری
سید نصیر آنکه بمصداق نام خود — با زمرهٔ ستم زدگان کرد یاوری
سید حسین کان سخا معدن صفا — از گوهرش جمال شرف یافت زیوری
سالار از فروغ ضمیر منیر او — دریوزهٔ شعاع کند مهر خاوری
لطف الله آنکه قطب سپهر ولایت است — مردان راه را بخدا کرد رهبری
داود که نام اوست خداداد از پدر — صاحب کرامتی است ز تعریف بادری
جد القبیله حضرت محمود دین پناه — کردند جن و انس به حکمش مسخری
عالیجناب سید نوح آنکه عرف او — باشد بهارهٔ سر گلستان سروری
سید حسین خلق مجسم که ذات او — خورشید سان مثل شده در ذره پروری
محمود در فضائل کسبی و موهبی — همتاے او نه زاده ز ارحام عنصری
عبد اللطیف آنکه ز ابناے روزگار — ممتاز بوده در عمل فیض گستری
احمد که صاحب قلم و سیف قاطع است — بهرام و تیر بر در او کرده چاکری

عبد الله آن برادر عبد اللطیف کو / احمد پسر گرفت ز لطف برادری

عبد الجلیل از پس احمد منم که هست / وصفی ز من فصاحت سحبان والوری

آنجا که نغمهٔ نی کلکم شود بلند / آرند سر فرو متنبی و بحتری

مقصود من تفنن طبع است از سخن / ورنه سزای رتبهٔ من نیست شاعری

دریای موج خیز علومم که می کند / با من خطاب جوهر اول زمخشری

ایزد مرا به علم و عمل امتیاز داد / شانم بلند کرد و گر از توانگری

با وصف این فضائل صوری و معنوی / گویم به نفس خویش که از جمله کمتری

در یک هزار و یک صد و یک کلک واسطی / افشانه این لالی بحر سخنوری

راقم الحروف سبط حقیقی آن جناب و ذره دریوزه گر آن آفتاب است بحال من هیچمدان عنایتی خاص داشتند۔ و در ایام ملازمت دار الخلافه شاهجهان آباد مکرر فرمودند که مے خواهم به وجود شما نشانی از من باقی ماند۔ حقوق والا از تربیت دینی و دنیوی ازان زیاده است که به ذرات زمینی با کواکب آسمان توان شمرد چیزے که از دست این ناتوان برآمد همین که در اماکن فیض مواطن سیما مواجههٔ جناب رسالت صلی الله علیه وآله وسلم دست دعا برداشتم و بزبان نیاز و حضور دل این خدمت به تقدیم رساندم و ثواب یک عمره به روح اقدس نیاز کردم بقدر استعداد که آن هم پرتو عنایات عالی است قصیده بزبان عربی در مدح اقدس انشا کردم امیدوارم که این هدیهٔ حقیر از روح فیض رسان نظر قبول یابد و خدمتے که از نهایت اخلاص بجا آورده شد بجاے رسید که مولانا سید مصطفی ابن سید عمر روسی سوری هرگاه این قصیده را

شنید فرمود ہذہ قصیدۃ بحق آن یغبط فیہا یعنی این قصیدہ استحقاق دارد کہ غبطہ کردہ شود
درآن - وسید احمد امام زادہ یمن شرحی برین قصیدہ نوشتہ -

سید احمد از اولاد ائمہ یمن یعنی سلاطین آنجا است - در طبقہ سلاطین حال یمن اول
کسے کہ بہ سلطنت رسید قاسم بن محمد ملقب بہ امام منصور باللہ است از ذریات حسن مثنی
بن امام حسن سبط رضی اللہ عنہ و پسر او حسن بن قاسم صاحب سیف و شجاع بے نظیر
بود - و ترکان روم کہ از مدتے بر دیار یمن مسلط شدہ بودند آنہا را مغلوب ساخت - و در سنہ ۱۰۴۷
سبع و اربعین و الف قانصوہ سردار ترکان امان خواستہ از یمن بدر زدہ و خود را بہ مکہ معظمہ
رسانید و بقیہ ترکان امیر مصطفے را سردار گرفتند و زبید را ضبط کردند - و از ترس شمشیر حسن
نہ توانستند پا قایم کرد و در سنہ ۱۰۴۹ تسع و اربعین و الف امیر مصطفے نیز از یمن برآمد و رو بہ مکہ
معظمہ آورد - بلاد یمن بہ امام زیدیہ قاسم بن محمد قرار گرفت - و بعد فوت او پسرش بن قاسم
ملقب بہ موید باللہ بادشاہ شد و بعد فوت او برادرش متوکل علی اللہ اسمعیل بن امام منصور
باللہ قاسم بن محمد بہ سلطنت رسید و بعد فوت او پسرش موید باللہ محمد بن اسمعیل بر تخت
نشست - و بعد فوت او مہدی لدین اللہ احمد بن حسن مخرج اتراک بن قاسم بن محمد بر سریر
فرمانروائے برآمد و بعد فوت او محمد بن احمد بن حسن مخرج اتراک مسند آرائی آراست
و بعد فوت او حسین بن قاسم از احفاد منصور باللہ قاسم بن محمد جلوس نمود - و بعد فوت او متوکل
علی اللہ قاسم بن حسین بن احمد بن حسن مخرج اتراک علم فرمان دہی افراشت - و بعد فوت
او ناصر لدین اللہ محمد بن اسحق بن احمد بن حسن مخرج اتراک نگین ملک بدست آورد و بعد یکسال

مخلوع شد۔ و نوبت فرمان روائے بہ حسین بن متوکل علی اللہ قاسم بن حسین بن حسن مخرج اتراک رسید۔ و بعد فوت او بہ پسرش عباس بن حسین تاج سلطنت بر سر گذاشت۔ و امام این عصر اوست۔ نسب شارح قصیدہ بہ دو واسطہ بہ امام مہدی لدین اللہ احمد بن حسن مخرج اتراک می رسد برین نہج سید احمد بن عبد اللہ بن ابی طالب بن احمد بن حسن چندروز نوبت سلطنت بعض ارض یمن بہ عبد اللہ پدر شارح قصیدہ ہم رسیدہ بود۔ آخر حسین بن متوکل علی اللہ قاسم مذکور عبد اللہ بہ دغا قید کرد و سلطنت را متصرف گشت۔ عبد اللہ تا وقت تحریر در قید حیات است۔ سید احمد شارح قصیدہ بعد حبس پدر بہ ملک دکن افتاد و با نواب نظام الدولہ شہید بہ وساطت راقم الحروف ملاقات کرد۔ نواب فراوان رعایت و تعظیم و تکریم بجا آورد۔ قصیدۂ مذکور این است ؎

ادرك عليلا لقاء منك يكفيه	طرفك الناعس المراض يشفيه
كتمت دائي عن العذال مجتهدا	ما كنت ادري نحول الجسم يفشيه
فدا اوني عن سقام انت منشاه	ونجني من خرام انت موريه
لقد ثنى عطفه عن مغرم دنف	مهفهف تثقل الارداف يثنيه
رعى الاله سقامي لو يعالج من	احببته بدواء الخمر من فيه
وحبذا العيش لو يمشي على مقلي	غض رطيب من العينين اسقيه
شان المحب عجيب في صبابته	الهجر يقتله والوصل يحييه
يا جارة هيجت بالنصح لوعته	بحق مقلته العبراء خليه

لولاه عاشقه عرف الصبا سحرا ولم يكن بأرق الظلماء يشجيه
البائس يا رشا الوعساء معذرة انت عن رشا البطحاء تسليه
لوائمي قطعت اكبادهن منى رأينه في كمال الحسن والتيه
ايا صواحب الاكباد مقطعة فذلكن الذي لمتنني فيه
اذا دنى فمهاة البيد تشبيهه او ماس فالبانة الخضراء تحكيه
غزالة تصرع الاساد قاطبة الا الذي سيد السادات يحميه
كهف الانام امام الكون اكرمه عون الذي حادث الايام يرميه
السيد المقتدي عبد الجليل له مجد اثيل من الاباء يحويه
حبر ملاذي واستاذي ومستندي رب الورى بصنوف الخير يجزيه
علامة ناقد المعقول متقنه فهامة جامع المنقول محصيه
شمس تفيض علينا نورها ابدا حاشا اذا اجنت الظلماء تطويه
بدر سناه اصيل غير منتقص وكل ليل كما في الان تلفيه
بحر غني عن الاصداف جوهره ونفس همته العليا تربيه
لقد تحلى بتقوى الله خالصة والله عن سائر الاكوان يغنيه
ان حل في حضرة السلطان منصبه فليس هذا عن الرحمن يلهيه
توارث الفضل عن اباءه قبل ما وبعد ذلك في الاولاد يبقيه
رب السموات والارضين يوم غد من المواهب اعلاهن يوليه

یا ایها البحر شنفت المسامع من — در الی ساحل القرطاس تلقیه
ان ظل سحبان فی بطن الثری رمما — فانت من هذه الانفاس تحییه
وانت فی شعراء الفرس ابلغهم — یا طیب ما بلسان الهند تملیه
مولای اوتیت علما زانه عمل — وعنصرا جوهر الحسنی یجلیه
لم یرتکب ناظر الغزلان نشوته — الی سبیل التقی لو کنت تهدیه
ابا ابن احمد فرع الماجد بن ابی — محمد نور الدنیا تجلیه
خلقت فی نسب عال وفی حسب — مسلسل لبست الاقلام تحصیه
لان کسب المعالی من اولی شرف — ارثا فکم من فخار انت مبدیه
ان الوری لعلو الجاه یرفعهم — انت الذی بسمو النفس تعلیه
ماشاد مثلک بنیان العلا احد — نعم علی شرف الافلاک تبنیه
سقی الاله محلا انت ساکنه — ما ورق الغصن والوسمی یرویه
بجاه خیر البرایا رب اهد له — منا صلوة مدی الایام ترضیه

حواشی قصیده

طرف بالفتح چشم فاتر سست۔ مراض بالکسر بیمار مرض۔ عاذل ملامت گر۔ عذال بضم عین وتشدید ذال جمع نحول لاغر شدن۔ ضرام بالکسر هیزم افروخته۔ موری بالضم برافروزندهٔ آتش قوله تعالی والموریات قدحا فی القاموس ثنی عطفه اعرض۔ معترم بضم میم وسکون

غین معجمہ و فتح راے مہملہ اسیر محبت - ونف بالفتح نون وکسر آن دایم المرض - مہفہف باریک میان - ردف سرین ارادف جمع - عرف بالفتح بوے خوش - بارق ابر بابرق - اشجا غمگین کردن - یشجی مضارع آن - جارہ تانیث جار یعنی ہمسایہ - لوعہ بالفتح سوزش دل - مقلہ بالضم کاسۂ چشم - عبراء بالفتح گریان رشا بفتحتین آہو برہ - وعساء بالفتح زمین نرم ریگستان بطحا بالفتح گذرگاہ سیل پر سنگریزہ و وادی مکہ معظمہ تیہ بکسر تاء فوقانی تکبر - رنو نگریستن رنا ماضی آن - مہاۃ گاو وحشی شعراء عرب معشوقہ را بہ مہاۃ تشبیہ دہند بہ اعتبار خوش چشمی چنانچہ شعراء ہند رفتار معشوقہ را بہ رفتار فیل و کمر را بہ کمر شیر تشبیہ دہند - و اصل این ست کہ اہل ہر ولایت را مالونسانی است کہ در اشعار خود استعمال کنند - و مذاق اینہا را خوش آید - ہر چند مذاق غیر آن ولایت را ستنکر نماید - اگر غیر کسب زبان بکمال رساند لاشک انکار او رنگ اقرار می کرد و ذوقی کہ اہل زبان در یابند بعینہ یا قریب آن او نیز در می یابد بید بالکسر بیابانہا - میس بالفتح خرامیدن ماس ماضی آن - بانہ درختی است کہ قد خوبان را بآن تشبیہ دہند فی القاموس حبۃ اللیل و علیہ سترہ - تلفیہ مضارع الفاء بمعنی یا فتن ایلا بخشیدن یولیہ مضارع آن تشنیف گوشوارہ در گوش کسے کردن - رمہ بالکسر و تشدید میم استخوان بوسیدہ رمم جمع - ناظر نقطۂ سیاہ چشم یا نگاہ - فخار بالفتح نازش - شرفہ بالضم کنگرہ شرف بضم شین و فتح راء جمع وسمی بالفتح باران مدی بالفتح غایت مسافت -

(۵۹) میر محمد جان بلگرامی

ابن عم حقیقی علامہ مرحوم میر عبد الجلیل است نسبش باین طریق میر جان محمد بن

میر معین الدین بن سید عبداللطیف بن سید محمود اصغر بلگرامی قدس سرہٗ سید معین الدین از عجائب روزگار و نوادر لیل و نہار بود و در ہوش و فطرت نظیر نداشت۔ علامۂ مرحوم او را عقل مجسم می گفتند و تا آخر عمر پیش امراے عہد معزز و مکرم زیست برادر کلانش میر احمد از طرف نواب مکرم خان حکومت بعض محالات توابع دہلی داشت۔ چنانچہ گذارش یافت و او ہمراہ برادر بخدمت امینی آن مواضع مامور بود و ہر دو برادر قسمی اخلاص و اتحاد داشتند کہ یک جان دو قالب توان گفت و از ینجا تدین ہر دو برادر توان دریافت کہ یکے را حاکم کروند و دیگرے را امین۔ چون نواب مکرم خان بہ ایالت صوبۂ ملتان منصوب گشت۔ سید معین الدین را خدمت عدالت صوبۂ مسطور تفویض نمود۔ سید این منصب نازک را براستی و درستی پرداخت و وضیع و شریف شہر را بہ عدل و احسان از خود راضی ساخت۔ و ہم در ملتان سیزدہم شعبان ۱۱۰۳ھ ثلث و مائۃ والف بہ گلگشت فردوس برین خرامید۔ فرزندش سید کرم اللہ کہ ذکرش می آید آیۂ کریمہ بلا حلہ جنات تاریخ یافت قبرش در ہمان شہر در حریم روضہ شیخ موسی جیلانی قدس سرہٗ متصل زینہاے دروازہ گنبد مبارک جانب یسار داخل واقع شدہ کاتب الحروف ہنگام مراجعت از سفر سیوستان در حدود سنہ سبع و اربعین و مائۃ والف بہ زیارت مرقد شریف و فاتحہ فایحہ مستسعد گردید۔

میر جان محمد ولادت او یازدہم شہر ربیع الاخر ۱۰۸۳ھ ثلث و ثمانین والف اتفاق افتاد۔ سید عالم و فاضل و حافظ کلام اللہ و قاری بے نظیر بود۔ و خط نسخ جید می نوشت

واز کثرت مصاحبت اہل فرس زبان فارسی در نہایت فصاحت و بلاغت می گفت وجواہر آبدار می سفت۔ نقاوت وطہارت بکمال داشت۔ وشب و روز در اداے نوافل و وظائف مستغرق می ماند۔ مے فرمود از سن بست سالگی نماز تہجد از من فوت نشد۔ شبہا کہ نماز می گذارد بہ حیثیتی حالت گریہ وتضرع رومی داد کہ در و دیوار در رقت می آمد۔ وادعیہ را بہ سوز و دردی می خواند کہ جگر سنگ می گداخت۔ و در سال ست واربعین ومائۃ والف جذبہ توفیق الٰہی اور ادر یافت منصب وجاگیر بادشاہی ترک دادہ ومصاحبت امرا و تنعم دنیا واگذاشتہ اول از دار الخلافہ شاہجہان آباد بہ بلگرام آمد واہل وعیال ومردم قبیلہ را جمع کرد و با اینہا گفت ”کہ نعمت وجمعیت دنیا بسیار دیدم وخدمت شما حسب الطاقہ بجا آوردم اکنون کہ صبح پیری از شب جوانی دمیدہ وچراغ زندگانی بہ آخر رسیدہ مے خواہم کہ زیارت حرمین شریفین و دیگر اماکن مقدسہ رخت سفر بر بندم و بقیہ ایام زندگانی را در طیبہ طیبہ علی ساکنہا الصلوۃ والتحیۃ بسر آرم۔ مناسب آنکہ بہ طیب خاطر رخصت دہید وامروز این کس را کہ ایام حیاتش نفسی چند بیش نماندہ ازین عالم درگذشتہ انگارید“

حاصل آنکہ بہ استرضاء اہل وعیال کوشیدہ وتلخی صبر برین جماعہ گوارا ساختہ روبراہ مقصود آورد و عازم بندر تتہ گردید و بتاریخ ہفدہم ربیع الآخر سنہ ۱۱۴۶ھ است واربعین ومائۃ والف وارد سیوستان گشت۔ کاتب الحروف دران ایام ہمانجا بود بست وہشتم شہر مسطور از سیوستان روانہ بیشتر گردید۔ و پانزدہم جمادی الاولی سال مذکور در جہازی کہ روانۂ بصرہ می شد نشست قضارا جہاز در برابر بندر عباسی شکست۔ وخلق کثیر واموال خطیر در لجۂ ناکامی فرو رفت

متصدیانِ جہاز بر کشتی صغیری کہ در رکاب جہاز می باشد نشستند و میر راہمدران کشتی گرفتند باری کشتی در آغوش سلامت بہ ساحلے برخورد - میر ازانجا عازم بصرہ گردید و بعد از قطع صحاری بسیار و جبالِ دشوار گذار بہ مشقتِ تمام خود را بہ بصرہ رسانید و ازآنجا بہ دار السلام بغداد و سامرہ و نجف اشرف و کربلاے معلی شتافت و شرفِ زیارت مزارات عالیات این مواضع حاصل کرد۔

وچون نادر شاہ در عہدِ خود رسوم بدعت از دیار ایران بر انداخت - ہمراہ قافلہ تجار عنان بجانب مشہد مقدس تافت - و بہ زیارت امام ہشتم سر بآسمان نہم رسانید - ازانجا احرام بیت اللہ بربست - و بعد اداے مناسکِ حج و عمرہ و فوراً بہ مدینہ سکینہ علی ساکنہا الصلوٰۃ والتحیۃ آمد و بزیارت مرقد معطر روائح سعادت ابدی استشمام نمود - و حلقۂ باب شفاعت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بسر پنجۂ اخلاص محکم گرفت - و بہ تمناے موت در آن بقعۂ مبارک قدم از شہر برون نگذاشت و دعاے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ بر زبان داشت اللھم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک - آخر چند ماہ در آن شہر مبارک زندگانی یافت - درین فرصت ہمیشہ از صبح تا شام در مسجد نبوی می نشست و مصاحف وقف روضۂ مقدسہ را بہ تصحیح می رساند - و اوقاتِ گرامی را درین شغل شگرف صرف می ساخت - تا آنکہ یازدہم رجب المرجب ۱۱۴۹ھ تسع واربعین ومائۃ داعی حق را لبیک اجابت گفت - جنازۂ او را بدستور این بلدۂ شریفہ از مواجہہ خیر الانام و مابین بیت و منبر گذرانیدہ بہ جنت البقیع بردند و پایان قبۂ سیدنا عباس و ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم بہ فاصلہ

چهار درع جانب شرق بخاک سپردند زهے صاحب دولتے که تمام عمر به نعمت و جمعیت گذرانید و در خاتمه ایام زندگانی این همه سعادات و برکات حاصل کرد۔ ذلک فضل الله یوتیه من یشاء راقم الحروف در مدت اقامت طابه ستطابه هر جمعه بزیارت جنت بقیع می رفت و مزار شریف را هم زیارت می کرد۔ و به خواندن فاتحه فایحه سرمایه سعادت می اندوخت۔ و لبعد عطف عنان به جانب هندوستان برادر فضائل مرتبت میر محمد یوسف سلمه الله تعالی تکلیف کردند که قصیده بزبان عربی مشتمل بر احوال آن مرحوم انشا کرده شود تقدیم فرمائش ضرور شد و این قصیده به نظم در آمد ۵

حتی الغمام بساکب هتان	ارضنا هناک مراتع الغزلان
وسقی ورود الرابیات کانها	قلل بهن مواطع النیران
ورعی الاله اباطحا حصباءها	ازهرت بلدرٍّ فی نحور عوان
وحمی ریاضنا ازهت نسماتها	نار الغرام بمهجة الولهان
واطال عمر ارائک سجعت بها	ورق الحمی برقائق الالحان
وادام ظل الایک ایک خمائل	فیها ظفرت برؤیة الجیران
وکسا الربیع ربی الحجاز مطارفا	مصبوغة بغرائب الالوان
دوقی مهیمن عصبة من طیبة	سکنوا منازل مهجتی وجنانی
طوبی لقوم هاجروا وتوطنوا	تلک الدیار معادن الایمان
منهم همام بارع متورع	نجل النبی سلالة الاعیان

السيد المقبول جان محمد ... هو في الورى كالروح في الابدان
والفاضل المتنسك الممتاز في ... فن القراءة حافظ القرآن
سامي محلي في لهجة عربية ... في الفارسية اسبق الفرسان
قد لاح خط النسخ من اقلامه ... ابهى من الياقوت والمرجان
وانظر الى هذا السواد كأنه ... نبت البنفسج من اصول بنان
وهو المكين على ارائك ثروة ... والمحتظي بمناصب السلطان
لما اكتسى برد المشيب وما ارتجى ... من عمره الا يسير زمان
ولى عن الدنيا وقد ترك الحمى ... نسجت عليه عناكب النسيان
ومشى الى خير البقاع مهاجرا ... سحبا على الاهداب والاجفان
حتى اذا بلغ المحيط وخاضه ... كسر السفينة طارق الحدثان
فطوى مفاوز لا يحل مسيرها ... الا لمن يسرى على التكلان
واناخ عند البصرة الفيحاء ... فالزوراء فبعض مواطن الاحسان
زار المزارات العلية وارتوى ... منها وهن مناهل العطشان
ثم انثنى وسعى الى ام القرى ... فاتى وحج البيت ذا الاركان
واتى المدينة زائرا لقطينها ... صلى عليه مصور الاكوان
واقام منه ببابها متعبدا ... وحوى فيوض الواهب المنان
حتى توفى بعد عدة اشهر ... واقر في اعلى قصور جنان

والمختطی الخامس لمعد وبعد العشر [من] [د] — رجب اجاب منادی الرحمن

دفنوه عند السبط سبط المصطفی [ن] — شرقیه قبة لدی البنیان

ولعام رحلته وجدت مورخا — نقلت موازنیه من الفرقان

لما وصلت الی المدینة زرته — واتیته بنحائف الریحان

ودعوت یا رحمان روض محبه — وافض علیه سحائب الغفران

وادفع مکانته وزد اکرامه — فی حضرة المختار من عدنان

صلوا علی هذا النبی وسلموا — ما غنت الاطیار فی الاغصان

دفنوه عند ابی محمد الحسن

حواشی قصیده

ساکب - باران - ہتان بفتح ہا وتشدید تاء فوقانی بسیار ریزنده - مراتع جمع مرتع بمعنی چراگاه - ورد گل ورود بضمتین جمع - رابیه زمین بلند رابیات جمع - ارزی باخیه ادخل علیه عیبا کذافی القاموس - غانیه زنی که بحسن خوبی بے نیاز باشد از زیور وزینت غوانی جمع دلهان بفتحتین شیفته - اراک بروزن سحاب درختے است که ازان مسواک سازند - ارائک جمع - ورقاء کبوتر ورق بالضم جمع - ایک بالفتح درخت درہم پیچیده خمیل زمین نشیب خمائل جمع - مطرفه چادر مطارف جمع - عصبه بالضم جماعه - نجل بالفتح فرزند سامی المدی یعنی بلند غایت - اریکه تخت ارائک جمع الاحتظاء بہره مند گشتن ویعدی بالباء کذافی تاج المصادر - سحب بالفتح کشیدن - جمان بضم جیم مروارید فیجاء

بفتح فا و سیع و لقب بصرہ زوراء نام بغداد - منہل چشمہ مناہل جمع - الارتواء سیراب شدن ولیعدی بمن کذا فی تاج المصادر قطین ساکن قولہ وایتنہ بتحائف الریحان در حرمین شریفین معمول است کہ وقت زیارت قبور ریحان ہمراہ می برند و بر قبور می گذارند و باغبان آنجا در رستۂ جنت معلی و بقیع ریحان می فروشند چہ در حدیث شریف آمدہ کہ وضع سبزہ بر قبور موجب نزول رحمت و تخفیف عذاب است روضریحہ یعنی سیراب کن خاک اورا افض یعنی بریز -

(۶۰) سید کرم اللہ بن سید معین الدین بلگرامی

برادر اعیانی میر جان محمد مذکور است - ولادت او در ۱۰۸۷ھ سنہ اسبع وثمانین والف اتفاق افتاد - صاحب اخلاق حمیدہ و اوصافِ پسندیدہ بود و حظی مستوفی از فضیلت داشت - و با کتب حدیث و سیر بیشتر اشتغال می نمود و در ایام کہولت بہ شوق تمام کلام اللہ را حفظ کرد - و در سجیۂ رضیہ تقوی و صلاح و سخاوت و شجاعت یگانہ می زیست و مدتے از جانب دریاے علوم میر عبد الجلیل مرحوم نیابت بخشی گری و وقائع نگاری سرکار بہ سیوستان بجا آورد آخر بہ تقریبی جانب پنجاب رفت - و دوم محرم روز جمعہ بعد نماز عصر ۱۱۳۴ھ سنہ اربع وثلثین ومائۃ والف در سواد بلدۂ سیالکوٹ از دستِ کفاری کہ دران حدود مستولی شدہ بودند شربت خوشگوار شہادت از جامِ سعادت چشید - و روز شنبہ در بلدۂ مذکور متصل فرش دروازہ درگاہ حضرت امام الحق کہ از ذریت طیبہ امام زین العابدین علیہ السلام

وصاحب ولایت آن مقام است مدفون گردید - میر کرم اللہ مرحوم مسجدی رفیع در سیوستان بنا کردہ واثرے از اعمال خیر وا گذاشتہ - مسجد مذکور بہلوے حویلی سوانح نگاری لب دریاے سند متصل درگاہ شیخ جمعہ قدس سرہٗ واقع شدہ - بلدۂ سیوستان از مشاہیر بلاد سند است - مخدوم لعل شاہباز قدس سرہٗ درین شہر آسودہ است -

اکنون خامۂ تقریب جو برخی از احوال مخدوم درین محل - تحریر می آرد کہ بزرگی و تقدس مخدوم برعکس ظن بعضے اباحتیان جلوہ افروز شود -

(۶۱) مخدوم لعل شاہباز الحسینی المرندی السیوستانی قدس سرہٗ

راقم الحروف بخط مولانا محب علی تتوی کہ از بزرگان عہد بود و ذکر او در شاہجہان نامہا و دیگر کتب تاریخ مسطور است مشاہدہ کرد این عبارت کہ ”حضرت مخدوم لعل شاہباز قدس سرہٗ اسم شریف وی عثمان است - وفقیر در لوح سنگی سیاہ دیدہ بود کہ باین روش کندہ بودند :-

” شیخ عثمان مرندی قطب دین باز سپید ومرند بفتح میم وراء مہملہ وسکون نون ودال مہملہ قریہ الیست

” از قراے تبریز“ انتہی -

نسب شریفش بہ سیزدہ واسطہ بامام جعفر صادق رضی اللہ عنہ می رسد - صاحب تذکرہ مشایخ سند گوید :-

” مولد ومنشا حضرت مخدوم مرند است - بعد رسیدن بہ مرتبہ رجال بہ خدمت بابا ابراہیم کہ مرید شیخ جمال

" مجرد بود ارادت آورد - و مدت یک سال در خدمت آن صاحب کمال بوده به مرتبهٔ تکمیل رسید
" و خرقهٔ خلافت و اجازت یافت و حصور و مجرد زیست - و آخر به ہندوستان تشریف آورد - و خدمت
" شیخ فرید گنج شکر و شیخ الاسلام بهاؤالدین زکریا دریافت و با شیخ صدرالدین عارف صحبت ہا
" داشت - و در سیوستان رحل اقامت افگند"

ضیاء برنی در تاریخ فیروزشاہی می آرد کہ :-

" چون آن حضرت بہ ملتان رسید خان شہید یعنی سلطان محمد قاآن از معرفت و اعتقادے کہ
" داشت شرائط تواضع بجا آورد - و فتوح بسیار رسانید - و جہد بے شمار نمود کہ آن بزرگوار در ملتان
" استقامت دارد - و خانقاہ برائے وے بنا نمود - آنحضرت بہ اقامت آنجا رضا نداد - روزے
" خان شہید حضرت شیخ صدرالدین عارف و حضرت شیخ عثمان شاہباز مرندی را در مجلس طلبید
" و بہ غزلہائے عربیہ سرود درداد - ہر دو شیخ بزرگوار و جماعتِ دیگر از درویشان در سماع و رقص
" بودند خان شہید دست بستہ ایستادہ بود و زار زار می گریست" انتہی۔

چون وصول راقم الحروف دہم ربیع الاول سنہ ۱۱۴۳ھ ثلث و اربعین و مائۃ و الف
بہ شہر سیوستان اتفاق افتاد و میر سید محمد خان بخشی گری و وقائع نگاری تفویض نمودہ خود
محمل سفر جانب بلگرام بستند - بعد اندک فرصت عزل خدمت رو نمود و گرد ملالی بر حاشیہ
خاطر فقیر نشست - شبے در عالم رویا مشاہدہ می کنم کہ از کوچۂ شہرے می گذرم شخصے پیش
آمد ازو استفسار کردم کہ پیشتر کوچہ نافذ ہست در جواب بزبان عربی گفت - سیلقاک رجال
قدمے چند رفتہ مے بینم کہ سہ کس از مشائخ بر وضع و لباس اہل ہند در مکانی نشستہ اند

یکے ازینہا مقتدا است نزدیک رفتہ سلام دادم ڈرو برو بروے شیخ مقتدا بدوزانوے ادب نشستم وسوال کردم کہ خدمت ما بحال می شود بمجرد استماع این حرف سر بہ گریبان مراقبہ برد بعد یک پاس کامل سر برآورد وفرمود بحال می شود گفتم این چنین است فرمود ما می گوئیم آخر بعد یک سال خدمت بحال شد وصحت قول شیخ بظہور رسید چنان معلوم شد کہ آن بزرگ بشارت فرما حضرت لعل شاہباز بودہ اند قدس سرہ و مراقبہ یک پاس کامل اشارت بہ عرصۂ یک سال بود۔ وفات آن جناب بست ویکم شعبان ۶۷۳ھ ثلث وسبعین وستمائۃ واقع شد۔

(۶۲) روح الامین خان

از شیوخ عثمانی بلگرام ساکن محلہ قاضی پورہ است۔ تائید یافتہ روح القدس بود ودر فنون عربی وفارسی وہندی دم یکتائی می زد۔ وغالیہ حسن وخلق وماغہا را معطر می ساخت بسیار ظریف طبع طلق اللسان لطیفہ سنج بود۔ وازکمال قوت حافظہ واستحضار مسائل علمی وحکایات واشعار ہر سہ زبان وقصائد ومثنویات طولانی ازبر داشت۔ در ہر علمی کہ سوال می کردند۔ لب بہ حاضر جوابی می کشود۔ وبسعادت ارادت سید العارفین میر سید لطیف اللہ قدس سرہ شرف اندوز بود۔ با این ہمہ فضائل معنوی از دولت صوری حظی وافر داشت وکوس سخاوت وشجاعت می نواخت۔ ہمیشہ صاحب طبل وعلم وفیل وحشم زیست وبا مردم وطن وجوار ویگانہ وبیگانہ بہ احسان ہا پیش آمد۔ چندے بہ حکومت لبست ودو محال

عمده صوبهٔ پنجاب که سیالکوٹ و جالندر از آن جمله است پرداخت - و ایاے
نیابت صوبه داری اوده بجا آورد - و آخر رفاقت برهان الملک سعادت خان
نیشاپوری ناظم صوبهٔ اوده برگزید و با وصف ملازمت هیچ گاه شغل کتاب از دست
نداد و در پایان عمر که سن شریفش از هفتاد تجاوز نمود صحیح بخاری و صحیح مسلم را بدست خود
کتابت کرد و محشی ساخت - و طرفه استغراقی در خدمت حدیث شریف بهم رساند
تا آنکه پانزدهم ذی القعده روز سه شنبه ۱۱۵۱ احدی و خمسین و مائة و الف در محاربهٔ هند
با نادر شاه والی ایران که متصل شهر کرنال واقع شد داد جلادت و مردانگی داده شربت
شهادت به کام کشید و همانجا مدفون گردید - نظام الدین احمد صانع بلگرامی که از احفاد
اوست گوید ؎

شیر افگن صف شکن روح الامین خان آنکه او	نقش اعدا را به تیغ از لوح هستی کرد حک
ترکتاز او اگر مریخ دیدی روز رزم	آب گشتی زهرهٔ اش از بیم بر اوج فلک
بسکه می بخشید زر با جبههٔ واوست او	حاتم ثانی اگر گویم نباشد هیچ شک
عالم تفسیر قرآن و حدیث مصطفےٰ	ظاهرش انسان شمار و باطن او چون ملک
بود عثمانی نژاد و مولد او بلگرام	در سخن کامل عیار و نقد معنی را محک
شد به رزم شاه هند و خسرو ایران شهید	ریخت شور ماتمش بر جان افگاران نمک
سال تاریخش نوشتم صوری و هم معنوی	سال هجرت بد هزار و یکصد و پنجاه و یک

و به مقتضاے موزونی طبع متوجه نظم می شد از وست ؎

درسایۂ مژگان رخ یار است ببینید ہر اشک کہ گل کرد ز نوک سر مژگان	آسایش گل در تہ خار است بہ بینید منصور صفت بر سر دار است بہ بینید

(۶۴۳) سید عبد الواحد بلگرامی روح اللہ روحہ

بن سید خلیل بن سید محمد اعظم بن سید محمود اصغر قدس سرہٗ باتفاق جمہور صاحب فیض خدا داد است۔ وخداوند ولایت مادرزاد۔ ولادت او در ۹۵۔ سنہ اخمس وتسعین والف اتفاق افتاد۔ ابتداے حال نزد بعضے فضلاء عصر تلمذ نمود واز جناب استاد المحققین سید طفیل محمد انوار اللہ ضریحہ نیز استفادہ کرد وفاضل مستعد برآمد۔ و شاطبی را یاد گرفت وطریق تقوی وتعبد برگزید از صبح تا صبح دیگر جز اداے فرائض ونوافل وتلاوت قرآن مجید ومطالعہ کتاب وسلوک راہ الٰہی کارے دیگر نمی دانست الحق ملکی بود در صورت انسان متخلق باخلاق حضرت یزدان مدۃ العمر ہیچ صغیرہ پیرامن او نگردیدہ باشد تا بہ کبیرہ چہ رسد۔ وقتے خادم او مشتِ خسی از پوشش خانۂ ہمسایہ گرفتہ آتش افروخت وطعام پخت طعام نخورد کہ مشت خس بے اذن ہمسایہ گرفتہ شد۔ بست وسیوم شہر رمضان روز چہار شنبہ ۱۱۶۱ سنہ احدی وستین ومائۃ والف در دار الخلافہ شاہجہان آباد بہ نزہت کدہ فردوس خرامید۔ ودر باغ مومن خان کہ در جوار آثار شاہ مردان واقع است۔ مدفون گردید۔ راقم الحروف گوید ؎

سید مستجمع علم و عمل	در ریاضت ہمچو ماہِ نو تمام

	ہاتفی فسہ موسال رحلتش		رفت عبد الواحد قدسی مقام	

سید خط نسخ بغایت شیرین می نوشت ونسخ کلام اللہ فراوان وکتب بے پایان بقلم جواہر رقم تحریر نمود در اواخر ایام زندگانی بہ تحریر کتاب نہج البلاغہ سعادت اندوخت ودر ایام اقامت وطن برائے راقم الحروف شافیۂ ابن حاجب کتابت فرمود وفقیر در ذیل کتاب این عبارت تحریر نمود :۔

"تحررت بحمد اللہ سبحانہ ہذہ النسخۃ المسماۃ بالشافیہ وہی لاعلام قوانین الصرف شافیہ للشیخ العلامہ
" ابو عمرو عثمان بن الحاجب الذی ثناءہ علی متعلمی ہذہ الصناعہ واجب تغمدہ اللہ بالرحمۃ الواسعۃ وادخلہ فی الجنان
" محلاً واسعاً استکتبہا عن السید البارع والنور الساطع حافظ کلام اللہ الجلیل السید عبد الواحد
" بن السید خلیل وانا العبد الملتجی الی ربہ السامی غلام علی الحسینی الواسطی البلگرامی اللہم اغفرلی ولوالدی وللمومنین
" والمومنات بالنبی العربی صاحب الشفاعات وصل وسلم علیہ وعلی آلہ الاطہار وصحبہ الاخیار"

(۶۴) سید محمد اشرف المعروف بہ سید درگاہی

از سادات حسینی ترمذی ساکن بلگرام است۔ نسبش برین منوال سید محمد اشرف بن سید عبد الدائم بن سید احمد بن سید عبد الفتاح بن سید فرید الدین بن سید محمد بن سید عبد القادر بن بندگی سید حسن بن سید محمد بن سید قاسم بن شاہ حسین بن شاہ اسمعیل بن سید برہان الدین بن سید تاج الدین بن سید الحمید بن سید نعمان بن سید حمزہ بن سید حسین بن مخدوم سید احمد زاہد بن سید حمزہ بن سید ابابکر بن سید عمر بن سید محمد بن مخدوم سلطان احمد تختہ بن سید علی

بن سید حسین بن سید محمد مدنی معروف بہ شاہ ناصر مدفون ترمذ بن سید حسن خمیص بن سید موسیٰ
خمیص بن سید علی بن امام حسن اصغر بن امام زین العابدین علی بن امام حسین سبط رضی اللہ عنہ
اول کسے کہ از اجداد ایشان از ترمذ بہ ہند آمد سید احمد تختہ است بضم تاء فوقانی و خاء معجمہ
و تاء فوقانی بعد وصول ہند در بلدۂ لاہور اقامت گزید و ہمانجا بدار الاخرہ خرامید۔ از فرزندان
او سید محمد بن سید قاسم در قنوج آمدہ متوطن شد۔ چون شیر شاہ شیر گڈہ را متصل واعی پور
آباد ساخت۔ و سادات بخاریہ و دیگر بزرگان بلدۂ قنوج را بہ سکونت آنجا تکلیف کرد۔ سید
محمد قدس سرہ از قنوج بہ شیر گڈہ رفتہ رحل اقامت افگند۔ و چون عنقریب سلطنت از افاغنہ
بہ تیموریہ عود کرد مردم قنوج بہ وطن اصلی رجوع کردند۔ سید محمد قدس سرہٗ فرمود۔ ما فقیریم ہمین
صحرا مناسب حال ماست و ہمانجا قدم اقامت افشرد۔ اما بعد وفات نعش او را بہ قنوج
آوردہ دفن کردند۔ پسر ایشان بندگی سید حسن قدس سرہٗ مسجدی عالی در شیر گڈہ بنا نمودہ
قطع تاریخ آن بنظر رسیدہ مادہ تاریخ۔ خیر المکان۔ است۔ صاحب جود و سخا بود و طعامے
عام داشت قبر ایشان در واعی پور است۔ سید فرید الدین بن سید محمد بن سید عبد القادر
بن بندگی سید حسن مسطور قدس سرہٗ از واعی پور بہ بلگرام آمدہ طرح توطن ریختہ۔ ازان وقت
ذریت طیبۂ ایشان در خطہ تکرا از محلہ میدان پورہ اقامت دارد۔ سید اشرف درگاہی از
یاران خاص علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل و استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی است۔ مرآۃ
صور معانی بود و مرکز دائرۂ فضائل انسانی طریقہ سلف صالحین داشت۔ و از جبین بینش
انوار بزرگی می تافت۔ ولادت او در سنہ اربع و سبعین والف رو داد۔ فرمود بندہ را باعث

برتحصیل علم علامهٔ مرحوم میر عبدالجلیل شدند بعد ازانی که پابند تاهل شدیم به کسب علم ترغیب
نمودند - گفتم حالا که قدم در مرحلهٔ شباب گذاشتم چه حاصل می‌تواند شد بجد شدند - وفرمودند
البته نفعی خواهد بخشید - مختصرات را خود خوانانیدند - وشرح ملا نزد سید نورالله برادر جناب
سید العارفین قدس الله اسرارهما خواندم ومختصر معانی وحاشیه خطائی وسه مجلد از شرح
وقایه وشرح هدایه حکمت به کتب معقولات در حلقهٔ درس میر سید سعدالله بلگرامی قدس
سرهٔ تلمذ کردم - وکتب مناظره از خدمت ملا شهاب الدین جوبی پوری که از علماء وقت
وتلامذهٔ ملا بابا سوجایسی بود اخذ نمودم - بعد ازان در عالم نوکری افتادم خطش بسیار شیرین
افتاده وشان خط علامه مرحوم مرقوم مشق کرده ودر ایام تحصیل شرح وقایه را بخط شریف
کتابت کرده ومن اوله الی آخره بدقت تمام محشی ساخته واثرے نافع از خود واگذاشته
تنسک وتعبد بدرجهٔ کمال داشت - باآنکه اکثر عمر در حالت سفر گذرانید گاہے نماز
تهجد از دست نداد - هنگامے که در طلب معاش از وطن مالوف برآمد نخستین باریاب
محفل شاهزاده محمد اعظم بن خلد مکان شد - ودر سلک ملازمان باعتبار انتظام یافت
وچندی در رفاقت نواب مبارزالملک سربلندخان تونی به امتیاز تمام بسر برد - وخدمات
عمده تفویض شد - ودر پایان عشرهٔ خامس بعد مائه والف رفاقت نواب صفدرجنگ
که آخر به وزارت احمدشاه رسید برگزید ودر منتهاے عشرهٔ سادس که عمر گرامی قریب بنود
رسید خود را از ملازمت پیشگی معاف داشته به محروسه بلگرام آمد وقدم در دامن عزلت پیچید -
همیشه اوقات گرامی به احراز سامان اُخروی صرف می ساخت وبه صوم وصلوة وتلاوت

قرآن ومطالعۂ تفسیر وحدیث وتصوف می پرداخت۔ از کبر سن وضعف قوی طاقت قیام نمانده بود بزور عصا یا اعانت دیگرے برمی خاست۔ روز عیدین سوار شده در مسجد جامع محله میدان پوره مے آمد و باحاضران ملاقات می کرد وے گفت هرچند نماز عید به عذر شرعی از من ساقط است اما درین روز که به تصدیع تمام حاضر مسجد می شوم نیت آنست که نماز جماعت میسر شود و ملاقات با احباب دست دهد۔ خدا داند سال آینده درے یابم یا نے۔ آخر الامر نهم صفر ۱۱۶۵ھ خمس وستین ومائة والف در عمر نود و یک سالگی دامن از غبار جسم برچید و سرے بعالم روحانیان کشید۔ نقش پرداز اوراق گوید ؎

میر اشرف سرآمد فضلا	برد تشریف سوے منزل قدس
هاتفی گفت سال رحلت او	اشرف وارِدانِ محفل قدس

ذکر ابنین کریمین او میر عبدالواحد و بندگی حسن در دفتر شعرا می آید۔

(۶۵) میر سید محمد سلمه الله تعالی

خلف الصدق علامۂ مرحوم میر عبدالجلیل بلگرامی قدس سره السامی جناب ایشان در تاریخ چهاردهم شهر ربیع الاول روز سه شنبه بعد نماز ظهر ۱۱۰۱ھ احدی ومائة والف در انجمن امکان جلوه فرمودند به منطوق الولد الحر یقتدی بابائه الغر نسخۂ جامعیت علوم اند ومرآة کمالات والد مرحوم خصوص عربیت ولغت ومحاضرات که درین فنون دستگاهی عالی دارند۔ وگوے سبقت از اقران می ربایند کتب درسی نزد استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی

طاب ثراه گذرانیده اند۔ وکمالات فراوان از حضرت والد اندوخته پدر گرامی را نسبت به فرزند ارجمند و راسے شفقت لازمی ابوت عنایتی ومحبتی خاص بود۔ در حینی که علامهٔ مرحوم از بهکهر بدار الخلافه شاهجهان آباد عطف عنان نمودند۔ میر سید محمد را نزد خود طلبیدند ومقارن آن مسرعی را فرستادند که چندی دیگر توقف باید کرد و انتظار طلب مثنی باید کشید۔ ایشان در جواب قلمی نمودند که لن ابرح الارض حتی یاذن لی ابی۔ علامهٔ مرحوم ازین جواب حظی کردند واین رباعی رقم زده کلک گوهر سلک ساختند ؎

تا یاذن لی ابی بخط ت دیدم	گلهاے طرب از چمن دل چیدم
از غایت اهتزاز پروانه صفت	اے شمع پدر گرد سرت گردیدم

خدمت بخشی گری وسوانح نگاری ووقائع نگاری سرکار بهکهر وسرکار سیوستان که از عهد خلد مکان تا اواخر ایام سلطنت محمد فرخ سیر نامزد علامهٔ مرحوم بود در صدر حیات خود مستعفی شده از پیشگاهِ سلطنت بنام ولد ارشد مقرر نمودند۔ جناب میر سید محمد در سنه ۱۱۳۳ ثلث ثلثین ومائة والف به محل خدمات رسیدند ومسند حکومت را از ابتدا تا انتها به آئین تدین وحسن معاملت رونق افزودند۔ وضیع وشریف آنجا تا الان یاد می کنند وسبحهٔ ذکر خیر ووصف جمیل می گردانند وجناب سامی در سنه ۱۱۴۳ ثلث واربعین ومائة والف کاتب الحروف را به سیوستان نائب گذاشته خود به محروسهٔ بلگرام تشریف بردند وچندگاه در وطن گذرانیده بنابر تخللی که در خدمت راه یافته بود بدار الخلافه دهلی حرکت کردند وبه توسل بعضے امرا آن خلل را رفع ساختند ودر سنه ۱۱۴۵ خمس واربعین مائة والف

کرت ثانی به سیوستان تشریف آوردند و فقیر را در اواسط ۱۱۴۷ سبع و اربعین ومائة والف
رخصت ہندوستان فرمودند۔ وخود به مراسم خدمت بدستور قیام نمودند تاآنکه نادرشاه
بر دیار سند تسلط گردید و سررشته خدمات بادشاہی گسیخت اما خدایار خان مرزبان سند آن
جناب را نه گذاشت و به اعزاز و اکرام تمام در سیوستان نگاہداشت و خدمت ہائے
شایسته بتقدیم رساند۔ وچون ہنگامه نادرشاہیان دران دیار گرم شد و اوضاع ملک
بر نسق قدیم نماند۔ خاطر اقدس از اقامت آنجا برخاست ناگزیر از خدایار خان بزور رخصت
گرفتند۔ و بست و پنجم رمضان ۱۱۵۵ خمس و خمسین ومائة والف از سیوستان برآمدند
و از راه مارواڑ متوجه وطن شدند۔ بعد طے مراحل بست و ہفتم محرم مکرم ۱۱۵۶ ست
وخمسین ومائة والف به وصول بلگرام مسرت اندوختند۔

مخفی نماند که در ۱۱۱۶ ست عشر ومائة والف سال تولد راقم الحروف خدمات
بهکهر و سیوستان از درگاه خلد مکان به علامه مرحوم تعلق گرفت۔ چند کس از خاندان
بااصالة و نیابة برین خدمات قیام نمودند۔ ابتدا علامه مرحوم خود در بهکهر نشستند و سید
محمد اشرف بن سید عبدالعزیز را که به شرف مصاہرت والااختصاص داشت در سیوستان
نائب کردند بعد چندی میر محمد اشرف را رخصت وطن فرمودند و میر کرم الدین بن سید
معین الدین عم زاده خود را نیابت سیوستان تفویض نمودند تاآنکه عزل خدمات پیش آمد
علامه مرحوم خود را به حضور خلافت رسانیدند و خدمات را بدستور سابق بحال ساختند
و شیخ محمد رضا بهکهری را نوشتند که خدمات را سرانجام دہد و عقب آن سید محمد نوح والد

مولف اوراق رارا وانه نمودند والد فقیر قریب هفت سال به نیابت بهکهر و سیوستان
برداختند و چون خدمات بنام میر سید محمد مقرر شد ایشان درآنجا تشریف فرمودند حضرت
والد به وطن معاودت نمودند - و چندی کاتب الحروف نیابت خان صاحب اقبال
خود بجا آورد و نوعے که گذارشش یافت - بعد چهل سال نیرنگی روزگار آنجور دو دامان
ما از ملک سند برگرفت و علاقه بالکل منقطع گردید ذلک تقدیر العزیز العلیم -
جناب میر سید محمد به فضائل صوری و معنوی و شمائل سنیه و خصائل رضیه ممتازند
و در صدق و صفا و یکرنگی ظاهر و باطن بے انباز سیما جوهر همت و سخاوت به غایت
عالی افتاده مرید سید العارفین اند قدس سرهٗ و مقبول رب العالمین جل شانهٗ اوقات
به مطالعهٔ کتاب معمور می دارند - و کتب حقائق مثل فتوحات مکیه اکثر مطالعه می فرمایند
و در ۱۱۵۵ھ خمس خمسین ومائة والف کتاب مستطرف را که در فن ادب کتابی است
دلپذیر انتخاب کرده اند - حمد و صلوة دیباچه منتخب چنین در سلک تحریر کشیده اند :-

"الحمد للّٰه الذی علمنا من البیان ما هو مستطرف و الهمنا من الکلام ما هو مستطرف والصلواة والسلام علی
"من انزل علیه نون والقلم واسند الیه احادیث الکرم وعلی آله الذین وجب علینا الاقتداء باثارهم واصحابه
"الذین حق علینا الاهتداء بانوارهم"

(۶۶) میر محمد یوسف سلمه اللّٰه تعالیٰ

بن سید محمد اشرف بن سید عبد العزیز بن سید معین الدین بن سید عبد اللطیف بن سید محمود

اصغر بلگرامی قدس سرہٗ صاحب شان عالی است وعزیز مصر صاحب کمالی۔ زلیخاے
دانش را در پیرانہ سری بہ خلعت جوانی نواختہ۔ وحاصل زراعت علم را در ایام قحط سالی
بچہ مرتبہ ارزان ساختہ۔ طبع دقیقش نشتر عروق اشکالات۔ قوت حافظہ اش پر بخانہ فراوان
معلومات۔ عمل کہ ثمرۂ شجرۂ علم است سرمایہ بوستانش۔ وحسن وخلق کہ گل سر سید آدمیت
است پیرایہ گلستانش۔ ولادت او بست ویکم شوال روز دوشنبہ ۱۱۱۶ھ ستۃ عشر و مائۃ
والف دست داد۔ میر افادت انتساب ومولف کتاب سبطین حضرت علامی
میر عبد الجلیل بلگرامی ایم ونسب ما بہ چہار واسطہ بہم می پیوندد ونسبت خالہ زادگی خصوصیتی
تازہ افزود۔ کتب درسی از بدایت تا نہایت بہ جناب استاد المحققین میر طفیل محمد روح اللہ
روحہ گذرانیدیم۔ ولغت وحدیث وسیر نبوی در خدمت قدسی منزلت جدنا واستاذنا علامہ
مرحوم مرقوم بسند رسانیدیم۔ وعروض وقافیہ وبعض فنون ادب از خدمت والاے میر
سید محمد سلمہ اللہ تعالیٰ اخذ نمودیم۔ طریق تحصیل چنین بود کہ پیوستہ دو کتاب یا کتابے
واحد از دو مقام بہ سماعت وقراءت یک دیگر می خواندیم۔ وشبدیز سعی در مضمار تحصیل می
راندیم اگر احیاناً یکے را عارضہ روی داد سبق دیگرے در معرض توقف می افتاد۔ ودر وقت
اقامت وطن وکسب علوم چندے اوقات در افادہ طلبہ صرف گردید۔ میر محمد یوسف
در ۱۱۵۷ھ سبع وخمسین ومائۃ والف در دار الخلافہ شاہجہان آباد از بعض علماء ریاضی دان
آن بلدہ علوم ریاضی ہیئت وہندسہ وحساب وغیرہا اخذ کرد وقدرتے عالی در فنون
ریاضی بہم رساند۔ وبہ ارادت سید العارفین قدس سرہٗ کامیاب است۔ واز سرمایہ شریعت

وطریقت کامل نصاب ۔ و باوصف شواغل معاش تعمیر اوقات از دست نمی دہد و در حفظ شرائع جد وجہد تمام دارد و در سنہ ۱۱۶۲ اثنین وستین ومائۃ والف کتابے تالیف نمودہ باسم الفرع النابت من اصل الثابت مشتمل بر چہار اصل وخاتمہ در تحقیق مسئلہ توحید مختار او وحدت شہود است تحریرش بسیار متین ولطیف واقع شدہ و مطالب بلند ومقاصد ارجمند فراہم آوردہ شکر اللہ سعیہ راقم الحروف در تاریخ اتمام کتاب گوید ؎

میر یوسف عزیز مصر کمال	از خم معرفت کشیدہ رحیق
کرد در وحدتِ شہود رقم	نسخۂ تازہ بہ فکرِ عمیق
از احادیث واز کلام اللہ	کرد اثبات حق زہے توفیق
ہست این نقش دل نشین الحق	یادگارے زخانۂ تدقیق
سال تالیف این کتابِ خرو	گفت شمع مجالسِ تحقیق ۱۱۶۲

(۶۷) سید سعد الدین

بن سید جمال الدین بن سید مربی بلگرامی کہ ترجمہ اش در سلک مشائخ انتظام یافت سید سعد الدین کتب درسی مجموع مرتب بخدمت میر سید لغمت اللہ سجادہ نشین سیوم میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہما گذرانید واستعدادی شایستہ بہم رسانید وایامے بہ شغل تدریس پرداخت ۔ بعد ازان در عالمِ نوکری افتاد ۔ وشغلِ کتاب چندے

از دست رفت آخر دست از عالم نوکری کشیده مقیم وطن شد - و سر رشتہ اصل بدست آوردہ باشتغال کتاب و افادہ طلاب مقید است -

(۶۸) شیخ عثمان احمد

خلف الصدق قاضی احسان اللہ عثمانی بلگرامی و الدادامروز بر مسند شریعت شہر قیام دارد - شیخ عثمان در مساوی سن شعور او را خضر توفیق دلالت نمود از بلگرام بہ عزیمت کسب علم بر آمد و بطور طلبۂ پورب گلگشتی نمود و نزد ملا عظیم الدین ساکن ملاوہ و فضلاء دیگر تلمذ کرد و کتب فنون درسی من اولہا الی آخرہا مرتب گذرانید و خود را بہ والا پایۂ فضیلت برجستہ رسانید اکنون در بلگرام بہ شغل علمی می پردازد و چراغ دانش در شاہراہ بینش روشن می سازد -

(۶۹) سید غلام نبی

بن سید محمد ارشد بن سید خضر بن سید کمال الدین بن سید پیارہ بن سید عالم بن سید حسین بن سید فضل اللہ نسب بالا تحت اسم سید اجمل بلگرامی بہ تحریر رسید مشار الیہ ذہن صافی و استعداد وافی دارد - مختصرات اوائل نزد بعض تلامذہ ملا قطب الدین گوپاموی خواند و منقولات تمام و معقولات برخے در خدمت مولوی احمد اللہ فرزند و تلمیذ و جانشین حاجی صفت اللہ خیر آبادی قدس اللہ اسرارہما تحصیل نمود و مطولات کتب معقولات اکثر در جناب شیخ کمال الدین

محمد سہالوی فتح پوری گذراند۔ وچون حقوق مولوی احمد اللہ بیشتر بود فاتحہ فراغ باستر ضائ خاطر شیخ کمال الدین محمد از مولوی احمد اللہ گرفت۔ و در زمرۂ اقران خود بہ امتیاز برآمد مشار الیہ بعد ختم این نسخہ در اواخر ۱۱۶۸ھ سنہ ثمان وستین ومائۃ والف بہ تقریبی از بلگرام رخت سفر جانب آرکات وترچناپلی کشید۔ وبستم ذی الحجہ سال مذکور وارد اورنگ آباد شد وایامے مہمان فقیر خانہ بود۔ ولوز دہم محرم ۱۱۶۹ھ سنہ تسع وستین ومائۃ والف بار سفر بہ سمت مسطور بربست۔ کنون خامہ مواد طلب احوال اساتذہ کہ اسامی ایشان درین ترجمہ بر زبان گذشت بہ تحریر می آرد وقدم سعی در طریق خدمت بزرگان می گذارد۔

(۷۰) مولوی قطب الدین گوپاموئی

از قبیلۂ قضاۃ واعیان آن مکان است نسبش با امیر المومنین فاروق رضی اللہ عنہ منتہی می شود۔ پدرش قاضی شہاب الدین از علمائے اعلام وقت بود۔ کسب کمال از خدمت مولوی عبد الرحیم مراد آبادی تلمیذ مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی نمود۔ و در جمیع علوم سیما ہیئت وہندسہ عدیم المثل بود۔ وفاتش در عشرۂ ثالث بعد مائۃ والف واقع شد۔ مولوی قطب الدین شاگرد پدر بزرگوار و در ہمہ علوم معقول ومنقول سرآمد روزگار بود۔ وبحکم ارشاد در فنون ریاضی رایت مہارت بآسمان می افراشت واہل مستفیدان رابہ اشعۂ کمال لبریز می ساخت۔ بست وپنجم رمضان ۱۱۶۰ھ سنہ ستین ومائۃ والف در آغوش بہشت آرمید۔ محرر سطور گوید ؎

مولوی زمانہ قطب الدین	کرد از عالم فنا رحلت		
سال تاریخ او طلب کردم	ہاتفی گفت وارثِ جنت ۱۱۶۰ھ		

(۱۸) حاجی صفت اللہ خیرآبادی

از احفاد امجاد شیخ الہدیہ خیرآبادی قدس سرہٗ و از اجلۂ مشائخ و صنادید فضلا ست در فنون عقلی و نقلی شانی عظیم۔ و در وادیِ فقر منہج قویم داشتہ۔ شاگرد مولوی قطب الدین شمس آبادی است و مرید حاجی عبد اللہ سیاح۔ از فرزندان غوث الثقلین جیلانی رضی اللہ عنہ۔ سالہا مسند تدریس آراست۔ فضلای کثیر از گوشۂ دامن او برخاستند۔ در سنہ ۱۱۲۴ اربع وعشرین ومائۃ والف احرام دیار عرب بربست و بعد تقدیم مراسم حج و زیارت چندے در حرمین شریفین زادہما اللہ کرامۃ توقف گزید و از شیخ محمد طاہر مدنی نور اللہ ضریحہ حدیث سند کرد۔ و ہنگامہ درس را گرمی بخشید۔ جمیع علماء بقاع مقدسہ بفضل و کمال او اعتراف کردند و اعزاز و اکرام زائد الوصف بجا آوردند حلقۂ عظیم در درس گاہِ او منعقد می شد و عالمے از فیض تلمذ او تمتع گرفت۔ کاتب الحروف از علماء حرمین شریفین تعریف مولوی بسیار گوش کرد مستفیدان او باستاذ تلمذ افتخار مے نمودند۔ مولوی بعد ادائے حج عنان جانب وطن اصلی منصرف ساخت۔ و بعد رجوع ازان دیار فیض آثار درس معقولات قاطبۃ موقوف کرد۔ و تا آخر عمر بہ وعظ و درس تفسیر و حدیث اکتفا نمود۔ و اوقات شریفہ را بہ اشتغال باطن و ریاضات شاقہ

معمور داشت در ۱۱۳۲ھ اثنین وثلثین ومائة والف وارد بلگرام شد وبرای ملاقات علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل در دیوان خانہ میر تشریف آورد۔ وباین تقریب رویت او اتفاق افتاد۔ دہیز دہم ذی القعدہ روز پنجشنبہ ۱۱۵۷ھ سبع وخمسین ومائة والف بہ جوار رحمت آسود۔ طرفہ اینکہ تاریخ وفات حاجی صفت اللہ ملا نظام الدین می شود کہ معاصر اوست وترجمہ اش گذشت۔ ونیز راقم اوراق گوید ؎

بحر عرفان صفت اللہ کہ بود — عالم عامل والا رتبت
خامۂ فکرت من تاریخش — زد رقم صدر نشین جنت
۱۱۵۷ھ

عمر گرامی ہشتاد سال۔ مرقد منور او در خیر آباد است۔ مولوی احمد اللہ خلف الصدق او منقولات از والد شریف خود اخذ نمود۔ ومعقولات در خدمت شیخ کمال الدین محمد سہالوی فتح پوری گذراند۔ وعمر گرامی بہ افادۂ علوم ظاہر وارشاد طریق باطن بہ آخر رساند وشب مستہل رجب لیلة الرغائب ۱۱۶۷ھ سبع وستین ومائة والف در نزہت کدۂ قدس آسود ودر جنب احاطۂ مرقد والد بزرگوار خود استراحت فرمود۔

(۷۲) شیخ کمال الدین محمد سلمہ اللہ تعالی

از شیوخ انصاری ساکن سہالی است۔ واز بنی اعمام ملا نظام الدین سہالوی قدس سرہ والد او در فتح پور کہ از سہالی سہ کروہ است در عشیرۂ مخدوم زادہای آنجا کدخدا شد ومنصب قضای آن مکان ہم حاصل کرد باین ہر دو تقریب پای اقامت درین شہر

افشر دو شیخ کمال الدین محمد در فتح پور متولد شد - و لبعد طلوع صبح شعور منازل علمی از
بدایت تا نهایت برہنمونی ملا نظام الدین سہالوی لورد دید و در تلامذہ حضرت ملا کوس
فوقیت نواخت و از حضور استاد تا زمان حال مدتی مدید برآمدہ کہ وسادہ پیراسے تدریس
و تصنیف است - و جمعی کثیر از یمن تربیت او بہ منتہاسے مرتبہ فضیلت رسیدند - از
نتائج طبع اوست - العروۃ الوثقی در علم کلام و حاشیہ شرح عقائد جلالیہ -

(۷۳) راقم این سواد بندۂ آزاد

پیشتر در صفِ نعال فقرا رتبۂ روشناسی بہم رساند است درین انجمن نیز بہ شارکت
برادر فضائل مرتبت میر محمد یوسف سلمہ اللہ تعالیٰ اخودر الطفیلی اعزۂ کرام ساختہ - حالا می
خواہم کہ سرگذشت حرمین مکرمین شرفہما اللہ تعالیٰ بعرض ارباب التفات رسانم و این مقام
را بہ نقش حجاز دلنواز مخصوص گردانم - من فداے جلوۂ احمدی و صید بستۂ فتراک محمدی
در صغر سن خوابی دیدم کہ در مسجد مکہ معظمہ زادہا اللہ تعظیماً حاضرم - و جناب سید المرسلین صلی
اللہ علیہ وسلم در محرابی از مسجد قائم اند - فقیر شرف ملازمتِ اقدس دریافتم حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم التفات فراوان نمودند و لب بہ تبسم شیرین کردہ حرفہا پرسیدند - ہنوز جمال باکمال
خصوص لمعان تبسم مبارک در نظرِ من است - ازان وقت ہرگاہ این رویا بہ یاد می آید
سلسلہ شوقی می جنباند - آخر جذبہ بہ عنایت محمدیہ مرا از خود در ربود و شرار ناتوانی را ہمت برق
آسمان سیر کرامت نمود - رجب روز دوشنبہ سنہ ۱۱۵۰ خمسین و مائۃ و الف مطابق عدد سفر خیر

پیاده تنها از بلگرام رخت سفر بستم و احبا و اقربا را طورے غافل ساختم که اگر اینها سراغے می یافتند سد راهِ مقصود می شدند۔ راقم الحروف در واقعات این سفر مثنوی پرداخته و طلسم اعظم۔ که هم تاریخ افتتاح است نام مقرر ساخته۔ آغاز مطلب باین عنوان می کند ۵

دمِ صبحی که مهرِ عالم تاب — سر برآورد از نشیمنِ خواب
جلوه گر شد بکرسیِ مینا — با دلِ گرم و دیدهٔ بینا
داد رنگِ صفا به چهرهٔ زرد — که وضوے ز آبِ شبنم کرد
بسکه در سجده سود پیشانی — کرد سیماے خویش نورانی
گرم شد در رهِ خدا طلبی — بست احرام جانبِ غربی
شد جلوریز سوے بیت الله — به سر و دیده زد قدم در راه
طرفه بانگے بگوشِ ما آمد — از پسِ پرده این ندا آمده
کاے میان بسته در مقامِ ادب — آتشِ تازهٔ نسیمِ طلب
گوهرِ شبنمی است قابلِ دید — خیز از جا که خواندت خورشید
گر ترا نیست طاقتِ پاے — روز بخشد ترا توانائے
بال برهم زن از طپیدنِ دل — رشته بر پا اگر بود بگسل
گر چه باشد ترا بپا زنجیر — قطره زن همچو آب با زنجیر
این صدا شورِ عشق در جان ریخت — صد گلِ داغ در گریبان ریخت

دامن همتی زدم به کمر	جستم از قید سنگ همچو شرر

اهلبیت فقیر بعد سه روز آگاه شدند وانگشت تحیر بدندان گزیدند۔ سید غلام حسن غفران پناه برادر اعیانی فقیر تا سه منزل تعاقب کرد۔ آخر وحشی ازدام جسته را بدست آوردن دشوار دیده برگشت۔ چه از راه دوربینی نعل واژون زدم وراهی که غیر متعارف بود پیش گرفتم۔ کلک سخن ریز در صعوبت راه زبان می گشاید ؎

داغ این راه مرغ وهم وخیال	زخم مقراض بیم در پر و بال
رهزنان صف کشیده چون صف خار	همه مضراب تشنهٔ رگ تار
برنه‌خیزد ز پا فتادهٔ او	مار خوابیده است جادهٔ او
پیک این راه تیر ناوک دار	جامه از تن کند دم رفتار
رهزنش کاسه از گدا گیرد	خار او دامن هوا گیرد

القصه تا حدود سرونج از توابع مالوا پیاده راه طی شد از انجا که قدم گاهی به پیاده گردی آشنا نبود آبلها پا را خوشهٔ تاک ساخت۔ خارها طرح خانهٔ زنبور انداخت ؎

می بریدم رهی به بی پائی	بار فیقی که بود تنهائی
صبح تا شام راه می رفتم	خون چکان تر ز آه می رفتم
همه کهسار و دشت ناهموار	قدم مور و این ره دشوار
هر قدم رودها و جیحونها	چون دم تیغ تشنهٔ خونها
موج خوناب و جوش آبلها	ریخت در راه زنگ سلسلها

فکرها دست زد به دامنِ دل	گردِ شمشیرِ کلفتم بسمل

اتفاقاً رایات نواب آصف جاه طاب ثراه دران ایام سایه افگن دیار مالوا شده بود قائد قسمت زمام مرا باین لشکر کشید و عنایت تازه ربانی جلوه افروز گردید - یعنی عزیزے بے سبق آشنائی در مهمان خانه خود جا داد و مراسم نیازمندی فوق الحد بتقدیم رساندو د رت مکلفی براے سواری تواضع کرد - زبان خامه در تعریف رت می گردد ؎

رتِ رنگین لباسِ خوش الوان	راه رفتے بسانِ تختِ روان
تازه گردون دو نورِ پیشِ نگاه	در چپ و راست چار هالهٔ ماه
این چه گردون بروے هامون است	این چه تدویرهاے موزون است
رقص تدویرها بچشمِ خیال	گردشِ نرگسِ رمیده غزال
کشتی تازهٔ روان در بر	نکند طے راه بے لنگر
مے کشد کوه کوه بار گران	سیر و دورش چه مایهٔ فیض رسان
مختلف کارها ازو حاصل	مرکبِ راه و خیمهٔ منزل
بالش و فرش و خوش مکان دارد	مجلس ساکن و روان دارد
قدم سالکانه دارد پیش	ننهد پا برون ز جادهٔ خویش
چه عجب گر زیاده راه رود	هر قدم بر دو جاده راه رود
حسن خلقی عجب بکار برد	خادم خویش را سوار برد
یا درین خانه بشکن و بشتاب	در سفر لذتِ وطن دریاب

بست و دوم شعبان سال مذکور ملاقاتِ نواب آصف جاه طاب ثراه اتفاق افتاد
و این رباعی نتیجهٔ فکر قاصر بر زبان آمد ؎

اے حامیِ دین محیطِ جود و احسان	حق داد ترا خطاب آصف شایان
او تخت بدرگاه سلیمان آورد	تو آلِ نبی را بدرِ کعبه رسان

فقیر با وصف موزونیِ طبع مدة العمر زبان به مدح اغنیانه کشوده الا این رباعی
که در استعانت سفر بیت الله سر زد و دو بیت عربی که در دفتر ثانی در ترجمهٔ نواب نظام الدوله
شهید مذکور می شود۔

القصه دران حدود نواب آصف جاه متوجه تنبیه افواج مرهٹه بود تمام رمضان
در سواد شهر بهوپال آتش حرب اشتعال داشت و زلزله ساعت قائم بود۔ درین میدان
کمیتِ قلم جولان می نماید ؎

فوج اسلام و کفر صف آراست	طرفه شور قیامتے برخاست
کرهٔ آتشین توپ و تفنگ	کرهٔ نار ساخت عرصهٔ جنگ
کافران چون سپند در فریاد	رفت از خاک آتشین برباد
چون هما ناوکِ سبک رفتار	زده در مغزِ استخوان منقار
من هم آن روز در صفِ اسلام	با یکے ذوالفقار خون آشام
قدمم پُر دلانه افشردم	حمله ها بر مخالفان بردم
تشنگیهاے روزهٔ رمضان	کرده از کام تا جگر بریان

	سفر کعبه وصیام وجهاد		این سه دولت بهم مرا رو داد	

آخر رمضان صلح واقع شد وبه اعانت نواب زادو راحلهٔ خاطر خواه دست بهم داد
در اوائل شوال آن سال از شهر بهوپال برآمدم وبست ویکم منه به گلگشت دار السرور
برہانپور سرور گردیدم دہم ذی القعده سال مذکور وصول سورت صورت بست. بست
وچهارم منه در جهاز نشستم. واز کرهٔ خاکی به کرهٔ آبی در آمدم ہلال اول ۱۱۵۱ احدی وخمسین
ومائة والف در عین دریا گوشهٔ ابرو انمود. ہژدہم محرم کشتی بکنار جده برخورد. نوز دہم
منه در بلدهٔ فاخره جده نازل شدم. شیخ محمد فاخر متخلص به زائر اله آبادی که ترجمه اش در
مجلد ثانی می آید. در جده تشریف داشت خبر قدوم فقیر از مردم جهازی که دو روز پیش
از جهاز ما رسیده بود یافته بر لبِ دریا انتظار می کشید ہمین که قدم از بحر به خشکی گذاشتم
ملاقات شد. وسرور عجبی دست داد. وبست وسیوم منه بوصول اُم القریٰ شرفها الله
تعالی سرمایهٔ سعادت اندوختم. وجبین نیاز بآستان سائی بیت الله برافروختم از آنجا
که شوق مدینه سکینه جلوریز بود وطاقت صبر در خود نیافته بست وششم منه روز جمعه بعد ادای
نماز جمعه رو براه مدینهٔ مقدسه آوردم. بست وپنجم ماه صفر که درین تاریخ از کتم عدم
به شهرستان ہستی وارسیده ام وقدم در مرحلهٔ سی وششم گذاشتم وقت سحر از سواد مدینهٔ منوره
سرمهٔ سعادت در چشم کشیدم. ودیدهٔ آرزو مند را بر قبهٔ روضهٔ اقدس مالیدم. ودر شهور
اقامت این بلدهٔ طیبه صحیح بخاری را خدمت مولائی واستادی شیخ محمد حیات السندی
المدنی نور الله ضریحه سند کردم واجازت صحاح سته وسائر مفردات مولانا بر گرفتم. شبها

درمسجد نبوی مابین بیت ومنبر والا می نشستم - وبه مطالعه صحیح بخاری می پرداختم - واین
غزل در مدح اقدس به زبان نیاز آزاد اشد ه

نمود جلوه اعجاز شمع مطلبی	نه ماند شوخی چشم شرار بولهبی
فدای خاصیت وادی عقیق شوم	که کرد ریگ روانش علاج تشنه لبی
زیارت تو کند آفتاب هر شب نذر	رود صباح جلوریز جانب غربی
زبسکه ذوق شکست تو داشت ساغر ماه	گرفت رنگ نزاکت زشیشهٔ حلبی
خوش است حسن تقاضا زباغبان کریم	نصیب ذائقه ام کن حلاوت رطبی
به آفتاب نبوت رسانده ایم نسب	توان ز ذره ما دید نور خوش نسبی
بملک هند چو من نیست طوطی آزاد	که کرد تربیت من شکر لب عربی

ونیز قصیدهٔ عربی در نعت والا به سلک نظم رسیده وبر روضهٔ منوره معروض گردیده
در نسخهٔ تسلیة الفواد فی قصاید آزاد که درین ایام به عبارت عربی به تحریر می آید مندرج
می شود انشاء الله تعالی - چهاردهم شوال سال مسطور از بارگاه رسالت پناه صلی الله
علیه وآله وسلم رخصت ادای حج گرفتم - وبست وششم منه نزول مکه معظمه عروج
طالع بخشید - ودر ذی الحجه مناسک حج به تقدیم رسید ووقوف عرفات روز پنجشنبه
اتفاق افتاد - عمل اعظم - تاریخ ادای حج یافته شد اللهم اصلح اعمالنا وخفف اثقالنا
بالرکن والمقام وعتبة سید الانام علیه وعلی اله وصحبه الوف
الصلوٰة والسلام - ودر مکه معظمه وطائف معدن اللطائف صحبت شیخ عبدالوهاب طنطاوی

قدس سرہٗ دریافتم و فوائد فن حدیث برگرفتم۔ سال جدید یعنی اثنین وخمسین ومائة والف در مکۂ معظمہ چہرہ برافروخت۔ در شہر ربیع الاول این سال سیر خطۂ طائف اتفاق افتاد وبزیارت مرقد مطہر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سرمایۂ سعادت بدست آمد۔ محرر اوراق گوید ؎

اے صبا رو بمزار پسرِ عمِ نبی	خاک آن روضہ کم از عنبر تر نشناسی
کردہ ام خوب تماشا چمن طائفِ را	نرسد ہیچ گلِ او بہ گلِ عباسی

اواخر شہر ربیع الآخر سنہ مذکور طواف وداع بجا آوردم و بہ بندر جدہ عطف عنان نمودم۔ سیوم جمادی الاولی ہمین سال در جہاز نشستم۔ و در عرض ہشت روز بہ ساحل مخا کہ از مشاہیر بنادر یمن است رسیدم۔ چہار روز محاذی مخا جہاز را لنگر زدند۔ و سیر این مقام فرخندہ انجام میسر شد۔ و زیارت ضریح مبارک شاذلی قدس سرہٗ افادۂ فراوان انوار نمود بست و نہم جمادی الاولی جہاز بہ ساحل سورت برخورد۔ دوم جمادی الاخرہ نزول بندر مبارک دست داد۔ وسفر حجاز فیض طراز بانجام رسید۔ بتاریخ معاودت سفر بخیر یافتہ شد رب اختم سفرنا بالخیر والسلامۃ وارزقنا ثقل الموازین یوم القیامۃ بجاہ ففی خاتم جلالہ وخاتم صحیفۃ الرسالۃ علیہ وعلی آلہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیمات واین غزل دریاد ام القری وتذکر عمو دحمی سر زد ؎

سن از بوس حجر در کعبہ دل را شادمی کردم	مسی مالیدہ یاقوت کسے را یاد می کردم
زیارت می نمودم کعبہ را از گردشِ رنگی	بحکم شوق طوفِ تازہ ایجاد می کردم

درین دار الامان مشتاق تیغ قاتلی بودم	زبیتابی طوافِ خانۂ صیادے کردم
چو آوازِ جرس از کاروان ہم پیش می رفتم	بیاد لیلی محمل نشین فریادے کردم
بصحرا ہا غزالان را سلام از دور می گفتم	بہ گلشنہا زمین بوس گل و شمشادے کردم
زعکس غیر صافی داشتم آئینۂ دل را	بہ صاحبخانۂ این خانہ را آبادے کردم
اگر آزاد پاے سعی من از کار واماندی	بہ پاے ہمت والاے خود امدادمی کردم

الحال گلی تاریخی کہ از چمنِ اعجاز چیدہ ام باید دید و عطرِ اعلاے کہ از عنبرِ دریاے قدس کشیدہ ام باید شنید ؎

این نامۂ خاص روح پرور	ما اطیبہ تمامہ مسک
انجام لعون ایزدی یافت	تاریخ شنو ختامہ مسک ۱۱۶۶ھ

دبا خاتمہ تحریر

خاتمہ - در آخر نسخہ مآثر الکرام کہ ازان این نسخہ زیور طبع پوشید این عبارت تحریر است (بتاریخ پانزدہم شہر رمضان المبارک روز چہار شنبہ ۱۱۶۶ھ ہجری باتمام رسید) و پس این نسخہ مکتوبہ بزمانہ حیات مصنف رحمۃ اللہ ست چہ وفات مصنف در ۱۲۰۰ھ ہجری ست واصل نسخہ منقول عنہا در کتبخانہ آصفیہ سرکار عالی خلد اللہ ملکہ بدوام الایام واللیالی موجود و مخزون ست فقط



خزینتہ الکتب

ضروری گذارش

معزز ناظرین! روشن خیال اور مہذب اصحاب کو معلوم ہے کہ تجارت کو تہذیب و شایستگی سے کیسا گہرا تعلق ہے۔ ہماری تجارت کتب کے مفہوم و مقصود مین نفع حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ علوم و فنون کی اشاعت بھی شامل ہے۔ شائقان علوم لطیفہ و فنون نفیسہ کو خوشخبری دیتے ہین کہ ہم اعلیٰ درجہ کی علمی مذاق کی کارآمد و مفید کتابین فروخت کے لیے مہیا رکھتے ہین۔

عربی زبان کے مطبوعات یورپ ہر قسم کے ہماری معرفت مل سکتے ہین جن کی تعداد تقریباً تین ہزار کتب ہے۔

یورپ کی مطبوعہ کتابون کے چند نام ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔

(۱) تاریخ طبری کامل معہ فرہنگ و انڈکس و مقدمہ بزبان لاطینی۔ تیس برس کی محنت مین یہ نسخہ چھپا ہے۔ قیمت (ماا صـه)

(۲) کتاب الفہرست ابن ندیم معہ فہرست و گلاسری . . . للعـه

(۳) کتاب الہند للبیرونی اصل عربی دریک جلد . . . للعـه

ایضاً ترجمہ انگریزی دردو جلد . . . للعـه

(۴) مقامات حریری معہ شرح و ساسی فرہنگ و گلاسری . . . للعـه

(۵) آثار الباقیہ عن القرون الخالیہ للبیرونی اصل عربی . . . سـه

ایضاً ترجمہ انگریزی . . . سـه

(۶) طبقات الشعرا ابن قتیبہ . . . . . سـه

(۷) کتاب الاشتقاق لابن درید۔ لغت انساب . . . عـه



